# عمران سیریز

# اسمگلر کنگ

مظہر کلیم
ایم اے

اس ناول کے تمام نام مقام کردار واقعات اور
پیش کردہ سچوایشنز قطعی فرضی ہیں کسی قسم کی جزوی
یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کیلئے پبلشرز
مصنف و پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہوگی۔

ناشران ------- اشرف قریشی
------------ یوسف قریشی
پرنٹر --------- محمد یونس
طابع --------- ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت -------- 40/- روپے

# چند باتیں

محترم قارئین : سلام مسنون !
آپ سے براہِ راست باتیں کرنے کے لئے پبلشر حضرات نے ہمارے لئے یہی ایک مہربانی کر رکھی ہے کہ ایک صفحے کی اجازت دے دیتے ہیں۔ مگر قارئین کرام بھلا آپ خود انصاف کیجئے۔ عمران کو تو ملیں دو ڈھائی سو صفحات اور بیچارے مصنف کے حصے میں صرف ایک صفحہ۔ اور اس پر بھی سرخی جما دیتے ہیں "پیش لفظ" کی۔ یعنی لفظ تو کہتا ہے عمران اور ہم اس لفظ سے پہلے صرف پیش ہی ڈال سکتے ہیں۔ چنانچہ آج میں نے احتجاج کے طور پر اس صفحہ کا نام رکھ دیا ہے "میرا صفحہ"
خدا کرے کتابت، پروف ریڈنگ اور چھپائی کے مراحل طے کرنے کے بعد جب یہ صفحہ آپ کے پاس پہنچے تو تب تک یہ میرا صفحہ ہی رہ جائے کہیں پبلشر کا صفحہ نہ بن جائے۔
اب رہ گئی یہ بات کہ میں اس صفحہ کا کیا کروں گا۔ تو محترم قارئین یہ میرا صفحہ ہے اور اس صفحے میں ظاہر ہے آپ سے بغیر پبلشر کی مداخلت کے آزادی سے باتیں کروں گا۔ تو محترم قارئین۔ پہلی بات جو میں آپ سے

براہِ راست کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ...... معاف کیجئے ابھی
تو میں نے اس بات پر غور ہی نہیں کیا کہ آپ سے براہِ راست
بات کیا کروں۔ تو محترم قارئین۔ فی الحال مجھے غور کرنے
دیجئے اور آپ یہ نیا ناول "راسکلز کنگ" پڑھیئے۔ اس ناول
کے متعلق میں کچھ نہیں کہتا۔ آپ ہی ناول پڑھ کر مجھے
بتائیے کہ آپ کو یہ ناول کیسا لگا۔ ویسے اگر آپ مجھے نجومی نہ سمجھ
بیٹھیں تو اتنا بتا دوں کہ ناول آپ کو یقیناً پسند آئے گا۔
کیونکہ اس میں وہ سب کچھ ہے جسے پڑھنے کی آپ ہمیشہ
خواہش رکھتے ہیں۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

انٹیلیجنس کے ڈائریکٹر جنرل سر رحمان ایک سرکاری دورے پر ملک سے باہر گئے
ہوئے تھے اور ان کی واپسی دو ہفتوں بعد ہونی تھی۔ اس لئے انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ
فیاض آجکل اونچی اڑانوں میں تھا۔ وہ ایک لحاظ سے پوری انٹیلی جنس کا کرتا دھرتا بنا ہوا
تھا اور ظاہر ہے کہ جب جواب طلب کرنے والا ہی کوئی نہ ہو تو پھر سوپر فیاض کو من مانی
کرنے سے کون روک سکتا تھا۔

سوپر فیاض اپنے دفتر میں میز پر دونوں ٹانگیں رکھے بڑے اطمینان سے غیر ملکی
سگریٹ پینے میں مصروف تھا۔ ایک چپڑاسی بڑے مؤدبانہ انداز میں ناف پر دونوں ہاتھ
باندھے تقریباً جھکا کھڑا تھا کہ سوپر فیاض کے منہ سے حکم برآمد ہوا اور وہ الہ دین کے
چراغ کے جن کی طرح فوری طور پر اس کی تعمیل کرے۔ دفتر کا پورا عملہ سہما ہوا تھا کیونکہ
سوپر فیاض عملی طور پر ڈائریکٹر جنرل تھا اور جب تک ڈائریکٹر جنرل واپس آتے سوپر فیاض
انہیں جہنم میں پہنچا چکے ہوتے۔

"محمد دین" ۔۔۔ سوپر فیاض نے منہ ٹیڑھا کرتے ہوئے سامنے کھڑے چپڑاسی سے
مخاطب ہو کر کہا۔ ظاہر ہے لہجہ دیسی افسروں جیسا ہی تھا۔

"یس سر" ۔۔۔ محمد دین نے فوراً اٹین شن ہو کر باقاعدہ سیلوٹ مارتے ہوئے
جواب دیا۔

"سرفراز کو بلاؤ ـــــ اور اُسے کہو کہ شہر کے تمام ہوٹلوں، کیفوں، باروں، جوا خانوں اور نائٹ کلبوں کا ریکارڈ لے کر آئے" ـــــ سوپر فیاض نے کہا۔

"یس سر" ـــــ محمد دین نے بڑے مستعد لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

سوپر فیاض نے پروگرام بنایا تھا کہ ڈائریکٹر جنرل سر رحمان کی عدم موجودگی سے پورا پورا فائدہ اٹھایا جائے۔ یہی سوچ کر اس نے ریکارڈ کیپر سرفراز کو معہ ریکارڈ طلب کیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد سرفراز ہاتھوں میں ایک ضخیم فائل اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر پریشانی اور خوف کے تاثرات نمایاں تھے۔

"یس سر" ـــــ سرفراز نے اندر داخل ہو کر بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ریکارڈ لے آئے ہو" ـــــ؟ سوپر فیاض نے اسی انداز میں بیٹھے بیٹھے بڑے سخت لہجے میں پوچھا۔

"یس سر" ـــــ سرفراز نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"میز پر چھوڑ جاؤ ـــــ اور سنو! ـــــ میں کسی کام میں کوتاہی برداشت نہ کروں گا۔ اب سر رحمان موجود نہیں ہیں جو تمہاری کوتاہیوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں ـــــ تم لوگوں سے ذرا سی کوتاہی ہوئی تو جوتے بھی ماروں گا اور کان سے پکڑ کر باہر بھی نکال دوں گا ـــــ سنا ـــــ اب گٹ آؤٹ" ـــــ سوپر فیاض نے اسے ڈانٹتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"بہتر جناب" ـــــ سرفراز نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے جانے کے بعد سوپر فیاض سیدھا ہو کر بیٹھا اور اس نے فائل کھول لی۔ تھوڑی دیر بعد اس کی انگلیاں تیزی سے فون کے ڈائل پر چل رہی



تھیں۔ اس نے تمام بڑے بڑے ہوٹلوں، کلبوں اور جوا خانوں کے منیجروں کو بھتہ کی رقم فوری طور پر ڈبل کرنے کے لئے کہا اور ساتھ ہی دھمکیاں بھی دے دیں کہ اگر وہ نہ مانے تو ان کے کاروبار ٹھپ ہو جائیں گے۔

اور پھر اس نے ہوٹل جاگرلا کا نمبر ملایا۔ یہ ہوٹل دارالحکومت کا سب سے خوبصورت اور جدید ترین ہوٹل تھا اور ابھی حال ہی میں اس کا افتتاح ہوا تھا۔ نمبر ملتے ہی دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

"سوپر فیاض فرام انٹیلی جنس سپیکنگ" ـــــ سوپر فیاض نے منہ ٹیڑھا کرتے ہوئے اپنا تعارف کرایا۔

"سوئپر فیاض ـــــ یعنی جمعدار ـــــ نہیں بھئی میرا فلش ٹھیک کام کر رہا ہے مجھے کسی جمعدار کی ضرورت نہیں ہے" ـــــ دوسری طرف سے ایک منخنی سی آواز سنائی دی اور سوپر فیاض کے جسم میں غصے کی شدت سے بارہ ہزار وولٹ کا کرنٹ دوڑ گیا۔

"شٹ اپ! ـــــ کون بول رہا ہے ـــــ؟ میں تمہیں کتے کی طرح بھونکنے پر مجبور کر دوں گا" ـــــ سوپر فیاض نے انتہائی غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں سے چنگاریاں نکل رہی تھیں۔

"بڑی انگریزی بولتے ہو جمعدار فیاض! ـــــ کہیں لندن کے فلش صاف کرتے کرتے واپس تو نہیں آ گئے ـــــ؟ اور باقی رہ گیا کتے کی طرح بھونکنا ـــــ وہ تو خیر بھونکتے ہی رہتے ہیں ـــــ میں نے اپنی زندگی میں پہلی بار کسی انسان کو بھونکتے ہوئے سنا ہے" ـــــ دوسری طرف سے بڑے مضحکہ اڑانے والے لہجے میں کہا۔

"یو ڈرٹی سن آف بچ نان سنس! ـــــ میں تمہارے ہوٹل کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا" ـــــ اب تو سوپر فیاض کا غصہ کھولاؤ کے آخری درجے پر پہنچ

بچکا تھا اس کا بس نہ چل رہا تھا کہ وہ اڑ کر دوسری طرف سے بولنے والے کی گردن
پکڑے اور پھر جس طرح دھوبی کپڑے مروڑتے ہیں اس طرح مروڑ کر رکھ دے۔

"شانتی شانتی ـــ سوپر فیاض! ـــ مجھے اتنی گاڑھی انگریزی نہیں آتی اور
رہی ہوٹل کی اینٹ سے اینٹ بجانے والی بات ـــ تو میری طرف سے کسی بھی
ہوٹل کے ساتھ جو مرضی آئے کرو۔ میرا کیا تعلق ـــ ؟ اور ہاں بھئی سوپر! تم شاید
آثار قدیمہ کے جمعدار ہو ـــ بھئی آجکل ہوٹل کی تعمیر میں اینٹیں استعمال نہیں
ہوتیں۔ سیمنٹ اور بجری اور سریا استعمال ہوتا ہے ـــ اور دوسری بات یہ کہ
تمہیں بجانے کے لئے اینٹ کہاں سے ملے گی ـــ ؟ اب تو مدت ہوئی اینٹیں بنانے
والے بھٹے بھی ختم ہو گئے ہیں" ـــ دوسری طرف سے بڑے ناصحانہ انداز میں
کہا گیا۔ اور شدید غصے کے باوجود سوپر فیاض پر پہلی بار یہ انکشاف ہوا کہ دوسری
طرف سے بولنے والے کا ہوٹل جاگوار سے کوئی تعلق نہیں۔

"ابے تو ہے کون ـــ ؟ ذرا اپنا حدود اربعہ تو بتا ـــ پھر میں دیکھتا ہوں کہ
تو کتنے سانس لینے میں کامیاب ہوتا ہے" ـــ سوپر فیاض غصے کی شدت میں
ادب اخلاق بھول کر تو تڑاق پر اتر آیا۔

"واہ واہ! ـــ اب بولی ہے نا تم نے سوپروں والی زبان ـــ لندن کا اثر
دور ہو گیا نا ـــ ویسے یہ تو بتاؤ سوپر صاحب! ـــ ڈائریکٹر جنرل انٹیلی جنس
سر رحمان کہاں ہیں" ـــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"وہ غیر ملکی دورے پر گئے ہوئے ہیں ـــ مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو؟
بس تم اپنا نام بتاؤ۔ پھر میں تمہیں دیکھ لوں گا ـــ سر رحمان یہاں نہیں ہیں جن کا
رعب مجھے دے رہے ہو" ـــ سوپر فیاض نے ہری مرچیں چباتے ہوئے
جواب دیا۔



"اچھا تو یہ بات ہے ـــ میں بھی کہوں کہ تم اپنی اصلیت پر کیسے آ گئے ـــ
واہ بھئی واہ سوپر مزے آ گئے ـــ اسی لئے ہوٹلوں کو فون کئے جا رہے ہیں۔
سر رحمان کی عدم موجودگی میں بھتہ ڈبل کمانے کا پروگرام ہوگا" ـــ دوسری طرف سے
کہا گیا اور سوپر فیاض کا دماغ ایک بار پھر بھک سے اڑ گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ ایسا
کون شخص ہے جسے اس کے تمام رازوں کا علم ہے۔

"بکواس مت کرو ـــ تم اپنا نام بتاؤ ـــ میں ابھی ایکسچینج سے تمہارا فون نمبر
پوچھ لوں گا اور پھر دیکھوں گا کہ تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچاتا ہے" ـــ سوپر فیاض
نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔ مگر اس بار اس کے لہجے میں پہلے جیسی گھن گرج مفقود تھی۔

"یہی دعویٰ نمرود نے کیا تھا اور نتیجے میں ایک معمولی سے مچھر نے اس کا ناطقہ
بند کر دیا ـــ ویسے تمہارے نتھنے کا سائز کیا ہے سوپر فیاض! تاکہ اسی سائز
کا مچھر میں ابھی سے پالنا شروع کر دوں" ـــ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور
سوپر فیاض نے ایک جھٹکے سے کریڈل پر ہاتھ مارا اور پھر تیزی سے سنٹرل ایکسچینج
کے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا۔
رابطہ قائم ہوتے ہی اس نے تقریباً دھاڑتے ہوئے کہا۔

"میں قائم مقام ڈائریکٹر جنرل انٹیلی جنس بول رہا ہوں ـــ فون نمبر تین صفر تین
صفر تین سے ابھی ابھی جس فون پر میری بات ہو رہی تھی اس کا نمبر بتاؤ" ـــ
سوپر فیاض نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"آپ کی بات فون نمبر سکس زیرو تھری فور فائیو پر ہو رہی تھی" ـــ دوسری
طرف سے آپریٹر نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"یہ کس کا فون ہے ـــ ؟ جلدی بتاؤ ـــ پورا نام و پتہ چاہئے" ـــ فیاض
نے دھاڑتے ہوئے کہا۔ فون نمبر ٹریس ہوتے ہی اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی تھی۔

"ایک منٹ ہولڈ کیجئے جناب" ——— آپریٹر نے جواب دیا اور سوپر فیاض دانتوں سے ہونٹ کاٹنے لگا۔

"جناب یہ فون کسی فیاض حسین کے نام پر رجسٹرڈ ہے —— اور پتہ ہے جناب! فلیٹ نمبر ایک سو گیارہ کنگ روڈ" ——— آپریٹر نے جواب دیا۔

اور سوپر فیاض کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے دماغ میں کسی نے بارود بھر کر آگ لگا دی ہو۔ اس نے ایک جھٹکے سے رسیور کریڈل پر پھینک دیا۔

سوپر فیاض سمجھ گیا تھا کہ دوسری طرف سے بولنے والا عمران تھا جو آواز بدل کر بول رہا تھا۔ ظاہر ہے عمران جس فلیٹ میں رہتا تھا وہ فیاض کی ملکیت تھی۔ اور فون بھی اسی کے نام سے لگا ہوا تھا۔ عمران نے اس پر قبضہ کر رکھا تھا۔ اب یہ فیاض کی بدقسمتی تھی کہ جاگورا ہوٹل کا نمبر ملاتے ملاتے غلطی سے اس نے عمران کا نمبر ڈائل کر دیا تھا اور دوسری طرف سے عمران نے ہی فون اٹھایا۔ اور جیسے ہی فیاض نے اپنا تعارف کرایا اس نے فوراً ہی آواز بدل کر اسے اڑانا شروع کر دیا۔

"میں اسے کچا چبا جاؤں گا —— اب موقع ہے کہ سر رحمان یہاں نہیں ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ اب یہ میرے ہاتھ سے کیسے بچتا ہے —— ہتھکڑیاں ڈال کر حوالات میں بند نہ کیا تو فیاض نام نہیں" ——— فیاض نے غصے سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے اس نے میز پر پڑی ہوئی گھنٹی پر زور سے ہاتھ مارا۔

"یس سر" —— چپڑاسی نے تیزی سے اندر داخل ہو کر سیلوٹ جھاڑتے ہوئے کہا

"انسپکٹر عرفان کو کہو کہ چار آدمی تیار کرے اور ہتھکڑیوں کا ایک جوڑا بھی جیب میں رکھ لو —— جلدی" ——— سوپر فیاض نے حکم دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر" —— چپڑاسی نے کہا اور تیزی سے باہر نکل گیا۔

فیاض نے سوچا تھا کہ بس جاتے ہی عمران کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال



دیگا اور اسے لا کر حوالات میں بند کر دے گا —— بعد میں جو ہوگا دیکھا جائے گا کم سے کم اس کی حسرت تو پوری ہو جائے گی۔

تھوڑی دیر بعد چپڑاسی نے جیپ اور آدمیوں کے تیار ہونے کی اطلاع دی اور سوپر فیاض تیزی سے اٹھ کر کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

ہوٹل الاسکا کے ایک بڑے تہہ خانے میں ایک میز کے گرد دس کرسیاں موجود تھیں۔ تہہ خانے کے دروازے پر دو اشخاص ہاتھوں میں سٹین گنیں اٹھائے بڑے مستعد انداز میں کھڑے تھے۔ وہ دونوں شکل و صورت سے ہی چھٹے ہوئے غنڈے لگ رہے تھے۔ جس گیلری میں وہ دونوں کھڑے تھے۔ اس کے آخر میں ایک لوہے کا مضبوط دروازہ تھا جس کے باہر بھی دو مسلح اشخاص موجود تھے۔ آج اس تہہ خانے میں دارالحکومت میں موجود غنڈوں کے دس نامی گرامی گروہوں کے سربراہوں کا اجلاس ہونے والا تھا۔ عام طور پر یہ گروہ آپس میں ہی برسرپیکار رہتے تھے مگر گزشتہ دو ماہ سے کسی پراسرار شخص نے ان سارے گروہوں کے درمیان اختلافات ختم کرا دیئے تھے اور یہ اجلاس بھی اسی کی ہدایت پر ہو رہا تھا تاکہ ہر گروہ اپنا اپنا ایریا مخصوص کر لے اور کوئی گروہ دوسرے گروہ کے ایریا اور کاموں میں مداخلت نہ کرے۔ اس پراسرار آدمی کو راسکلز کنگ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ اس کی ہدایت پر جب سب

گروہوں نے منظم ہو کر کام شروع کیا تو پورے دارالحکومت میں منشیات کی فراوانی، سمگلنگ، ڈاکہ زنی، لوٹ مار اور قتل و غارت کا ایک طوفان سا آگیا اور پولیس باوجود کوشش کے کسی واردات کا بھی پتہ نہ چلا سکی کیونکہ سب گروہ ایک دوسرے کے حق میں جان دیتے۔ اس سے پہلے یہ ہوتا تھا کہ ہر گروہ دوسرے کے متعلق پولیس کو اطلاعات مہیا کرتا اور اس طرح پولیس انہیں گرفتار کرنے میں کامیاب ہو جاتی مگر اب ایسا نہ تھا۔ اس لئے پولیس بے بس نظر آتی تھی۔

دس گروہوں کے سرداروں تو بڑے بڑے خاں تھے اور شاذ و نادر راسکلز کنگ کو بھی خاطر میں نہ لاتے۔ مگر راسکلز کنگ نے بڑے پُراسرار طریقے سے پہلے ان کی کمزوریوں کا پتہ کیا اور پھر ان سب کے خلاف ایسا مواد اکٹھا کر لیا کہ اگر وہ راسکلز کنگ کا کہا نہ مانتے تو پھر وہ ساری عمر جیل میں ہی سڑتے رہ جاتے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ راسکلز کنگ کی ہدایات پر عمل کرنے لگے اور اب تو انہیں خود ہی احساس ہو گیا تھا کہ اس طرح منظم ہو کر کام کرنے سے انہوں نے دونوں ہاتھوں سے دولت کمائی ہے اور پھر سب سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ تھی کہ راسکلز کنگ نے کبھی کوئی حصہ یا کمیشن نہ مانگا تھا اس لئے وہ مطمئن تھے بلکہ اب راسکلز کنگ کی ہر بات یوں مانتے تھے جیسے وہی ان کا سربراہ ہو۔ اس طرح دیکھا جائے تو دارالحکومت کے تمام غنڈے ایک گروہ کی شکل اختیار کر گئے تھے اور ان کا سربراہ وہی پُراسرار شخص راسکلز کنگ تھا۔

آہستہ آہستہ گروہوں کے سربراہ گیلری میں آنے شروع ہو گئے۔ گیلری کے دروازے کے باہر جو مسلح شخص تھے وہ اس میدان کے پرانے کھلاڑی تھے اس لئے وہ ذاتی طور پر سب کو جانتے تھے۔ ایک ایک کر کے سب اس تہہ خانے میں اکٹھے ہوتے چلے گئے اور آخر میں میزبان گروہ کا سربراہ رچرڈ تہہ خانے میں داخل ہوا۔ ہوٹل الاسکا



اس کی ملکیت تھی اور یہی اس کا ہیڈ کوارٹر تھا۔

سب کے اکٹھے ہوتے کے بعد مسلح اشخاص ٹرالیاں دھکیلتے ہوئے اندر داخل ہوئے اور چند لمحوں بعد میز قیمتی اور غیر ملکی شراب سے بھر گئی۔

"دوستو! ۔۔۔ آپ سب کو معلوم ہے کہ ہم سب یہاں راسکلز کنگ کی ہدایت پر جمع ہوتے ہیں اور ہمارا مقصد اپنے اپنے کام اور ایریئے تقسیم کرنا ہے۔ راسکلز کنگ کی ہدایت پر میں نے دارالحکومت کے نقشے کو دس حصوں میں تقسیم کر دیا ہے اور راسکلز کنگ نے بھی اس کی منظوری دے دی ہے ۔۔۔ یہی ہمارے مخصوص ایریئے ہوں گے ۔۔۔ کوئی گروہ دوسرے گروہ کے ایریئے میں مداخلت نہ کرے گا ۔۔۔ اور اگر کوئی شکایت پیدا ہو تو دوسرے ایریئے کے سربراہ کے نوٹس میں یہ شکایت لائی جائے گی اور وہ اُسے دور کرنے کا پابند ہو گا۔ شدید اختلاف کی صورت میں آخری فیصلہ راسکلز کنگ کرے گا ۔۔۔ آپ لوگ یہ نقشہ دیکھ لیں اور اس کی رسمی منظوری دے دیں" ۔۔۔ رچرڈ نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس کے اشارے پر ایک مسلح شخص نے ایک کافی بڑا رول الماری سے نکال کر رچرڈ کے حوالے کر دیا۔

یہ دارالحکومت کا کافی بڑا اور تفصیلی نقشہ تھا۔ رچرڈ نے اُسے سامنے دیوار پر لٹکا دیا۔

نقشے پر سرخ رنگ سے موٹی موٹی لکیریں ڈال دی گئی تھیں۔ اور پورے نقشے کو دس حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ ہر حصے کے درمیان میں سرخ روشنائی سے موٹے موٹے نمبر لکھے گئے تھے جو ایک سے دس تک تھے۔

"دوستو! ۔۔۔ اس تقسیم کے مطابق میرا نمبر ایک ہے ۔۔۔ ہیری کے گروہ کا نمبر ۲ تھامسن نمبر ۳ ۔۔۔ نرالو نمبر ۴ ۔۔۔ کارٹک نمبر ۵ ۔۔۔ ایبل نمبر ۶ ۔۔۔ کراس نمبر ۷

چیکو نمبر ۸ ___ شوبرز نمبر ۹ ___ اور مارٹن نمبر ۱۰ ___ کسی کو کوئی اعتراض ہے تو
بتا دے“ ___ رچرڈ نے سب کے نمبر بتاتے ہوئے کہا ۔

جن افراد کے نام رچرڈ نے لئے تھے وہ سب اس اجلاس میں موجود تھے ۔
اور ان سب کی نظریں نقشے پر جمی ہوئی تھیں کہ وہ اس عہدہ برداری میں کوئی سقم نکال
سکیں ۔ مگر یہ تقسیم کچھ اس مہارت سے کی گئی تھی کہ چاہنے کے باوجود بھی کوئی اعتراض
نہ کر سکا اور سب نے رضامندی کے طور پر سر ہلا دیئے ۔

” چلو ایک بڑا مسئلہ تو حل ہوا ___ اب آیئے دوسرے نکتے پر ___ راسکلز گنگ
کے مطابق آئندہ جب ہم آپس میں بات چیت کریں گے تو ناموں کی بجائے ایک دوسرے
کے نمبر پکاریں گے اور اپنی اپنی حدود میں ہر غیر قانونی کام کے لئے پوری طرح آزاد ہوں
گے ___ البتہ کسی ایسے کام کے لئے جس کا تعلق پورے ملک سے ہو ۔ ہم ایک
دوسرے کی امداد کریں گے ___ اور جو جو گروہ اس کام میں ملوث ہوں گے انہیں
باقاعدہ کمیشن ادا کیا جائے گا ___ راسکلز گنگ تمام گروہوں کا سربراہ ہوگا ___ اس
کا حکم آخری ہوگا اور جو گروہ اس کے حکم سے سرتابی کرے گا اُسے عبرتناک سزا دی
جائے گی“ ___ رچرڈ نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا ۔

” منظور ہے “ ___ سب نے یک زبان ہو کر کہا ۔

” ٹھیک ہے ___ تو یہ اجلاس کامیاب رہا “ ___ رچرڈ نے بڑے مطمئن انداز میں
اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا ۔

” مگر مسٹر رچرڈ ! ___ میں یہ سوچ رہا ہوں کہ کہیں ہماری سرگرمیوں کی بنا پر خفیہ پولیس
ہمارے پیچھے نہ لگ جائے “ ___ نمبر تو نے کہا ۔

گنگ نے اس کا انتظام کر لیا ہے ___ خفیہ پولیس کا سپرنٹنڈنٹ فیاض خریدا
جا چکا ہے ___ اُسے ہر گروہ کی طرف سے باقاعدہ حصہ ادا کیا جائے گا اور وہ ہماری





حفاظت کرے گا اور کوئی بھی قدم اٹھانے سے قبل وہ ہمیں اطلاع کرے گا تاکہ ہم اپنا
بندوبست کر سکیں“ ___ رچرڈ نے جواب دیا ۔

” بس پھر ٹھیک ہے ___ پھر یہ شہر تو ہم سب کے لئے جنت بن جائے گا “ ___
نمبر نو نے ہنستے ہوئے کہا ۔

” بن چکا ہے ___ پولیس بے بس ہو چکی ہے ___ ایک بھی واردات کا سراغ
اُسے نہیں مل سکا “ ___ نمبر سات نے ہنستے ہوئے کہا ۔

” ہاں ایک بات اور ___ راسکلز گنگ نے سختی سے کہا ہے کہ اس کا نام کسی
کی زبان پر نہ آئے ___ وہ اپنا نام پولیس یا خفیہ پولیس تک نہیں پہنچانا چاہتا “ ___
رچرڈ نے کہا اور سب نے سر ہلا دیئے ۔

” ویسے ایک بات ہے رچرڈ ! ___ آخر گنگ کا اصل مقصد کیا ہے ___ ؟ وہ
کمیشن بھی نہیں لیتا ___ اور نہ ہی اس نے ہم سے کوئی کام لیا ہے “ ___ نمبر چھ نے
سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا ۔

” یہ بات ہمارے سوچنے کی نہیں ___ وہ اس بارے میں خود بہتر جانتا ہے ۔ ہمیں
تو یہ معلوم ہے کہ اس کے آنے سے ہمارا کام نہ صرف بڑھ گیا ہے بلکہ اب ہم پہلے
سے کہیں زیادہ مضبوط ہو گئے ہیں ___ ویسے اگر وہ کمیشن طلب کرے تو ہم وہ بھی دینے
کے لئے تیار ہیں ___ اور رہا کوئی کام ___ تو ظاہر ہے وہ ہم سب کا سربراہ ہے
ہم سے جو چاہے کام لے سکتا ہے “ ___ نمبر تین نے کہا ۔

” ٹھیک ہے ___ ہم اس بارے میں سوچ کر اس کا کیا بگاڑ سکتے ہیں ___ ؟ وہ
مکمل طور پر پردے میں ہے ___ اور سوائے آواز کے ہم اس کے بارے میں کچھ نہیں
جانتے اور ہمیں ضرورت بھی نہیں “ ___ نمبر چار نے کہا اور باقی سب نے سر ہلا
دیئے ۔

تھوڑی دیر اور باتیں کرنے اور پینے پلانے کے بعد اجلاس برخاست ہو گیا اور ایک ایک کر کے سب رخصت ہو گئے۔

سب سے آخر میں رچرڈ باہر نکلا اور پھر گیلری میں سے ہوتا ہوا وہ اپنے مخصوص کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کمرے کا دروازہ اندر سے بند کر کے رچرڈ نے ایک جدید ترین ٹرانسمیٹر الماری کے خفیہ خانے سے نکالا اور پھر ایک فریکونسی سیٹ کر کے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ ٹرانسمیٹر میں سے چڑیوں کی چہکار کی سی آواز نکلی اور پھر آہستہ آہستہ مدھم ہوتی چلی گئی۔

"ہیلو کنگ سپیکنگ اوور" ——— ایک بھاری اور کرخت آواز ٹرانسمیٹر سے برآمد ہوئی۔

"رچرڈ سپیکنگ باس اوور" ——— رچرڈ نے قدرے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"نمبر ایک کہو رچرڈ، اوور" ——— کنگ نے پہلے سے زیادہ سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سوری باس! ——— آئندہ غلطی نہ ہو گی۔ اوور" ——— رچرڈ نے جواب دیا۔

"اوکے! ——— اجلاس کی رپورٹ دو۔ اوور" ——— کنگ نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

"اجلاس کامیاب رہا ہے باس! ——— تمام ممبرز تقسیم پر راضی ہیں۔ کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا ——— اور باقی تمام پوائنٹس پر بھی رضامندی کا اظہار کیا گیا ہے اوور" رچرڈ نے جواب دیا۔

"بہت خوب! ——— اچھا سنو نمبر ایک! ——— میں تمہیں اپنا نائب مقرر کرتا ہوں۔



تم تمام گروہوں کی خفیہ طور پر نگرانی کرو گے اور مجھے براہ راست رپورٹ دو گے ——— مگر یہ سن لو کہ میں معمولی سی کوتاہی بھی برداشت نہ کروں گا۔ اوور" ——— کنگ نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس! ——— آپ بے فکر رہیں ——— آپ کے احکامات کی پوری پوری تعمیل کی جائے گی۔ اوور" ——— رچرڈ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"میں ہر کام ٹھیک ٹھاک چاہتا ہوں اور بس، اوور" ——— کنگ نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس باس! ——— آپ کے ہوتے ہوئے ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا ——— پولیس ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی ——— رہ گئی انٹیلی جنس ——— تو اس کا بندوبست آپ نے کر ہی دیا ہے، اوور" ——— رچرڈ نے کہا۔

"ہاں! ——— ان کی طرف سے بے فکر رہو ——— ان کے علاوہ اگر کوئی اور خطرہ ہو تو وہ مجھے بتا دو تاکہ میں اس کا انتظام بھی کر دوں، اوور" ——— کنگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس اور تو کسی طرف سے کوئی خطرہ نہیں ——— البتہ ایک احمق سا شخص ہے۔ وہ اگر ہماری لائن پر لگ گیا تو ہمیں دشواریاں پیش آ سکتی ہیں۔ اوور" ——— رچرڈ نے رک رک کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"احمق سا شخص! ——— کیا مطلب ——— کھل کر بات کرو۔ اوور" ——— کنگ نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"باس! ——— یہاں دارالحکومت میں ایک نوجوان رہتا ہے ——— اس کا نام علی عمران ہے ——— وہ انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر رحمان کا اکلوتا لڑکا ہے بظاہر بالکل احمق سا نوجوان ہے مگر انتہائی خطرناک، عیار اور ذہین ہے۔ مجھے دارالحکومت میں کام کرتے ہوئے بیس سال ہو گئے ہیں۔ میں نے بے شمار بین الاقوامی

مجرموں کا اس کے ہاتھوں خاتمہ ہوتے دیکھا ہے۔ اوور" ـــــ رچرڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــ مگر وہ کس محکمہ سے متعلق ہے۔ اوور" ـــــ کنگ کی آواز میں تشویش نمایاں تھی۔

"بظاہر تو اس کا تعلق کسی محکمہ سے نہیں ـــــ وہ انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کا دوست ہے ـــ وہی اس کا خرچہ اٹھاتا ہے ـــ مگر جب بھی وہ کسی تنظیم یا شخص کے پیچھے لگ جائے تو پھر عزرائیل کا کام کرتا ہے۔ اوور" ـــ رچرڈ نے جواب دیا۔

"تو کیا آج تک اس کے خاتمے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی۔ اوور" ـــ؟ کنگ نے پوچھا۔

"بے شمار بار کوششیں کی گئیں ـــ مگر کوئی کامیابی نہیں ہوئی ـــ البتہ کوشش کرنے والے انجام کو پہنچ گئے۔ ویسے عام طور پر وہ مقامی زیرِ زمین سرگرمیوں میں دخل نہیں دیتا ـــ صرف بین الاقوامی تنظیموں اور مجرموں کے خلاف کام کرتا ہے۔ اس لئے ہمیں اس سے فی الحال تو کوئی خطرہ نہیں ہے، اوور" ـــ رچرڈ نے جواب دیا۔

"مگر میں ایسے شخص کو ایک لمحے کے لئے بھی برداشت نہیں کرسکتا ـــ اس کا کانٹا راستے سے نکالنا ہی پڑے گا ـــ اس کی رہائش گاہ جانتے ہو۔ اوور ـــ؟ کنگ نے کچھ دیر کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

"جی ہاں ـــ وہ کنگ روڈ کے فلیٹ نمبر ایک سو گیارہ میں رہتا ہے۔ مگر اکثر فلیٹ سے غائب رہتا ہے۔ اوور" ـــ رچرڈ نے جواب دیا۔

"اچھا تم ایسا کرو کہ اس کے فلیٹ کے سامنے جاکر ٹھہرو اور اس کی نگرانی کرو جیسے



ہی وہ فلیٹ سے باہر نکلے یا اندر جاتے اپنے سر پر اس طرح ہاتھ پھیرنا جیسے بال سنوار رہے ہو۔ اس کے بعد تم چلے جانا ـــ پھر میں دیکھ لوں گا کہ وہ کتنے پانی میں ہے۔ اوور" ـــ کنگ نے کہا۔

"بہتر باس ـــ کیا میں ابھی روانہ ہو جاؤں، اوور" ـــ؟ رچرڈ نے پوچھا۔

"نہیں ـــ پہلے تم اس کے فلیٹ پر فون کرکے پتہ کرو کہ آیا وہ فلیٹ میں ہے یا نہیں ـــ اور مجھے بتاؤ ـــ اگر وہ موجود ہو تو پھر وہاں چلے جانا۔ اوور" ـــ کنگ نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس ـــ مگر میرا مشورہ ہے کہ آپ اسے نہ چھیڑیں ـــ اگر ہمارا حملہ ناکام رہا تو وہ ہماری لائن پر لگ جائے گا۔ اوور" ـــ رچرڈ سے فقرہ مکمل نہ ہو سکا۔

"تم بزدل ہو نمبر 1 ـــ اور میں بزدلی برداشت نہیں کرسکتا ـــ تم نے ایک عام سے شخص کو مافوق الفطرت سمجھ لیا ہے ـــ تم دیکھنا کہ اس کا حشر کیا ہوتا ہے۔ اوور" ـــ کنگ نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس ـــ جیسا آپ چاہیں ـــ میں ابھی فون کرکے اس کا پتہ کرتا ہوں۔ اوور" ـــ رچرڈ نے کہا۔

"ٹرانسمیٹر آن رکھو اور فون کرو ـــ میں اس کی آواز سننا چاہتا ہوں۔ اوور" ـــ کنگ نے کہا۔

اور رچرڈ نے تیزی سے میز پر پڑا ہوا ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور عمران کے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔ جلد ہی دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

"عمران صاحب ہیں ـــ؟ میں ایئرپورٹ سے بول رہا ہوں" ـــ رچرڈ نے

آواز تبدیل کرتے ہوئے کہا۔

"ایئر اور پورٹ سے! ___ تو کیا اب ہوائیں بھی بندرگاہیں بن گئی ہیں ___؟
میں عمران بول رہا ہوں" ___ دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔

"عمران صاحب! ___ آپ کا ایک مہمان ایئر پورٹ پر موجود ہے ___ آپ ان سے
یہاں آکر مل لیں" ___ ریچرڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ریسیور رکھ دیا۔

"ٹھیک ہے ___ میں نے سُن لیا ہے ___ تم نے اچھا کیا کہ اُسے ایئر پورٹ
جانے کے لئے کہہ دیا ___ تم فوراً اس کے فلیٹ پر پہنچو۔ اوور" ___ کنگ کی
آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر ٹرانسمیٹر سے چڑیوں کی چہکار سنائی
دینے لگی۔

ریچرڈ نے پھرتی سے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے الماری میں رکھا اور پھر تیزی سے
دروازے کی طرف لپکا۔ اُسے معلوم تھا کہ کنگ روڈ وہاں سے نزدیک ہے اور وہ چند
ہی منٹ میں وہاں پہنچ جائے گا۔ مگر اس کے باوجود وہ ہر ممکن جلدی سے کام
لے رہا تھا تاکہ کنگ سے پہلے پہنچ جائے۔

**عمران** نے رابطہ ختم ہوتے ہی ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے لبوں پر
شریر سی مسکراہٹ تیر رہی تھی۔ آجکل وہ فارغ تھا اور اس فراغت کے دور میں وہ



تفریح کرتے کرتے جب بور ہو گیا تو اس نے مطالعے میں اپنے آپ کو غرق کر لیا۔ نجانے
کہاں سے کتابیں بذریعہ ڈاک آرہی تھیں۔ اور عمران اپنے کمرے میں کرسی پر بیٹھا
کتابیں پڑھتا رہتا۔

سلیمان بے چارہ عمران کو سارا دن اور ساری رات چائے پلا پلا کر تنگ آچکا تھا۔
کتابیں ختم ہی نہ ہو رہی تھیں۔

عمران نے ٹیلیفون وہیں اپنے کمرے میں رکھا ہوا تھا اور جب کسی کتاب کے مطالعے
سے تھک جاتا تو بین الاقوامی ڈائریکٹری سے بڑے بڑے کتب فروشوں اور پبلشروں
کے ٹیلیفون نمبر چھانٹتا اور پھر کال بک کر کے انہیں نئی نئی کتابوں کے آرڈر دیتا رہتا۔

اُسے مطالعے میں غرق ہوتے ابھی صرف پندرہ روز ہی گزرے تھے کہ اس
کے کمرے میں ہر طرف کتابیں ہی کتابیں بکھر گئیں۔

"صاحب! ___ خدا کے لئے اب ان کتابوں کو بند کر دیجئے" ___ سلیمان نے
ایک بار ہاتھ جوڑتے ہوئے انتہائی عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"ابے جاہل باورچی! ___ تم ان کتابوں کو کیا جانو ___ ان کے پڑھنے سے دماغ
میں روشنی آتی ہے" ___ عمران نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"جناب! ___ اب آپ کے دماغ میں اتنی روشنی بھر چکی ہے کہ مجھے خطرہ ہے
کہ کہیں فیوز ہی نہ اڑ جائے" ___ سلیمان نے مسمی سی صورت بناتے ہوئے جواب
دیا۔ اور عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

سلیمان نے بڑی خوبصورت بات کہی تھی اور عمران کی فطرت تھی کہ خوبصورت
اور تکنیکی بات چاہے جس سے بھی سنتا اسی کی دل کھول کر تعریف کرتا۔

"اچھا جی! ___ اب ہم پر بھی جگت بازی شروع ہو گئی" ___ عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"جناب! — آپ جو بازی جی چاہے کر لیجیے — مگر یہ کتاب بازی بند کر دیجیے — میرا تو چلتے بناتے بناتے اور پلاتے پلاتے دماغ خراب ہو چکا ہے اور جب تک یہ کتاب بازی چلتی رہے گی — چائے بھی چلتی رہے گی۔ اور سلیمان غریب پر قہر خداوندی ٹوٹتا رہے گا" — سلیمان نے اسی طرح عاجزانہ لہجے میں کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی اور عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

"سُوپر فیاض فرام انٹیلی جنس سپیکنگ" — دوسری طرف سے سوپر فیاض کی بڑی فاخرانہ آواز سنائی دی۔ اور عمران کو تو ایسا موقع اللہ دے۔ اس نے آواز بدل کر فیاض کے لتے لینے شروع کر دیتے۔

اور پھر جب فیاض نے جھنجلا کر رابطہ ختم کیا تو عمران تصور ہی میں اس کا اندازہ کر رہا تھا اور اُسے اچھی طرح معلوم تھا کہ اب فیاض ہر ممکن طریقے سے اس کا کھوج لگانے کی کوشش کرے گا اور اُسے آسانی سے سنٹرل ایکس چینج سے عمران کا نمبر مل جائے گا — پھر ظاہر ہے کہ فیاض آندھی اور طوفان کی طرح اُڑتا چلا آئے گا۔ اور اب جبکہ سر رحمان ملک میں موجود نہیں ہیں وہ یقیناً عمران کو نیچا دکھانے کے لئے اپنی آخری حد تک چلا جائے گا۔ چنانچہ جب رابطہ ختم ہوتے ہی عمران نے رسیور کریڈل پر رکھا تو اس کے لبوں پر شریر سی مسکراہٹ دوڑ رہی تھی۔

رسیور رکھتے ہی عمران تیزی سے اچھلا اور پھر سیدھا ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے بڑی پھرتی سے میک اپ کیا۔ لباس بدلا اور اپنے کمرے سے نکل کر سیدھا ڈرائینگ روم میں آگیا۔



"سلیمان — ابے او سلیمان! — جلدی سے آ — ورنہ باقی ساری عمر حوالات میں سڑتے گزر جائے گی" — عمران نے ایک صوفے پر بیٹھتے ہوئے ہانک لگائی اور سلیمان دوڑتا ہوا ڈرائینگ روم میں آیا مگر سامنے عمران کی بجائے ایک سنجیدہ سے شخص کو بیٹھے دیکھا تو ٹھٹھک گیا۔

"ابے دیکھتا کیا ہے — سوپر فیاض ہتھکڑیاں لئے بس اب پہنچنے ہی والا ہے تم ایسے کرنا کہ جب وہ آئے تو بڑی معصوم سی شکل بنا کر کہہ دینا کہ عمران صاحب تو بس ابھی ابھی نکل کر گئے ہیں اور میں ظاہر ہے عمران سے ملنے آیا ہوں اور اس کا انتظار کر رہا ہوں" — عمران نے اُسے پورا ڈرامہ سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب! — مگر میں مہمان کو چائے پلوانے کا پابند نہیں ہوں — پہلے کتابیں پڑھتے ہوئے آپ چائے پیتے رہے اور اب مہمان بن کر پینا شروع کر دیں" — سلیمان نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا اچھا — بس اب بھاگ کر جاؤ اور بیرونی دروازہ اندر سے کھول دو" — عمران نے کہا اور سلیمان بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

دروازے کی چٹخنی کھول کر جیسے ہی سلیمان واپس مڑا۔ اُسے اندر کمرے میں پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بجتی سنائی دی۔

"ٹیلیفون یہیں اٹھا لا — دیکھو اب کون ٹپک پڑا ہے" — عمران نے بھی گھنٹی کی آواز سُن لی تھی۔

سلیمان نے خاموشی سے ٹیلیفون سیٹ لا کر درمیانی میز پر رکھ دیا اور عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

"عمران صاحب ہیں — ؟ میں ایئر پورٹ سے بول رہا ہوں" — دوسری طرف سے ایک اجنبی سی آواز سنائی دی۔

"ایئر اوہ پورٹ سے ___ تو کیا اب ہوا میں بھی بندرگاہیں بن گئی ہیں ___؟ میں عمران بول رہا ہوں" ___ عمران نے حسب عادت مذاق کے بعد اپنا نام بتایا۔

"عمران صاحب! ___ آپ کا مہمان ایئرپورٹ پر موجود ہے ___ آپ اس سے یہاں آکر مل لیں" ___ دوسری طرف سے سپاٹ لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

عمران چند لمحے حیرت سے رسیور کو دیکھتا رہا۔ بات اس کے حلق سے نہ اتر رہی تھی۔ اس نے رسیور آہستہ آہستہ سے کریڈل پر رکھ دیا۔ وہ سوچنے لگا کہ ایئرپورٹ پر مہمان وغیرہ کا چکر شائد اس کی فلیٹ میں موجودگی کا پتہ کرنے کے لئے چلایا گیا ہے یا پھر کوئی شخص اُسے کسی مقصد کے لئے ایئرپورٹ پر بلانا چاہتا ہے۔

ابھی عمران سوچ ہی رہا تھا کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے کہ اچانک سیڑھیوں پر دھم دھم کی آوازیں سنائی دیں۔ جیسے کئی آدمی انتہائی تیزی سے سیڑھیاں چڑھتے چلے آرہے ہوں۔ سب سے آگے آنے والے کے قدموں میں ضرورت سے زیادہ ہی تیزی تھی اور پھر ایک دھماکے سے دروازہ کھلا اور سوپر فیاض ہاتھ میں ریوالور پکڑے آندھی اور طوفان کی طرح ڈرائنگ روم میں داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر ابھی تک غصے اور جوش کے آثار نمایاں تھے۔ اس کے پیچھے چار اور آدمی ہاتھوں میں ریوالور سنبھالے اندر داخل ہوئے۔

"کہاں ہے ___؟ عمران کہاں ہے" ___؟ سوپر فیاض نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم ___ اس کے باورچی سے پوچھ لو" ___ عمران نے لہجے کو باوقار بناتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"تم کون ہو ___؟ اور یہ عمران کہاں ہے" ___؟ سوپر فیاض تیزی



سے اندرونی کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔

اسی لمحے سلیمان دروازے پر ظاہر ہوا

"عمران کہاں ہے" ___؟ سوپر فیاض نے ریوالور کی نال سلیمان کے سینے پر رکھتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"میری جیب میں ہے جناب" ___ سلیمان نے خلاف توقع انتہائی ٹھنڈے لہجے میں جواب دیا۔

اور دوسرے لمحے سوپر فیاض کا ہاتھ گھوما۔ مگر سلیمان تیزی سے نیچے جھک گیا اور سوپر فیاض کا ہاتھ فضا میں ہی گھوم گیا۔

"تم بدمعاش کمینے ___ تم بھی عمران کے جوڑی دار ہو ___ اسے گرفتار کر لو" ___ سوپر فیاض نے جھلا کر پیچھے کھڑے ہوئے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ایک آدمی جو ہاتھ میں ہتھکڑیاں پکڑے ہوئے تھا تیزی سے آگے بڑھا۔

"ٹھہرو! ___ کیا بات ہے ___؟ کون ہو تم ___؟ اور اسے کیوں گرفتار کر رہے ہو" ___؟ اچانک عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں ہلکی سی غراہٹ تھی۔

"تم کون ہو پوچھنے والے ___؟ اسے بھی گرفتار کر لو ___ اس نے مجھ پر غرانے کی جرأت کی ہے" ___ سوپر فیاض جھلا کر عمران پر چڑھ دوڑا۔

"ہوش میں رہ کر بات کرو مسٹر! ___ تم ایک شریف آدمی سے بات کر رہے ہو۔ پہلے یہ بتاؤ کہ تمہارا حدود اربعہ کیا ہے" ___؟ عمران نے پہلے سے زیادہ سرد لہجے میں کہا

اور سوپر فیاض نجانے اس کے چہرے پر پھیلی ہوئی بے پناہ سنجیدگی سے مرعوب ہو گیا یا اس کے لہجے سے ___ وہ عمران کو غور سے دیکھنے لگا۔ پھر قدرے

ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں سپرنٹنڈنٹ فیاض ہوں فرام انٹیلی جنس" ـــــ سوپر فیاض نے اپنا تعارف کرایا۔

"اوہ!ـــ تو تم ہی ہو سپرنٹنڈنٹ فیاض!ـــ بہت خوب!ـــ یہاں کی حکومت نے واقعی چن کر تمہیں سپرنٹنڈنٹ بنایا ہے" ـــ عمران نے استہزائیہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب ـــ؟ کیا تم اس ملک کے باشندے نہیں ہو" ـــ؟ سوپر فیاض نے چونکتے ہوئے کہا۔

"مجھے کرنل فریدی کہتے ہیں ـــ اور میں آج ہی یورشیا سے آیا ہوں ـــ عمران سے ملنا ہے" ـــ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کرنل فریدی" ـــ سوپر فیاض یوں چونکا جیسے اس کے سر پر بم پھٹ پڑا ہو۔ کرنل فریدی کے کارناموں سے کون واقف نہ تھا۔

"عمران تمہاری تعریفیں بہت کرتا تھا ـــ بہرحال آج تم سے ملاقات ہو گئی۔ مگر یہ قصہ کیا ہے ـــ؟ تم سلیمان کو کیوں گرفتار کر رہے ہو ـــ؟ اور پھر یوں عمران کے فلیٹ میں ہتھکڑیاں اور ریوالور لئے داخل ہوئے ـــ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی" ـــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ! ـــ جناب کچھ نہیں ـــ میں تو بس مذاق کر رہا تھا ـــ عمران اور میرے درمیان ایسی چھیڑ چھاڑ چلتی ہی رہتی ہے ـــ آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی ـــ آپ کے کارناموں کی دھومیں تو سنی تھیں۔ آج ملاقات بھی ہو گئی۔"

سوپر فیاض کا سارا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔ ظاہر ہے کرنل فریدی کے سامنے وہ عمران کی گرفتاری کا کیا جواز پیش کرتا۔ اور اُسے یہ بھی علم تھا کہ کرنل فریدی کے



تعلقات براہ راست اعلیٰ حکام سے ہیں

"اچھا اچھا تو یہ چھیڑ چھاڑ ہو رہی تھی ـــ بہت خوب ـــ عمران تو ابھی ابھی فلیٹ سے گیا ہے ـــ میرے پاس دس منٹ فالتو تھے۔ میں نے سوچا کہ انتظار ہی کر لوں" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جناب! ـــ میرے لائق کوئی خدمت ہو تو" ـــ سوپر فیاض نے خجل سے انداز میں کہا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ بڑے بے ڈھب انداز میں کرنل فریدی سے تعارف ہوا ہے

"ارے نہیں ـــ بس عمران سے ملنے آ گیا تھا ـــ سر رحمان سے ملاقات ہوئی تھی۔ انہوں نے کہا کہ میں انٹیلی جنس کے بارے میں ایک خصوصی پیغام اپنے ملک جاتے ہوئے صدر مملکت کو دیتا جاؤں ـــ چنانچہ میں یہاں ٹھہر گیا" ـــ عمران نے کہا۔

"اوہ! ـــ انٹیلی جنس کے بارے میں سر رحمان کا خصوصی پیغام" ـــ سوپر فیاض کے بے اختیار کان کھڑے ہو گئے۔

"ہاں! ـــ ایک انتہائی خفیہ پیغام تھا ـــ مجھے افسوس ہے کہ میں تمہیں بتا نہیں سکتا ـــ ویسے اتنا بتا دوں کہ اس کا مرکزی نقطہ تمہاری ذات ہی ہے" عمران نے اُسے اور زیادہ پریشان کرنے کے لئے شوشہ چھوڑا۔

"میری ذات" ـــ سوپر فیاض کا رنگ زرد پڑ گیا۔

"تم عمران کے دوست ہو اس لئے اتنا اشارہ کر دوں کہ یہاں کے ایک اعلیٰ ترین ہوٹل کے مالک نے جو سر رحمان کے ذاتی دوست ہیں۔ ان کے علم میں تمہارے متعلق کوئی بات ہوئی ہے جس کے متعلق انہوں نے فوری ایکشن کے طور پر پیغام بھیجا ہے جو میں نے صدر مملکت کو پہنچا دیا ہے" ـــ عمران نے کہا۔

"ج ج ۔۔ ج ج ۔۔ جی ۔۔ مگر ۔۔۔۔۔" سوپر فیاض کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ اس کی سمجھ میں نہ آرہا تھا کہ وہ کیا جواب دے۔

"بہر حال بھئی میں کیا کہہ سکتا ہوں ۔۔۔۔ یہ تمہارے اپنے مسائل ہیں۔ ویسے ایک بات کہہ دوں کہ اگر تم نے عمران کو درمیان میں نہ ڈالا تو پھر تمہارے لئے بڑی مشکل پیدا ہو جائے گی ۔۔۔۔۔ میرے نزدیک عمران ہی اس سلسلے میں تمہاری کوئی مدد کر سکتا ہے" ۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ب ۔۔ ب ۔۔ بہتر ۔۔۔ آپ میری سفارش کر دیجئے" ۔۔۔۔۔ سوپر فیاض نے التجائیہ لہجے میں کہا۔

"دیکھو! ۔۔۔۔ میں پانچ منٹ اور اس کا انتظار کرونگا۔ پھر میں تو چلا جاؤنگا اگر اس دوران عمران آگیا تو میں ضرور سفارش کرونگا" ۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا جناب مجھے اجازت! ۔۔۔۔ میں پھر آؤنگا ۔۔۔ آپ پلیز ضرور میری سفارش کر دیجئے" ۔۔۔۔۔ سوپر فیاض نے بوکھلاتے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

عمران نے آگے بڑھ کر دروازہ بند کر دیا۔ اس کے چہرے پر پُراسرار سی مسکراہٹ تھی۔ اسے معلوم تھا کہ اب سوپر فیاض اس کے آگے ہاتھ جوڑنے پر مجبور ہو جائے گا۔

"صاحب! ۔۔۔ خوب بیوقوف بنایا" ۔۔۔۔۔ سلیمان جو دروازے میں کھڑا سب باتیں سن رہا تھا، ہنستے ہوئے بولا۔

"اسے شکر کرو کہ تمہاری جان بچوادی ۔۔۔۔ ورنہ سوپر فیاض نے آج تمہیں ہتھکڑیاں لگا دینی تھیں ۔۔۔۔ بس اب جاؤ اس خوشی میں ایک چائے پلوادو" ۔۔۔۔



عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ ڈریسنگ روم میں گھس گیا۔ اس کے ذہن میں وہ کال کھٹک رہی تھی جس میں اُسے ایئرپورٹ پر بلایا گیا تھا۔

اور پھر جب تک عمران اپنے اصل روپ میں واپس ڈرائینگ روم میں آتا۔ سلیمان نے چائے کی پیالی میز پر لاکر رکھ دی۔

"سنو سلیمان! ۔۔۔ میں ذرا ایئرپورٹ پر جارہا ہوں ۔۔۔ کوئی ٹیلیفون آئے تو اٹنڈ کر لینا" ۔۔۔۔ عمران نے چائے کی چسکیاں لیتے ہوئے کہا۔

"بہتر ۔۔۔ بس اب آپ جلدی سے چل پڑیئے تاکہ میں اطمینان سے حریرہ بادام تیار کر کے کھا سکوں" ۔۔۔۔ سلیمان نے بڑے معصومانہ لہجے میں کہا۔

"ہوں! ۔۔۔ تو یہ عیش ہو رہے ہیں ۔۔۔۔ میں بھی کہوں کہ آخر یہ باورچی خانے کا خرچ یکدم ڈبل کیوں ہو گیا ہے" ۔۔۔۔ عمران نے چائے کی پیالی میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"جناب آپ سے دن بھر جو بک بک جھک جھک کرنا پڑتی ہے ۔۔۔۔ اگر میں حریرہ بادام نہ کھاؤں تو اب تک پاگل خانے پہنچ چکا ہوتا" ۔۔۔۔ سلیمان نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے باورچی خانے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران مسکراتا ہوا مڑا اور پھر دروازہ کھول کر فلیٹ سے باہر نکلتا چلا گیا۔

رچرڈ جلد ہی کنگ روڈ پر عمران کے فلیٹ کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے گاڑی ایک ایسی جگہ پر کھڑی کی۔ جہاں قریب ہی بک سٹال تھا۔ کار سے نکل کر اس نے ایک اخبار خریدا اور پھر اخبار کی اوٹ سے اس نے عمران کے فلیٹ سے نکلنے والی سیڑھیوں پر نظریں جما دیں۔ اُسے معلوم تھا کہ راسکلز کنگ اُسے دیکھ رہا ہوگا۔ چونکہ جس بلڈنگ میں عمران کا فلیٹ تھا وہاں کئی دوسرے فلیٹ بھی تھے اس لئے عمارت کے دروازے سے کئی لوگ آ جا رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد رچرڈ سپرنٹنڈنٹ فیاض کو عمارت سے باہر نکلتے دیکھ کر چونک پڑا۔ وہ بڑے بوکھلائے ہوئے انداز میں باہر آیا تھا۔ اس کے پیچھے چار افراد تھے جن میں سے ایک کے ہاتھ میں ہتھکڑی تھی وہ سب تیزی سے قریب کھڑی ہوئی جیپ کی طرف بڑھتے چلے گئے اور چند لمحوں بعد جیپ آگے بڑھ کر موڑ مڑ گئی۔

رچرڈ عمران کے باہر آنے کا انتظار کرنے لگا۔ اُسے سب سے زیادہ خطرہ اس بات کا تھا کہ کہیں عمران میک اَپ میں نہ ہو۔ کیونکہ میک اَپ میں عمران کو وہ شاید نہ پہچان سکتا۔

مگر دوسرے لمحے رچرڈ چونک پڑا۔ اُسے عمارت کے صدر دروازے سے عمران باہر نکلتا نظر آیا اور تھا بھی وہ اکیلا۔ رچرڈ نے فوراً ہاتھ اٹھا کر اس طرح



سر پہ پھیرنا شروع کر دیا جیسے اپنے بال سنوار رہا ہو

عمران صدر دروازے سے نکل کر سڑک پر آگیا۔ وہ شاید ٹیکسی روکنا چاہتا تھا اب رچرڈ کی تیز نظریں عمران کے ساتھ ساتھ ارد گرد کے ماحول کا جائزہ لے رہی تھیں۔ وہ بار بار اپنا ہاتھ سر پہ پھیر رہا تھا۔

سڑک پر کافی ٹریفک تھا۔ عمران کی تیز نظریں سڑک پر دوڑنے والی ٹیکسیوں پر جمی ہوئی تھیں کہ اچانک ایک زوردار دھماکہ ہوا اور عمران کے بالکل سامنے سے گزرنے والی ایک بس کا شیشہ ٹوٹ گیا اور بس کے اندر سے ایک انسانی چیخ بلند ہوئی۔

رچرڈ نے جیسے ہی گولی چلنے کی آواز سنی۔ اس نے عمران کو اچانک اپنی جگہ سے اچھلتے اور انتہائی تیزی سے قریبی مارکیٹ کے برآمدے کی ستون کی آڑ میں ہوتے دیکھا۔

بس ذرا دور جا کر رک گئی تھی اور اب وہاں ایک اودھم مچ گیا۔ لوگ جمع ہونے لگ گئے۔ یہ عمران کی خوش قسمتی تھی کہ اچانک سامنے بس آجانے سے وہ بچ گیا تھا۔

رچرڈ کی نظریں اس جگہ پر جم گئیں جہاں سے گولی چلائی گئی تھی۔ مگر جس سمت سے گولی آئی تھی وہاں ایک کیفے تھا۔ کیفے کی چھت پر کسی ٹوتھ پیسٹ کا بہت بڑا نیون سائن بنا ہوا تھا۔ وہاں ایسی کوئی جگہ نہ تھی جہاں سے گولی چلائی جا سکتی رچرڈ کی تیز نظریں اسی کیفے پر جمی ہوئی تھیں۔ مگر وہاں ایسا کوئی آدمی یا جگہ نظر نہ آ رہی تھی جہاں سے دُور مار رائفل سے گولی چلائے جانے کا امکان ہوتا۔ رچرڈ کا ذہن چکرا گیا کہ آخر گولی کہاں سے چلائی گئی تھی۔

اب دکاندار بھی دوڑ دوڑ کر بس کی طرف جا رہے تھے اور پھر رچرڈ نے

عمران کو ایک شخص کی آڑ میں ہو کر بس کی طرف بھاگتے دیکھا۔ مگر دوسرے لمحے اُسے اس نیون سائن کے اوپر ایک شعلہ سا چمکتا نظر آیا۔ اور اُسی لمحے اُس نے عمران کو پھرتی سے نیچے گرتے دیکھا۔ ایک لمحے کے لئے اُسے محسوس ہوا کہ عمران کو گولی لگی ہے مگر دوسرے لمحے اس نے ایک اور شخص کو زمین پر گر کر تڑپتے دیکھا۔

عمران نے نیچے گرتے ہی تیزی سے کروٹ بدلی اور پھر ایک ہی چھلانگ میں وہ ایک اور ستون کی آڑ میں ہو گیا تھا۔

اب تو بازار میں بُری طرح بھگدڑ مچ گئی۔ رچرڈ کی نظریں نیون سائن بورڈ پر جمی ہوئی تھیں جہاں سے اس نے گولی چلنے سے چند لمحے قبل شعلہ چمکتے دیکھا تھا۔ مگر نیون سائن بورڈ پر اُسے ایسی کوئی جگہ نظر نہ آ رہی تھی جہاں سے کوئی شخص گولی چلا سکتا۔

رچرڈ نے عمران کو اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر اُسے اچھل کر دوسرے ستون کے پیچھے چھپتے دیکھا اور اسی دوران ایک اور گولی چلی جو عمران کے بالکل قریب سے گزرتی ہوئی ایک دکان کے شوکیس کا شیشہ توڑتی ہوئی اندر گھس گئی۔ عمران اس بار بھی بچ گیا تھا۔

رچرڈ عمران کی قسمت پر حیران تھا کہ اسی لمحے اسے دُور سے پولیس کاروں کے سائرن سنائی دیئے۔ سائرن سنتے ہی وہ تیزی سے کار کی طرف بڑھا اور دوسرے لمحے اس کی کار تیز رفتاری سے مڑتی ہوئی جائے وقوعہ سے دور ہوتی چلی گئی۔ وہ ایسے خطرناک موقع پر پولیس کے سامنے نہ آنا چاہتا تھا۔

راسکلز کنگ کا حملہ بُری طرح ناکام ہو چکا تھا اور اب رچرڈ کو خدشہ تھا کہ عمران کسی شکاری کتے کی طرح ان کی بُو پر نہ لگ جائے۔ وہ خاصی تیز رفتاری سے



کار دوڑاتا ہوا سیدھا اپنے ہوٹل پہنچا اور چند لمحوں بعد وہ اپنے مخصوص کمرے میں موجود تھا۔ اس کے چہرے پر گھبراہٹ تھی۔ اسے کنگ کی طرف سے کسی کال کا انتظار تھا۔ اور پھر تقریباً پانچ منٹ بعد ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ رچرڈ نے بڑی پھرتی سے رسیور اٹھا لیا۔

”نمبر ون سپیکنگ“ ـــــ رچرڈ نے لہجے کو باوقار بناتے ہوئے کہا۔

”کنگ سپیکنگ! ـــــ تم واپس آگئے ـــــ کیا رزلٹ رہا“ ـــــ؟ دوسری طرف سے راسکلز کنگ کی مطمئن آواز سنائی دی۔

”جناب! ـــــ حملہ ناکام ہو گیا ہے ـــــ عمران بچ گیا ہے اور اب مجھے خدشہ ہے کہ وہ ہاتھ دھو کر ہمارے پیچھے پڑ جائے گا“ ـــــ رچرڈ نے ہانپتے ہوئے جواب دیا۔ ویسے اُسے یہ سُن کر مایوسی ہوئی تھی کہ کنگ بذاتِ خود حملہ نہ کر رہا تھا جبکہ اس سے پہلے اس کا خیال یہی تھا کہ شاید کنگ بذاتِ خود حملہ کرے۔ اور وہ نیون سائن پر نظریں اسی لئے جماتے ہوئے تھا کہ شاید کنگ کی شکل نظر آجائے۔

”حملہ ناکام ہو گیا! ـــــ کیا کہہ رہے ہو ـــــ؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے“ ـــــ؟ کنگ کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”میں درست کہہ رہا ہوں جناب! ـــــ آپ کے آدمی نے جگہ تو بڑی اچھی منتخب کی تھی اور شاید وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتا کیونکہ جب اس نے پہلی گولی چلائی تو اس وقت عمران سڑک کے کنارے ٹیکسی کے انتظار میں بڑے مطمئن انداز میں کھڑا تھا مگر جیسے ہی گولی چلی ایک قریبی روڈ سے اچانک ایک بس عمران کے سامنے آگئی ـــــ دوسری گولی کے وقت عمران نیچے گر گیا ـــــ اور تیسری گولی اُسے چھو نہ سکی۔ اور ہونا بھی ایسا ہی تھا کیونکہ عمران پہلی گولی چلتے ہی سنبھل گیا تھا“ رچرڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! — اسے بیڈ لک ہی کہا جا سکتا ہے — بہرحال تم فکر نہ کرو۔ عمران کنگ کے ہاتھوں زیادہ دیر تک نہیں بچ سکتا — میں دیکھوں گا کہ قسمت اُسے کتنی دیر محفوظ رکھتی ہے" — کنگ نے بڑے پُراعتماد لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جناب! — مگر میں ایک بار پھر کہوں گا کہ آپ محتاط رہیں" — رچرڈ نے کہا۔

"شٹ اپ! — تم کنگ کو نہیں جانتے — جس کی موت کا فیصلہ کنگ کر لے اس کے سانس گنے جاتے ہیں — خبردار! آئندہ مجھے اس قسم کے مشورے دینے کی جرأت نہ کرنا" — کنگ کی سخت آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

رچرڈ نے ڈھیلے ہاتھوں سے ریسور کریڈل پر رکھا اور پھر دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔ اُسے اب کنگ سمیت اپنی عاقبت صاف نظر آ رہی تھی۔ وہ عمران کو اچھی طرح جانتا تھا کہ ایک بار وہ کسی کی راہ پر لگ جائے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اُسے نہیں روک سکتی۔ مگر وہ کر بھی کیا سکتا تھا۔ کنگ اس کے بس سے باہر تھا۔ پھر چند لمحوں کے غور و فکر کرنے کے بعد اس نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ چند روز کے لئے انڈر گراؤنڈ چلا جائے تاکہ اگر عمران کوئی کارروائی کرے بھی سہی تو اس کی طرف متوجہ نہ ہو۔ یہ سوچ کر اس نے ریسور اٹھایا اور اپنے خاص آدمیوں کو ٹیلیفون پر ہدایات دینے کے لئے تیزی سے نمبر گھمانے میں مصروف ہو گیا۔



عمران اپنے فلیٹ سے نکل کر سڑک پر آیا۔ اس کا ارادہ ٹیکسی کر کے ایئرپورٹ جانے کا تھا۔ وہ سڑک کے کنارے پر اطمینان سے کھڑا سڑک پر دوڑنے والی ٹیکسیوں کو گھور رہا تھا کہ اچانک اس کی نظریں قریبی بک سٹال پر پڑ گئیں۔ اس نے وہاں ہوٹل الاسکا کی سٹاف کار کھڑی دیکھی۔ کار کی نمبر پلیٹ پر ہوٹل الاسکا کا مخصوص نشان موجود تھا۔ اور پھر اس کی نظریں قریبی آدمی پر پڑ گئیں جو منہ کے سامنے اخبار رکھے کھڑا تھا۔ عمران نے تیزی سے منہ پھیر لیا۔ مگر کن انکھیوں سے اُسے دیکھنے لگا۔ چند لمحوں بعد اس آدمی نے اخبار ہٹا کر عمران کی طرف دیکھا اور عمران نے ہوٹل الاسکا کے مالک کو پہچان لیا۔ رچرڈ کے متعلق وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ زیرزمین سرگرمیوں میں ملوث ہے مگر یہ بات بھی اُسے معلوم تھی کہ اس کی سرگرمیاں بڑی محدود رہتی ہیں۔ پھر یہ پُراسرار کال اور عمران کے فلیٹ کے باہر رچرڈ کی پُراسرار موجودگی۔ یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔

اسی لمحے عمران نے قریبی بائی روڈ سے ایک بس کو نکل کر اپنی طرف آتے دیکھا جیسے ہی بس اس کے سامنے پہنچی۔ اچانک عمران کے کانوں میں دُور مار رائفل کے چلنے کی مخصوص آواز اور پھر بس کا شیشہ ٹوٹنے اور انسانی چیخ سنائی دی اور عمران ایک لمحے میں سمجھ گیا کہ یہ حملہ اس پر کیا گیا تھا جو اچانک بس کے سامنے آنے کی وجہ سے

خطا ہوگیا۔ عمران تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلا اور انتہائی تیزی سے قریبی مارکیٹ کے برآمدے کے ستون کی آڑ میں ہوگیا۔ بس آگے جاکر رک گئی تھی اور اب وہاں ایک اودھم سا مچ گیا تھا۔

عمران کی تیز نظریں اس جگہ کا جائزہ لے رہی تھیں جہاں سے اس کے خیال کے مطابق فائر کیا گیا تھا۔ مگر سامنے ایک کیفے تھا جس کی سیدھی چھت اس طرف سے صاف نظر آ رہی تھی۔ کیفے کی چھت پر ایک ٹوتھ پیسٹ کا جہازی سائز کا نیون سائن جل بجھ رہا تھا۔

ستون کی آڑ میں چند لمحے رکنے کے بعد عمران نے مجرم کو سامنے لانے کی ایک اور کوشش کی اور ایک اور شخص کی آڑ لے کر وہ تیزی سے ستون کے پیچھے سے نکل کر بھاگا اور اسی لمحے عمران کو نیون سائن پر ایک ننھا سا شعلہ چمکتا نظر آیا اور عمران ایک جھٹکے سے نیچے گرا۔ دور مار رائفل کی مخصوص آواز ایک بار پھر سنائی دی اور پھر عمران کے پیچھے ایک اور شخص زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔

اب عمران مجرم کی پناہ گاہ دیکھ چکا تھا۔ مجرم نیون سائن کے پیچھے بیٹھا فائر کر رہا تھا۔

عمران نے نیچے گرتے ہی تیزی سے کروٹ بدلی اور پھر ایک ہی چھلانگ میں وہ ایک اور ستون کی آڑ میں ہوگیا۔ اب تو بازار میں بری طرح بھگدڑ مچ گئی۔

عمران کی نظریں اس نیون سائن پر جمی ہوئی تھیں۔ چند لمحوں بعد عمران اچانک ستون کی آڑ سے نکلا اور بجلی کی سی تیزی سے ایک اور ستون کی آڑ میں ہوگیا۔ اسی لمحے نیون سائن پر ایک بار پھر شعلہ سا چمکا اور گولی عمران کے بالکل قریب سے نکلتی ہوئی ایک دکان کے شوکیس کے شیشے میں گھستی چلی گئی۔

عمران جیسے ہی اس ستون کی آڑ میں پہنچا۔ اس نے دور سے پولیس کاروں کے



سائرن تیزی سے نزدیک آتے ہوئے سنے۔ اور ایک لمحے کے لئے عمران کی نظریں بک سٹال کی طرف اٹھ گئیں۔ اس نے رچرڈ کو اخبار پھینک کر تیزی سے کار میں بیٹھے اور پھر کار موڑ کر واپس جاتے دیکھا۔ اسی لمحے اس نے نیون سائن کے پیچھے سے ایک سائے کو نیچے کودتے اور پھر تیزی سے کیفے کی چھت پر بھاگ کر پچھلی گلی میں کودتے دیکھا اور عمران ایک طویل سانس لیکر ستون کی آڑ سے نکل آیا۔ مجرموں کا یہ اچانک حملہ ناکام ہوچکا تھا۔ اور اس سلسلے میں فی الحال اس کے سامنے ہوٹل الاسکا کا مالک رچرڈ ہی واحد کلیو تھا۔

پھر پولیس کے جائے وقوعہ کو گھیر لینے سے پہلے ہی عمران وہاں سے دور نکل گیا۔ اور چند لمحوں بعد وہ ایک خالی ٹیکسی میں بیٹھا دانش منزل کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کے ذہن میں رچرڈ کے متعلق کھچڑی سی پک رہی تھی۔ وہ رچرڈ کی محدود سرگرمیوں کے متعلق اچھی طرح جانتا تھا۔ پھر یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آرہی تھی کہ اس بار وہ ایسے کونسے گروہ سے منسلک ہوگیا ہے جس نے یوں دیدہ دلیری سے برسر عام عمران پر حملہ کر دیا ہے۔

ٹیکسی عمران نے دانش منزل سے تھوڑی دور پہلے رکوا لی اور پھر ڈرائیور کو کرایہ دے کر وہ نیچے اتر آیا۔ گو اس نے اپنے تعاقب کا دھیان تو رکھا تھا مگر اس کے باوجود ٹیکسی سے اتر کر وہ سیدھا دانش منزل کی طرف جانے کی بجائے ایک قریبی کیفے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کے قریب بیٹھ کر چائے کا آرڈر دیا اور پھر اطمینان سے چائے کی چسکیاں لینی شروع کر دیں۔ چائے پینے تک اس کی نگاہیں دروازے کی طرف ہی رہیں مگر جب اس نے کسی مشکوک آدمی یا کار کو نہ دیکھا تو بل ادا کر کے وہ کیفے سے باہر نکلا اور اطمینان سے دانش منزل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد عمران بلیک زیرو کے سامنے موجود تھا۔

"بلیک زیرو! — ذرا بی الیون ٹرانسمیٹر اٹھا لاؤ" —— عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیوں خیریت" —— بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں! — فی الحال تو نزلہ زکام پر ہی گزارا ہو رہا ہے — ویسے ٹائیفائڈ کا شدید خطرہ ہے اس لئے خیریت قطعی نہیں ہے" —— عمران نے طنزیہ لہجے میں جواب دیا اور بلیک زیرو بڑے ندامت آمیز انداز میں اٹھ کر سٹور روم کی طرف بڑھ گیا۔ اُسے اپنے احمقانہ سوال کا اچھی طرح احساس ہو گیا تھا۔

"یہ لیجئے" —— بلیک زیرو نے واپس آکر بی الیون ٹرانسمیٹر عمران کے سامنے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

عمران نے ٹرانسمیٹر آن کر کے ایک مخصوص فریکوئنسی سیٹ کی اور پھر ٹرانسمشن بٹن آن کر دیا۔ ٹرانسمیٹر میں سے ہلکی ہلکی سیٹی کی آواز نکلنے لگی اور اس کے ڈائل پر سرخ رنگ کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ عمران کی نظریں اس بلب پر جمی ہوئی تھیں۔ پھر اچانک سیٹی کی آواز آنا بند ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی بلب بھی سبز ہو گیا اور ایک آواز سنائی دی۔

"یس نمبر الیون مقری سپیکنگ، اوور"۔

"ایکسٹو اوور" —— عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں جواب دیا۔

"یس سر اوور" —— دوسری طرف سے آنے والی آواز یکدم مؤدبانہ ہو گئی۔

"کوئی رپورٹ اوور" —— عمران نے کہا۔

"یس سر! — ایک بات ابھی ابھی میرے علم میں لائی گئی ہے کہ کل رات الاسکا ہوٹل کے خفیہ تہہ خانوں میں شہر کے تمام چوٹی کے بدمعاشوں کا اجلاس ہوا ہے جس



کی سربراہی ہوٹل الاسکا کے مالک رچرڈ نے کی ہے —— پوری تفصیلات تو معلوم نہیں ہو سکیں۔ صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ سب نے مل کر ایک تنظیم بنائی ہے اور شہر کے مختلف علاقے آپس میں بانٹ لئے ہیں —— اور اس سلسلے میں کسی راسکلز کنگ کا نام بھی سنائی دیا ہے۔ اوور" —— نمبر الیون مقری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"رچرڈ اس وقت کہاں ہے۔ اوور" —— عمران نے پوچھا۔

"وہ اپنے مخصوص کمرے میں ہے جناب! — ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ کار میں باہر سے آیا ہے۔ اوور" —— الیون مقری نے جواب دیا۔

"ہوں! — الیون مقری! اس اجلاس کی مجھے مکمل رپورٹ چاہیئے اور اس کے ساتھ ہی اپنا کوئی آدمی رچرڈ کی نگرانی پر لگا دو —— اس کی نقل و حرکت کی بھی مکمل رپورٹ مجھے ملنی چاہیئے۔ اوور" —— عمران نے الیون مقری کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب! —— میں رپورٹ ملتے ہی آپ کو اطلاع کر دوں گا۔ اوور" — دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اوور اینڈ آل" —— عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

"بلیک زیرو! — بین الاقوامی مجرموں کی کیٹلاگ لے آؤ —— یہ راسکلز کنگ مجھے کچھ جانا پہچانا معلوم ہو رہا ہے —— شائد اس کے متعلق کہیں میں نے پڑھا ہے"۔ عمران نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا اور بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا اٹھ کر لائبریری کی طرف بڑھ گیا۔

عمران نے ٹیلیفون اپنی طرف کھسکایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ٹائیگر سپیکنگ" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"عمران سپیکنگ" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"یس سر" ۔۔۔ ٹائیگر کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر! ۔۔۔ ہوٹل الاسکا میں کوئی ملازمت حاصل کرو اور وہاں رہ کر اپنی آنکھیں اور کان کھلے رکھو ۔۔۔ کسی بھی خاص بات کی رپورٹ مجھے ملتی رہنا چاہیئے" عمران نے اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب" ۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا اور دوسری طرف سے عمران نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

اسی لمحے بلیک زیرو ایک ضخیم سی فائل اٹھائے اندر داخل ہوا اور اس نے فائل عمران کے سامنے رکھتے ہوئے پوچھا۔

"کیا کوئی نیا کیس شروع ہو گیا ہے" ۔۔۔

"ہاں! ۔۔۔ معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور پھر اس نے ایئرپورٹ پر بلانے والی کال سے لیکر اپنے پر ہونے والے حملوں کی تفصیل بلیک زیرو کو بتائی۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کی نظریں فائل کے اندراجات پر پھسلتی چلی جا رہی تھیں۔

تقریباً ایک گھنٹے تک عمران فائل کے مطالعے میں مصروف رہا۔ مگر پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کر دی۔

"اس فائل میں تو راسکلز گنگ کا کہیں کوئی ذکر نہیں ۔۔۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے اس کے بارے میں پڑھا یا سنا ضرور ہے ۔۔۔ بلیک زیرو ذرا انٹرنیشنل ایجنسی کی سپیشل برانچ میں کال بک کرا کر مسٹر مارکم سے میری بات کراؤ ۔۔۔ حوالہ ایکسٹو کا دے دینا" ۔۔۔ عمران نے کہا۔



بلیک زیرو نے تیزی سے فون اپنی طرف کھسکایا اور پھر میز کی دراز سے ایک چھوٹی سی فائل باہر نکال لی۔ وہ اس میں انٹرنیشنل ایجنسی کی سپیشل برانچ کا نمبر دیکھنا چاہتا تھا۔ انٹرنیشنل ایجنسی بین الاقوامی مجرموں کے خلاف اقوام متحدہ کے تحت ایک تنظیم بنائی گئی تھی۔ اس کی عملی کارکردگی تو اتنی اچھی نہیں تھی مگر اس ایجنسی کے تحت بین الاقوامی مجرموں کے متعلق جو لائبریری بنائی گئی تھی۔ وہ بڑی جامع اور مکمل تھی اور مسٹر مارکم اس لائبریری کے انچارج تھے جنہیں مجرموں کا انسائیکلوپیڈیا بھی کہا جاتا تھا۔ کیونکہ زیادہ تر مجرموں کے کوائف انہیں زبانی ہی یاد رہتے تھے۔ اس تنظیم کا صدر دفتر جنیوا میں تھا۔

نمبر دیکھ کر بلیک زیرو نے سنٹرل ایکس چینج میں فون کیا اور ایکسٹو کا حوالہ دیکر جنیوا ایجنسی کی سپیشل برانچ کے نمبر پر فوری طور پر کال ملانے کے لئے کہا۔ اور شائد یہ ایکسٹو کا حوالہ ہی تھا کہ زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ بعد ہی ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس" ۔۔۔ بلیک زیرو نے رسیور اٹھا کر محتاط لہجے میں کہا۔

"سر! ۔۔۔ انٹرنیشنل ایجنسی کی سپیشل برانچ سے بات کریں" ۔۔۔ دوسری طرف سے آپریٹر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ بات کراؤ" ۔۔۔ بلیک زیرو نے باوقار لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہیلو سپیشل برانچ انٹرنیشنل ایجنسی" ۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو چیف آف سیکرٹ سروس پاکیشیا سپیکنگ! ۔۔۔ مسٹر مارکم سے بات کرائیں" ۔۔۔ بلیک زیرو نے بڑے باوقار لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے ___ ایک منٹ ہولڈ آن کیجئے" ___ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا گیا۔

پھر تقریباً بیس پچیس سیکنڈ کے بعد ایک ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی اور پھر ایک باوقار مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس مارکم سپیکنگ"۔

"مسٹر مارکم! ___ میرا ایک ماتحت علی عمران آپ سے بات کرنا چاہتا ہے" ___ بلیک زیرو نے اسی طرح باوقار لہجے میں کہا۔

"اوہ علی عمران فرام پاکیشیا ___ ضرور جناب! ___ ان سے بات کر کے مجھے دلی مسرت ہوگی" ___ دوسری طرف سے مارکم کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔ یوں لگتا تھا جیسے عمران کا نام سنتے ہی اس کے دل میں پھلجھڑیاں چھوٹنے لگی ہوں۔

"ہیلو مسٹر کارگم! ___ کیا حال چال ہیں" ___ عمران نے رسیور لیتے ہی اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"اوہو ___ ہو ___ ہو! ___ بھئی عمران! تمہاری خوش طبعی ابھی تک برقرار ہے ___ ویسے اطلاع کے لئے عرض ہے کہ میرا نام کارگم نہیں مارکم ہے" ___ مارکم نے بے اختیار ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"یعنی آپ کو کم مار پڑتی ہے کارگم کرنے پر ___ پھر تو آپ بڑے خوش قسمت ہیں ___ بائی دی وے آپ نے اب تک کتنی کاریں گم کی ہیں اور اس کے نتیجے میں کتنے جوتے کھائے ہیں" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ! ___ تم اپنی حرکتوں سے باز نہیں آؤ گے ___ میں بڑا مصروف آدمی ہوں۔ ذرا جلدی بتاؤ کہ کیوں کال کی ہے" ___ مارکم نے جواب میں کھسیانی ہنسی



ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا! ___ تو اب جناب میں بہت سی صفات پیدا ہوگئی ہیں ___ یعنی آپ آدمی بھی ہیں خیر سے ___ اور پھر مصروف بھی رہتے ہیں۔ اس لئے آپ کو جلدی بھی رہتی ہے اور جلدی کس کی یعنی کال کی ___ کال آف نیچر کی جلدی تو نہیں رہتی ___ آپ کال آف نیچر سمجھتے ہیں یعنی حاجت ضروریہ ___ اور آسان لفظوں میں لیٹرین کی ضرورت" ___ عمران کی زبان قینچی کی طرح چلنے لگی۔

"تم واقعی بدمعاش ہو ___ تم سے باتوں میں جیتنا ناممکن ہے" ___ مارکم نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں! ___ بدمعاش پر یاد آیا ___ یہ بتاؤ کہ بدمعاشوں کے بادشاہ یعنی راسکلز کنگ کے متعلق کیا جانتے ہو" ___ عمران نے کہا۔

"راسکلز کنگ! ___ کیوں کیا وہ تمہارے ملک میں جا پہنچا ہے" ___ مارکم نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"پہنچا تو نہیں ___ بلکہ میں خود بننا چاہتا ہوں ___ مگر مجھے معلوم ہوا ہے کہ مجھ سے پہلے اس مملکت کا کنگ بھی موجود ہے ___ میں نے سوچا کہ تم سے پوچھ لوں کہ اس کا حدود اربعہ کیا ہے" ___ عمران نے اصل بات چھپاتے ہوئے کہا۔

"عمران! ___ اگر راسکلز کنگ تمہارے ملک میں پہنچ چکا ہے تو پھر پوری طرح ہوشیار رہنا ___ یہ انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ اس کا کوئی مستقل گروپ نہیں ہے البتہ جس ملک میں جاتے وہاں اپنا گروپ بنا لیتا ہے اور اس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس ملک کے بدمعاشوں کو بلیک میل کر کے ان سب کی ایک تنظیم بناتا ہے اور خود اس کا سربراہ بن جاتا ہے اور پھر ان کے

ذریعے سے اس ملک میں بدمعاشی ـــــ قتل و غارت ـــــ سمگلنگ ـ ـ ـ اور منشیات
کی فراہمی کا بحران پیدا کر دیتا ہے ـــــ اس ملک کی پولیس ـ انٹیلی جنس ـــــ اور
سیکرٹ سروس جب اس چکر میں پوری طرح مصروف ہو جاتی ہے تو یہ بڑی خاموشی
سے اپنا مشن سرانجام دے کر وہاں سے غائب ہو جاتا ہے ـــــ انتہائی ظالم ـ
چالاک ـ عیار ـ اور ذہین شخص ہے ـــــ خود ہمیشہ پردے میں رہتا ہے۔ اور
کبھی سامنے نہیں آتا۔ اسی لئے آج تک نہ ہی پکڑا گیا ہے اور نہ ہی اس کے متعلق
تفصیلی معلومات ملی ہیں" ـــــ مارکم نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں تفصیل بتائی۔

"اوہ! ـــــ بہت بہت شکریہ مارکم! ـــــ میرا خیال ہے کہ میں پہلے اس
کا خاتمہ کروں ـ پھر خود کنگ بننے کا سوچوں۔ بھلا ایک ملک میں دو کنگ کس
طرح ہو سکتے ہیں ـــــ اچھا خدا حافظ شکریہ" ـــــ عمران نے کہا اور اس
کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"میرا خیال ہے کہ راسکلز یہاں پہنچ چکا ہے اور یہ حملہ بھی اسی کی طرف سے
کرایا گیا ہے" ـــــ عمران نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں! ـــــ معلوم تو ایسے ہی ہوتا ہے ـــــ پھر الیون عقری کی اطلاع ہے کہ
الاسکا ہوٹل میں بدمعاشوں کا اجلاس ہوا ہے صاف اس کی طرف اشارہ کرتا ہے" ـ
بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اوکے ـــــ پھر لوہے کو لوہا کاٹتا ہے ـــــ اب مجھے بھی بدمعاش بننا پڑے
گا" ـــــ عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"وہ کیسے" ـــــ؟ بلیک زیرو نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

"جیسے بدمعاش ہوتے ہیں اور میں نے کوئی سینگ لگا لینے ہیں ـــــ تم ایسا کرو
کہ پوری سیکرٹ سروس کو ہدایات دے دو کہ وہ سب بدمعاشوں کے روپ میں



ہوٹل شوبرا پہنچ جائیں ـــــ وہاں ان کے کمرے ریزرو ہوں گے ـــــ جولیا اس
ہوٹل کی چیف منیجر ہو گی اور یہ اس بدمعاشوں کی ٹولی کا سربراہ ـــــ میرا نام
پرنس راسکل ہو گا ـــــ میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے سامنے بدمعاشوں کا دیا کیسے
جلتا ہے" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مگر شوبرا ہوٹل ـــــ" بلیک زیرو نے کچھ کہنا چاہا۔

"اس کی فکر نہ کرو ـــــ میں ابھی بندوبست کر دیتا ہوں" ـــــ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا اور پھر اس نے ٹیلیفون اپنی طرف کھسکایا اور رسیور اٹھا کر تیزی
سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"شوبرا ہوٹل" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز
سنائی دی۔

"اس الو کے پٹھے مارٹن سے بات کراؤ ـــــ میں پرنس راسکل بول رہا ہوں۔
جلدی" ـــــ عمران نے لہجہ بدل کر کہا۔ البتہ آواز میں زخمی چیتے کی سی غراہٹ
نمایاں تھی۔

"ج ـــــ جی ـــــ اک ـــــ ایک ـــــ ہولڈ کریں" ـــــ دوسری طرف سے گھبرائی
ہوئی آواز سنائی دی۔

"کیا ـــــ جی ـــــ جی ـــــ لگا رکھی ہے تم نے کتیا ـــــ میں کہتا ہوں جلدی بات
کراؤ" ـــــ عمران نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

اور پھر ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی اور دوسری طرف سے ہوٹل شوبرا کے
مالک مارٹن کی آواز سنائی دی۔

"مارٹن سپیکنگ"

"بولتے رہو پیارے مارٹن! ـــــ تمہاری آواز سے مجھے عشق ہو گیا ہے۔ واہ واہ

کیسی مدھر اور ترنم سے بھرپور آواز ہے — جیسے کسی مندر میں کانسی کی گھنٹیاں بج رہی ہوں" —— عمران نے اچانک اپنے اصل لہجے اور خوشگوار موڈ میں کہا اور بلیک زیرو حیرت سے عمران کو دیکھنے لگا جو ایک لمحے میں گرگٹ کی طرح رنگ بدل لیتا تھا۔

"اوہ عمران صاحب! — آپ نے کیسے یاد فرمایا آج اپنے خادم کو" —؟ مارٹن نے دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا۔

"تمہیں خدمت سے برخواست کرنے کے لئے — آج سے تم ڈسمس — کیا سمجھے" —— عمران نے اس بار بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ادھو! — مجھ سے کیا غلطی ہو گئی" —— ؟ مارٹن نے ہنستے ہوتے کہا۔

"غلطی ہوتی تو پھر ڈسمس کیوں کرتا — ہمارے ملک کا رواج تو یہی ہے کہ بغیر غلطی کے ڈسمس کر دیتے ہیں — سنو مارٹن! — تم ایسا کرو کہ دو چار ماہ کے لئے غیر ملکی دورے پر سیر و تفریح کے لئے نکل جاؤ۔ اس دوران تمہارے ہوٹل کا مالک مشہور بدمعاش اور غنڈہ پرنس راسکل ہوگا —— اور ظاہر ہے جب ہوٹل کا مالک پرنس راسکل ہوگا تو اس ہوٹل میں وہ سب کچھ ہوگا جو اب تک نہیں ہوتا رہا" —— عمران نے جواب دیا۔

"ارے کیوں میرے ہوٹل کا کباڑہ کرنے پر تلے ہوئے ہو — اب تک بڑی مشکل سے میں نے اس کی ساکھ اور عزت بنائی ہے" —— مارٹن نے مرے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"تم فکر نہ کرو — جب تم واپس آؤ گے تو میں عزت اور ساکھ دو منزلہ تعمیر کر دوں گا — فی الحال تم چھٹی کرو — کل صبح پرنس راسکل چارج سنبھال لے گا۔ تمام عملے کو الرٹ کر دو — او کے" —— عمران نے کہا۔



"اچھا — جیسے تمہاری مرضی — اب میں کیا کروں —؟ ظاہر ہے تم باز تو نہیں آسکتے" —— مارٹن نے جواب دیا۔

"او کے! — کل دس بجے چارج لینے آجاؤں گا — بائی بائی" —— عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"بس یہ کام تو ہو گیا —— تم ٹیم کو بارہ بجے بھیج دینا مکمل ہدایات دیکر — اب میں چلتا ہوں — ذرا سوپر فیاض کی خبر لوں۔ اُسے کرنل فریدی نے بُری طرح ڈرا دیا ہے۔ نجانے اس غریب کا خوف کے مارے کیا حال ہو گا" —— عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

**سوپر فیاض** عمران کے فلیٹ سے واپس اپنے دفتر میں آ تو گیا مگر اس بار اس کی حالت پتلی تھی۔ نہ ہی اب وہ ٹھاٹھ کا انداز تھا اور نہ ہی وہ رعب داب وہ سر جھکائے کرسی پر یوں بیٹھا ہوا تھا جیسے ابھی ابھی اس کا والد اُسے یتیم کر گیا ہو۔

محمد دین چپڑاسی حسب عادت بڑے مودبانہ انداز میں سامنے کھڑا تھا مگر اس کے چہرے پر بھی فیاض کی بدلی ہوئی حالت دیکھ کر حیرت کے آثار نمایاں تھے۔
فیاض سوچ رہا تھا کہ سر رحمان نے کرنل فریدی کے ذریعے آخر اس کے متعلق

صدر مملکت کو کیا پیغام دیا ہوگا۔ اب اتنی ہمت کا تو وہ تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ صدر مملکت سے خود بات کرتا۔ وہ شدید الجھن میں تھا۔ گھوم پھر کر اُسے عمران کا خیال آتا مگر پھر وہ سوچتا کہ اگر عمران چاہے کتنا ہی چالاک اور بااثر کیوں نہ ہو۔ صدر مملکت اور سر رحمان جیسے اعلیٰ حکام کے کاموں میں مداخلت تو نہیں کر سکتا۔

ابھی وہ اسی ادھیڑبُن میں مصروف تھا کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ سوپر فیاض نے چونک کر ٹیلیفون کی طرف دیکھا۔ اس کا رنگ یکدم پیلا پڑ گیا۔ چہرے پر ویرانی سی چھاگئی۔ وہ سمجھ گیا کہ صدر مملکت کا فون ہوگا اور ظاہر ہے اب اس کا نیا پانچہ ہونے والا ہے۔ بہرحال مرتا کیا نہ کرتا کے مصداق اس نے بڑے ڈھیلے انداز میں رسیور اٹھایا۔

"ہیلو۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض سپیکنگ" ـــ لہجہ ایسا تھا جیسے ابھی چند منٹوں میں وہ مرنے والا ہو۔

"راسکلز کنگ سپیکنگ" ـــ دوسری طرف سے ایک گھمبیر آواز سنائی دی اور سوپر فیاض کی جان میں جان آگئی۔

"کیا بات ہے" ـــ ؟ اس بار سوپر فیاض کے لہجے میں مخصوص گھن گرج عود کر آئی تھی۔

"تم کچھ پریشان معلوم ہو رہے ہو سوپر فیاض! ـــ مجھے بتاؤ کہ تمہیں کیا پریشانی ہے" ـــ ؟ راسکلز کنگ نے نرم لہجے میں کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ـــ مگر تم نے مجھے دفتر کیوں فون کیا ہے ـــ ؟ میں نے رچرڈ کو پہلے ہی بتا دیا تھا کہ مجھے دفتر فون نہ کیا جائے" ـــ سوپر فیاض نے تیز لہجے میں کہا۔

"سنو سوپر فیاض! ـــ میرے ہاتھ بہت لمبے ہیں ـــ اس ملک کا صدر مملکت



بھی میرے پنجوں میں کسی چڑیا کی طرح دبکا رہتا ہے ـــ آئندہ مجھ سے تیز لہجے میں بات کرنے کی جرأت نہ کرنا" ـــ راسکلز کنگ نے غراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ! ـــ ایسی تو کوئی بات نہیں ـــ بہرحال یہ دفتر ہے اس لئے احتیاط ضروری ہے ـــ اور سنو! کیا واقعی صدر مملکت سے تمہارے تعلقات ہیں" ـــ ؟ سوپر فیاض نے مسمسے سے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں! ـــ صدر مملکت کی ایک ایسی کمزوری میرے ہاتھ میں ہے کہ جب چاہوں وہ کسی خارش زدہ کتے کی طرح میرے پیچھے دم ہلاتا پھرے ـــ کیوں کیا بات ہے" ـــ ؟ راسکلز کنگ نے کہا۔

"وہ دراصل مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ ڈائریکٹر جنرل انٹیلی جنس سر رحمان نے میرے خلاف صدر مملکت کو کوئی خصوصی پیغام بھیجا ہے ـــ بس یہی پریشانی ہے"۔ سوپر فیاض نے جواب دیا۔ اس کی حالت اس وقت کسی ڈوبنے والے شخص کی سی تھی جو تنکے کا سہارا لینے پر بھی مجبور ہو جاتا ہے۔

"اوہ! ـــ پھر تو واقعی کوئی سیریس بات ہوگی ـــ بہرحال اگر میں چاہوں تو تمہاری یہ پریشانی ٹل سکتی ہے" ـــ راسکلز کنگ نے پُراعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر تم میرا کام ضرور کرو ـــ اور سنو! ـــ میں نے رچرڈ سے تمہاری سرگرمیوں کو نظرانداز کرانے کا جو ماہانہ طے کیا ہے وہ میں نہیں لونگا اور تم پر کوئی آنچ بھی نہ آئے گی ـــ یہ میرا وعدہ ہے" ـــ سوپر فیاض نے اسے پیشکش کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے معاوضے وغیرہ کی کوئی پرواہ نہیں سوپر فیاض! ـــ البتہ تمہارا کام ایک شرط پر ہو سکتا ہے" ـــ راسکلز کنگ نے جواب دیا۔

"کونسی شرط پر" ۔۔۔ ؟ سوپر فیاض نے پُر جوش انداز میں پوچھا۔
"علی عمران کو جانتے ہو" ۔۔۔ ؟ راسکلز کنگ نے پوچھا۔
"عمران کو ۔۔۔ ہاں ہاں ! ۔۔۔ جانتا ہوں۔ کیوں کیا بات ہے" ۔۔۔ ؟ سوپر فیاض نے بُری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔
"اگر تم اپنا کام کرانا چاہتے ہو تو تمہیں عمران کو ہلاک کرنا پڑے گا" ۔۔۔ راسکلز کنگ نے کہا۔
"کیا کہہ رہے ہو ۔۔۔ ؟ کیا تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا" ۔۔۔ ؟ سوپر فیاض کا اپنا دماغ راسکلز کنگ کی بات سُن کر بھک سے اُڑ گیا تھا۔
"کیوں ۔۔۔ ؟ اس میں دماغ کی خرابی کی کونسی بات ہے" ۔۔۔ ؟ راسکلز کنگ نے سخت لہجے میں کہا۔
"ایسا سوچنا ہی حماقت ہے ۔۔۔ اور سنو ! ۔۔۔ اگر تم نے عمران سے ماتھا لگا لیا ہے تو پھر سمجھو کہ تمہارے دن گنے جا چکے ہیں ۔۔۔ میری بات مانو تو فوراً اس ملک سے نکل جاؤ ورنہ یقین کرو تمہاری لاش پر آنسو بہانے والا بھی کوئی نہ ہو گا" ۔۔۔ سوپر فیاض نے پُر زور لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"یُو شٹ اَپ نان سنس !۔۔۔ عمران جیسے لوگ میرے سامنے مکھیوں سے بھی حقیر ہیں ۔۔۔ تم نہیں جانتے کہ راسکلز کنگ کیا ہے ۔۔۔ میں نے تو تمہیں صرف اس لئے آفر کر دی تھی کہ میں تمہیں پریشانی سے بچاؤں اور تم میرا کام کر دو۔ ورنہ میں جب چاہوں اور جس وقت چاہوں عمران کے بدن میں ایک چھٹانک سیسہ اتار دوں" ۔۔۔ راسکلز کنگ نے پورے جلال سے کہا۔
"یہ تمہاری بھول ہے راسکلز کنگ ! ۔۔۔ عمران کے مقابلے میں بڑے بڑے بغدادی مجرم آئے اور خارش زدہ کتوں کی طرح مارے گئے ۔۔۔ تمہاری تو حیثیت



ہی کچھ نہیں" ۔۔۔ سوپر فیاض نے پُر زور لہجے میں عمران کی وکالت کرتے ہوئے کہا۔
"سنو !۔۔۔ میں تمہیں چیلنج کرتا ہوں کہ میں تمہاری آنکھوں کے سامنے عمران کو ہلاک کروں گا۔ بس تم اتنا کرو کہ جب تمہاری عمران سے ملاقات ہو تو تم رچرڈ کو فون کر دو اور کوڈ ورڈ میں بتا دو کہ تم کہاں ہو۔ اس کے ٹھیک پانچ منٹ بعد عمران اس دنیا سے فارغ ہو چکا ہو گا اور اس کے معاوضے میں تمہاری پریشانی صدر مملکت سے کہہ کر میں دُور کر دوں گا" ۔۔۔ راسکلز کنگ نے جواب دیا۔
"او۔ کے !۔۔۔ مجھے یہ شرط منظور ہے ۔۔۔ مگر یقین رکھو تم عمران کا بال بھی بیکا نہ کر سکو گے" ۔۔۔ سوپر فیاض نے جواب دیا۔
"تم اس بات کی فکر نہ کرو ۔۔۔ اگر میرا حملہ ناکام رہا تو پھر بھی تمہارا کام ہو جائے گا" ۔۔۔ راسکلز کنگ نے جواب دیا۔
"او۔ کے" ۔۔۔ سوپر فیاض نے جواب دیا۔
اور پھر راسکلز کنگ نے رابطہ ختم کر دیا اور سوپر فیاض نے رسیور کریڈل پہ رکھ دیا۔
اب سوپر فیاض کی حالت پہلے سے قدرے بہتر ہو گئی تھی مگر اب وہ سوچ رہا تھا کہ عمران اگر راسکلز کنگ کے پیچھے لگ گیا ہے تو یقیناً وہ اسے ختم کرنے میں کامیاب ہو جائے گا ۔۔۔ اور اگر اس دوران عمران کو پتہ چل گیا کہ میں نے راسکلز کنگ سے بھتہ وصول کیا ہے تو وہ پنجے جھاڑ کر پیچھے پڑ جائے گا۔ آخر سوچ سوچ کر اس نے یہی فیصلہ کیا کہ اشاروں اشاروں میں عمران کو راسکلز کنگ کے متعلق بتا دیا جائے۔
ابھی وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک دروازے کا پردہ ہٹا اور عمران اندر داخل ہوا۔

"السلام وعلیکم یا اخی" ـــــ عمران نے بڑے مودبانہ لہجے میں ماتھے پر ہاتھ رکھ کر سوپر فیاض کو سلام کرتے ہوئے کہا۔

"تم ـــ کاش تم مجھے فلیٹ پر مل جاتے تو یقین کرو اس وقت حوالات میں ہوتے" ـــــ سوپر فیاض نے پھیکی سی ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو میں آیا ہوں ـــ مجھے کرنل فریدی سے اطلاع ملی تھی کہ تم ہتھکڑیاں اور ریوالور لے کر مجھ سے چھیڑ چھاڑ کرنے میرے فلیٹ پر گئے تھے میں نے سوچا کہ میں خود ہی چھیڑ چھاڑ کے لئے پہنچ جاؤں ـــ اب بتاؤ کہ چھیڑ چھاڑ ہوتی کیسے ہے" ـــــ عمران نے اس کے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا

"اوہ! ـــ تم نے فون پر مجھے تنگ کیا تو مجھے غصہ آگیا تھا ـــ بہرحال کوئی بات نہیں ـــ آؤ چل کر کسی کیفے میں چلتے پیتے ہیں ـــ یہاں دفتر میں تو چائے کے نام پر جوشاندہ ملتا ہے" ـــــ سوپر فیاض نے شوخ لہجے میں کہا۔

"یعنی تم مجھے چائے پلاؤ گے ـــ اور وہ بھی خود ہی آفر کر رہے ہو ـــ! یا حیرت! آج سورج کس طرف سے نکلا تھا" ـــــ عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"ارے ایسی کوئی بات نہیں ـــ تم میرے دوست ہو ـــ کرنل فریدی نے میرے متعلق کچھ کہا تھا" ـــــ سوپر فیاض نے ندامت آمیز ہنسی ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"ارے ہاں بھئی! ـــ اگر تم اس چکر میں چائے پلوا رہے ہو تو پھر رہنے دو۔ وہ کام نہیں کر سکتا۔ صدر مملکت اپنے کاموں میں مداخلت برداشت نہیں کرتے بشمول ڈیر ڈیڈی ـــ خدا کی پناہ" ـــــ عمران نے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔



"ارے چھوڑو اس بات کو ـــ اس کا میں نے انتظام کر لیا ہے" ـــ فیاض نے بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"اچھا یہ بات ہے! ـــ بڑے لمبے ہاتھ ہو گئے ہیں تمہارے ـــ چلو کوئی بات نہیں خود ہی بھگتو گے ـــ چلو چائے پلواؤ" ـــــ عمران نے بھی لاپرواہی سے جواب دیا۔ ویسے وہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ آخر فیاض اتنا مطمئن کیوں ہے؟

"ٹھہرو! ـــ میں ایک فون کر لوں" ـــــ سوپر فیاض نے کہا اور پھر اس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیلو ـــ سوپر فیاض بول رہا ہوں ـــ بھئی فی الحال ملاقات کینسل کر دو۔ میرا ایک دوست عمران آگیا ہے اور ہم چائے پینے کیفے سلور سینڈ جا رہے ہیں"۔ سوپر فیاض نے رابطہ قائم ہوتے ہی کہا اور پھر دوسری طرف سے کچھ سن کر اس نے رسیور رکھ اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"آؤ چلیں" ـــ فیاض نے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی تیز نظروں نے جانچ لیا تھا کہ سوپر فیاض نے ہوٹل الاسکا کا نمبر ڈائل کیا تھا۔ مگر یہ بات عمران کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی کہ آخر فیاض نے خاص طور پر عمران کا نام لے کر پیغام کیوں دیا ہے۔ بہرحال وہ خاموش رہا۔

دفتر سے باہر آکر سوپر فیاض نے گیراج سے اپنی کار نکالی اور عمران کو لے کر انٹیلی جنس کی عمارت کے کمپاؤنڈ سے باہر آگیا۔ اس کا رخ سلور سینڈ کی طرف تھا۔ جو فیاض کے دفتر سے چار پانچ میل کے فاصلے پر ایک جدید ترین کیفے تھا۔

"یار سوپر! ـــ ایک بات بتاؤ! ـ سنا ہے کہ آجکل شہر میں غنڈہ گردی اور بدمعاشی کا طوفان آیا ہوا ہے" ـــــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں

پوچھا۔

"کیا کہا___ غنڈہ گردی اور بدمعاشی کا طوفان! ___ ارے نہیں۔ سوپر فیاض کے ہوتے ہوئے ایسا نہیں ہوسکتا"___ فیاض نے چونکتے ہوئے کہا۔ مگر لہجے کا کھوکھلا پن نمایاں تھا۔

"کمال ہے___ میں نے تو یہاں تک سُنا ہے کہ بدمعاشوں نے اپنا بادشاہ بھی منتخب کر لیا ہے ___ اُسے راسکلز کنگ کہتے ہیں ___ ارے ارے سٹیرنگ سنبھالو"___ عمران نے فقرہ مکمل کرنے سے پہلے ہی چیخ کر کہا اور سوپر فیاض نے یکدم لہراتی ہوئی کار کو بڑی مشکل سے کنٹرول کیا۔ اگر اُسے ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو ایک بہت بڑے ٹرک سے خوفناک ٹکر ناگزیر ہو چکی تھی۔

راسکلز کنگ کا نام سنتے ہی فیاض کے ہوش اڑ گئے۔ اُس کا چہرہ یکدم زرد پڑ گیا۔ دوسرے لمحے فیاض نے کار ایک طرف روکی اور پھر اس نے تیزی اور پھرتی سے جھک کر عمران کے پیر پکڑ لئے اور ایک لمحے کے لئے تو عمران بھی بوکھلا گیا۔

"ارے ارے میرے پیر کیوں پکڑ رہے ہو___ ؟ کیا جرابیں آتارنے کا ارادہ ہے ___ بھئی بڑی مشکل سے ایک ڈیپارٹمنٹل سٹور سے اڑائی ہیں"___ عمران نے بوکھلاتے ہوئے لہجے میں اُسے کندھوں سے پکڑ کر اٹھاتے ہوئے کہا۔

"مجھے جوتیاں مارو عمران! ___ مجھے مار ڈالو ___ میں کمینہ ہوں ___ میں لالچ میں اندھا ہو گیا ہوں ___ مجھے مار ڈالو ___ بس مجھے مار ڈالو"___ فیاض نے عمران کی گود میں سر رکھ کر باقاعدہ بین کرنا شروع کر دیا۔

"ارے ہوا کیا ہے ___ ؟ بھئی کچھ بتاؤ تو سہی ___ نا رو۔ اچھے بچے رویا نہیں کرتے"___ عمران نے اُسے پچکارتے ہوئے کہا۔ ویسے اُس کے چہرے پر حیرت کے آثار تھے۔ سوپر فیاض نے آج تک ایسی حرکت کبھی نہ کی تھی اور



اس لمحے تو عمران پر واقعی حیرت کا دورہ پڑ گیا جب اس نے فیاض کی آنکھوں سے بڑے تسلسل سے آنسو بہتے دیکھا۔

"ارے آخر ہوا کیا ہے ___ کچھ بتاؤ تو سہی ___ بھئی اگر کرنل فریدی والی بات پر رو رہے ہو تو فکر نہ کرو ___ میں نے اس کا بندوبست کر لیا ہے۔ تمہیں کچھ نہیں کہا جائے گا"___ عمران نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"عمران! ___ مجھے معاف کر دو ___ میں تمہیں مقتل کی طرف لے جا رہا تھا"۔ فیاض نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔

"مقتل کی طرف ___ مگر اتنی دُور جانے کی کیا ضرورت تھی ___ تم جہاں آنکھ مار دو وہیں مقتل بن جاتا ہے"___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سنو عمران! ___ ایک بین الاقوامی مجرم آجکل ہمارے ملک میں آیا ہوا ہے اس کا نام راسکلز کنگ ہے ___ ہوٹل الاسکا کے مالک رچرڈ کی معرفت اس نے مجھ سے بات کی ہے کہ اگر میں شہر میں ہونے والی سمگلنگ اور منشیات کی ریل پیل کو نظر انداز کر دوں تو وہ مجھے ایک لاکھ روپے ماہانہ ادا کریں گے"___ فیاض نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"چلو وصول کر لو ___ مگر سنو! ہو گا ففٹی ففٹی ___ آجکل میں بڑی کڑکی میں جا رہا ہوں"___ عمران نے حسب عادت جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو تو ___ ابھی تمہارے آنے سے پہلے اس کا فون آیا تھا ___ اس نے مجھے بتایا کہ اس کے صدر مملکت سے خصوصی تعلقات ہیں ___ کرنل فریدی کی بات نے مجھے پریشان کر دیا تھا چنانچہ میں نے اس کا تذکرہ اس کے ساتھ کیا تو اس نے اس کام کو کرنے کے لئے ایک شرط عائد کر دی کہ میں تمہیں ہلاک کر دوں جس پر میں نے اُسے خوب لتاڑا اور صاف انکار کر دیا اور اُسے کہا کہ عمران سے ماتھا

نہ لگاؤ ورنہ تمہاری لاش پر آنسو بہانے والا بھی کوئی نہ ہوگا" ـــــ سوپر فیاض نے کہا۔

"واہ ـــ کیسے کوئی نہیں ہوگا ـــ تمہارا دم سلامت رہے ـــ آخر ایک لاکھ روپے ماہانہ کے خاتمہ پر تم آنسو بھی نہ بہاؤ گے" ـــــ عمران نے کہا۔

"میں بڑی سنجیدگی سے بات کر رہا ہوں ـــ جب میں نے انکار کر دیا تو اس نے ایک اور شرط پیش کر دی کہ جب بھی میری تم سے ملاقات ہو۔ میں ہوٹل الاسکا میں فون کر کے کوڈ ورڈ میں بتا دوں ـــ بس اس کے پانچ منٹ بعد وہ تمہارا خاتمہ کر دے گا ـــ ابھی یہ بات ختم ہوئی ہی تھی کہ تم آ گئے ـــ میں چونکہ کرنل فریدی والی بات پر بے حد پریشان تھا اس لئے میں نے ہوٹل الاسکا فون کر کے تمہارے متعلق بتا دیا اور جان بوجھ کر کیفے سلور سینڈ کا نام لیا تاکہ ہمارے وہاں تک پہنچنے سے پہلے وہ اپنا انتظام کر لے ـــــ مگر عمران! یقین جانو مجھے اپنی کمینگی کا احساس ہو گیا ہے ـــ بس تم مجھے جوتیاں مارو" ـــــ فیاض نے ایک بار پھر عمران کی گود میں سر رکھ کر "مجھے جوتیاں مارو" ـــ کی گردان شروع کر دی۔

عمران کا ہاتھ تیزی سے اپنے پیر میں پہنے ہوئے گم بوٹ کی طرف بڑھا اور پھر اس سے پہلے کہ سوپر فیاض سر اٹھاتا۔ عمران کا ہاتھ واپس آیا تو جوتا اس کے ہاتھ میں تھا۔ اس نے تڑاک سے جوتا فیاض کے سر پر مار دیا اور فیاض جوتا کھاتے ہی یوں اچھلا کہ اس کا سر کار کی کھڑکی سے جا لگا۔

"کک ـ کیا ـــ تمہاری یہ جرأت کہ مجھے جوتے مارو ـــ میں تمہیں جیل میں سڑا دوں گا ـــ تم ـــ ہیں" ـــــ فیاض کا چہرہ غصے سے سُرخ ہو گیا۔

"کمال ہے یار! ـــ تم بھی کسی گرگٹ کی نسل سے تعلق رکھتے ہو ـــ خود ہی تو



کہہ رہے ہو کہ جوتیاں مارو اور پھر پہلے ہی جوتے پر بدل گئے" ـــــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا

"چلو نیچے اترو ـــ دفع ہو جاؤ ـــــ غضب خدا کا ـــ تم نے واقعی مجھے جوتا مار دیا ـــ یعنی کہ سپرنٹنڈنٹ انٹیلی جنس اب تم جیسے ٹٹ پونجیئے سے جوتے کھائے ـــ میں تمہیں گولی مار دونگا" ـــــ فیاض نے بڑے غصے میں ریوالور نکالنے کے لئے جیب میں ہاتھ ڈالا۔

"اچھا بھئی ـ ناراض نہ ہو ـــ چلو میں جوتا نہیں مارتا ـــ کسی دکان پر چل کر جوتی خرید لیتے ہیں وہی مار کر تمہاری خواہش پوری کر دونگا" ـــــ عمران نے جوتا پیر میں پہنتے ہوئے کہا

"یہ بات ہے تو پھر بھگتو! ـــــ میں دیکھتا ہوں کہ تم راسکلز گنگ سے کیسے بچتے ہو" ـــــ فیاض نے جھنجلا کر کہا اور پھر ایک جھٹکے سے گاڑی آگے بڑھا دی۔

"ارے ارے روکو ـــــ بھئی وہ مجھے مار ڈالے گا ـــ مجھے یہیں اتار دو" عمران نے چیختے ہوئے کہا۔

"نہیں بس ـــ اب تمہیں مرنا ہی پڑے گا ـــــ فیاض کو جوتے مارنے والا زندہ نہیں رہ سکتا" ـــــ فیاض نے جھنجلا کر کار کی رفتار اور تیز کر دی۔

"چلو ـ جیسی تمہاری مرضی ـــ کم از کم میرے مزار پر قوالی تو کروا دوگے نا" عمران نے بڑے اطمینان سے سیٹ کی پشت سے سر ٹیکتے ہوئے کہا۔ مگر اس کی نظریں بیک مرر پر جمی ہوئی تھیں۔ اس نے سرخ رنگ کی ایک سپورٹس کار کو اپنے پیچھے آتے دیکھ لیا تھا اور کار میں سوار دونوں آدمیوں کو بھی اس نے پہچان لیا تھا۔ ان دونوں کا تعلق پیشہ ور قاتلوں کے گروہ سے تھا۔

تھوڑی دیر بعد فیاض نے کار کیفے سلور سینڈ کے سامنے روک دی اور عمران نے سرخ کار کو بھی اپنے پیچھے رکتے دیکھا۔

جیسے ہی کار رکی، عمران نے دروازہ ایک جھٹکے سے کھولا اور پھر بجائے نیچے اترنے کے پہلے سے بھی زیادہ جھٹکے سے دروازہ بند کر کے سر نیچے کر لیا۔ اس کا اندازہ درست ثابت ہوا۔ جیسے ہی عمران نے دروازہ کھولا، پچھلی کار میں بیٹھے ہوئے شخص نے انتہائی پھرتی سے ہاتھ باہر نکالا۔ اس کے ہاتھ میں بھاری ریوالور موجود تھا۔

عمران نے دروازہ کھول کر اپنے نیچے اترنے کا انہیں ڈاج دیا تھا اور وہ اس ڈاج میں آ گئے۔ کیونکہ اس سے پہلے کہ عمران دروازہ بند کرتا، ایک دھماکہ ہوا اور گولی عمران کی کار کے دروازے سے رگڑ کھاتی ہوئی نکل گئی۔

سوپر فیاض اسی لمحے دروازہ کھول کر نیچے اتر چکا تھا۔ عمران نے نیچے جھکتے ہی فیاض کی طرف کھلے ہوئے دروازے کی طرف چھلانگ لگائی اور وہ اڑتا ہوا فیاض سمیت سڑک پر جا گرا۔ پھر اس سے پہلے کہ فیاض سنبھلتا، عمران نے ایک اور چھلانگ لگائی اور اچھل کر سڑک کے دوسرے کنارے پر جا گرا اور عین اسی لمحے ایک بھاری ٹرک اس جگہ سے گزرنے لگا۔ اگر عمران کو ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو وہ یقیناً اس ٹرک کے نیچے آ کر رگڑا جاتا۔ مگر عمران کے اندازے غلط ثابت نہیں ہوتے۔ اس نے ٹرک کو آتے دیکھ کر جان بوجھ کر چھلانگ لگائی تھی۔ وہ ٹرک کی آڑ لے کر سنبھلنا چاہتا تھا اور وہی ہوا۔ اس سے پہلے کہ ٹرک گزرتا۔ عمران سڑک کے کنارے پر موجود ایک درخت کی آڑ لے چکا تھا۔

پھر جیسے ہی ٹرک گزرا، عمران کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور نے شعلہ



اگلا اور سرخ کار کا اگلا ٹائر دھماکے سے پھٹ گیا۔

سرخ کار میں موجود دونوں آدمی عمران کو اس طرح باہر نکلتے اور پھر ٹرک کے سامنے سے چھلانگ لگا کر دوسری طرف جاتے نہ دیکھ سکے۔ وہ شاید اسی خیال میں تھے کہ عمران ابھی تک کار میں ہے اس لئے وہ ریوالور سنبھالے تیار بیٹھے تھے۔ مگر جب ان کی کار کا ٹائر برسٹ ہوا تو وہ بری طرح چونکے۔ ان میں سے ایک نے کار چلانے کی کوشش کی مگر بے سود۔ عمران کی دوسری گولی کھڑکی توڑ کر ڈرائیور کی گردن میں پیوست ہو گئی۔

ڈرائیور کی دوسری طرف بیٹھا ہوا غنڈہ تیزی سے نیچے اتر کر بھاگنے لگا مگر عمران کے ریوالور نے ایک اور شعلہ اگلا اور وہ کٹے ہوئے شہتیر کی طرح ہوا میں لہراتا ہوا نیچے آ گرا۔

بازار میں فائرنگ کی اچانک آوازوں اور ان غنڈوں کی موت سے بھگدڑ سی مچ گئی۔ دونوں غنڈوں کے ہلاک ہوتے ہی عمران تیزی سے درخت کی آڑ سے نکلا اور پھر بڑے اطمینان سے چلتا ہوا فیاض کی کار کی طرف بڑھا۔

سوپر فیاض بڑے حیرت بھرے انداز میں کھڑا آنکھیں جھپکا رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں اب تک سچوئشن نہیں آئی تھی۔

"سوپر فیاض! — یہ دونوں پیشہ ور قاتل اور اشتہاری مجرم ہیں — ان کی ڈرامائی موت پر کل ملک کے تمام اخبارات سوپر فیاض کی جرأت اور بہادری کے قصیدے گا رہے ہوں گے — کیا سمجھے" — عمران نے بڑے مطمئن انداز میں فیاض سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں ہاں — واقعی یہ تو مشہور قاتل ہیں" — سوپر فیاض نے جیب سے ریوالور نکال کر تیزی سے ان کی طرف لپکتے ہوئے کہا۔

"اور سنو! — اپنے راسکلز کنگ سے کہہ دینا کہ عمران جوتے مار کر بھی زندہ رہنا جانتا ہے — بائی بائی" — عمران نے ہانک لگاتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے فیاض کی کار کے سٹیرنگ پر بیٹھا اور فیاض ہائیں ہائیں کرتا رہ گیا مگر عمران نے کار کو فل سپیڈ پر دوڑا دیا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد عمران کی کار اس سڑک پر آگئی جہاں ہوٹل الاسکا موجود تھا۔ اس نے کار ہوٹل کے پارکنگ میں روکی اور پھر تیزی سے نیچے اتر کر مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

مین گیٹ سے گزر کر وہ سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔ کاؤنٹر پر کوئی نیا کاؤنٹر مین موجود تھا۔

"فرمایئے" — کاؤنٹر مین نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس سے ملنا ہے — کنگ کا ایمرجنسی پیغام ہے" — عمران نے بڑے رازدارانہ انداز میں کہا۔

"اوہ! — مگر باس تو ——" کاؤنٹر مین نے ہچکچاتے ہوئے کہنا چاہا۔

"ارے انتہائی ایمرجنسی ہے — ہر قیمت پر کنگ کا پیغام باس تک پہنچنا چاہیے ورنہ غضب ہو جائے گا" — عمران نے زور دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا — آؤ میرے ساتھ" — کاؤنٹر مین نے بوکھلا کر کہا اور پھر ایک بیرے کو اشارہ کر کے کہ وہ اس کی جگہ سنبھالے وہ تیزی سے کاؤنٹر سے باہر آگیا۔

کاؤنٹر سے باہر نکلتے ہی وہ ایک قریبی راہداری میں مڑ گیا۔ عمران اس کے پیچھے تھا۔ راہداری کے آخر میں موجود ایک ٹوائلٹ کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا اور عمران کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ ٹوائلٹ کے اوپر "خراب ہے" کا بورڈ



لگا ہوا تھا۔

عمران کے اندر داخل ہوتے ہی کاؤنٹر مین نے سوئچ بورڈ کی سائیڈ پر لگا ہوا ایک چھوٹا سا بٹن دبایا تو وہ کمرہ کسی لفٹ کی طرح نیچے اترتا چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد کمرہ رکا اور دروازہ خود بخود کھل گیا۔ وہ دونوں باہر آگئے۔ یہ ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس کے آخر میں سٹیل کا بنا ہوا ایک دروازہ تھا جس کے اوپر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ کاؤنٹر مین دروازے کے سامنے جا کر رک گیا۔

"باس! — کنگ کا ایک آدمی آیا ہے — انتہائی ایمرجنسی پیغام ہے اس لئے میں اسے اپنے ساتھ لے آیا ہوں" — کاؤنٹر مین نے دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر بلند آواز سے کہا۔

عمران جان بوجھ کر کاؤنٹر مین کے عین عقب میں کھڑا تھا تاکہ اگر اندر سے باہر دیکھا جائے تو اس کی شکل نظر نہ آئے۔

"کنگ کا ایمرجنسی پیغام — اچھا ٹھیک ہے — اسے اندر بھیج دو اور تم جاؤ" — دروازے کے اوپر لگے ہوئے ایک نظر نہ آنے والے سپیکر سے رچرڈ کی آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی سرخ بلب بجھ گیا۔

"اندر چلے جاؤ" — کاؤنٹر مین نے کہا اور خود تیزی سے واپس مڑ گیا۔

عمران بڑے اطمینان سے قدم بڑھاتا دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے دروازے کو دھکیلا تو وہ کھلتا چلا گیا۔ سامنے ایک بڑی سی میز کے پیچھے رچرڈ بیٹھا ہوا تھا۔ جیسے ہی عمران اندر داخل ہوا۔ رچرڈ بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"تت — تم — تم کیسے آگئے ——؟" رچرڈ کی آواز میں شدید حیرت تھی۔

"میں تمہیں اور تمہارے باس راسکلز کنگ کو پیغام دینے آیا ہوں کہ تمہارا دوسرا حملہ بھی ناکام ہو گیا ہے — دونوں ہیتھ ورتھ قاتلوں کی لاشیں کیفے سلور سینڈ کے

سامنے پڑی ہوئی ہیں" ـــ عمران نے بڑے اطمینان سے میز کے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

رچرڈ کا رنگ عمران کی بات سنتے ہی زرد پڑ گیا۔

"مم۔ مگر ـــ میں تو ـــ" رچرڈ نے کچھ کہنا چاہا۔

"کسی بہلانے کی ضرورت نہیں ہے ـــ مجھے سب معلوم ہے اور اگر میں چاہتا تو تمہاری لاش بھی اس وقت یہاں پڑی ہوتی ـــ مگر تم جیسی چھوٹی مچھلیوں پر ہاتھ اٹھانا میری توہین ہے اس لئے اطمینان سے بیٹھ جاؤ اور اپنے باس کو فون کر کے میرا پیغام دے دو" ـــ عمران نے ہاتھ اٹھا کر اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ اس کے انداز سے اطمینان جھلک رہا تھا۔

"مگر مجھے اس کا فون نمبر معلوم نہیں ـــ وہ خود ہی فون کرتا ہے ـــ یقین جانو میرا اس میں کوئی قصور نہیں ـــ مجھ میں اتنی جرأت ہی نہیں کہ میں تم پر ہاتھ اٹھا سکوں" ـــ رچرڈ نے قدرے سنبھلتے ہوئے کہا۔ وہ اب واپس کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

"مجھے معلوم ہے ـــ اسی لئے تو تم اب تک زندہ ہو ـــ مگر اب تمہیں تمام تفصیل بتانی پڑے گی ـــ ورنہ یاد رکھو تمہارے جسم کا ایک ایک ریشہ ہڈیوں سے علیحدہ ہونے پر مجبور ہو جائے گا" ـــ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"یقین جانو عمران ـــ مجھے کچھ نہیں معلوم ـــ میں تو ـــ" رچرڈ نے میز پر دونوں ہاتھ رکھتے ہوئے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بکومت ـــ سیدھی طرح سب کچھ بتا دو ورنہ ـــ" عمران کسی زخمی درندے کی طرح غرایا۔

"اچھا ـــ اچھا ـــ میں بتاتا ہوں ـــ بتاتا ہوں" ـــ رچرڈ نے سہمے ہوئے لہجے



میں کہا اور اس کا ایک ہاتھ نامعلوم طور پر میز کے کنارے کی طرف کھسک گیا۔

عمران جو رچرڈ کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا اس کی آنکھوں میں اچانک ابھرتی ہوئی چمک دیکھ کر چونکا ـــ مگر اس سے پہلے کہ وہ کوئی حرکت کرتا اچانک اس کی کرسی کے نیچے فرش انتہائی تیزی سے ہٹ گیا اور عمران اچھل کر سر کے بل نیچے بننے والے خلا میں گرتا چلا گیا۔ اس نے میز کو پکڑنے کی کوشش کی۔ مگر وہ اتنا اچانک گرا تھا کہ بالکل نہ سنبھل سکا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی انتہائی گہرے اور اندھے کنوئیں میں گرتا چلا جا رہا ہو۔ اس نے اپنے ہوش و حواس قائم رکھے اور حفظ ماتقدم کے طور پر اپنے دونوں ہاتھ سر سے آگے کر لئے اور انہیں ایک مخصوص انداز میں موڑ لیا۔

چند لمحوں بعد اس کے ہاتھوں کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور ساتھ ہی وہ قلابازی کھا کر نیچے گر گیا۔ اب وہ پختہ فرش پر پڑا ہوا تھا۔ اس طرح گرنے سے گو اسے چوٹیں تو ضرور آئیں مگر یہ چوٹیں قابل برداشت تھیں۔ اگر وہ ذرا سی لاپرواہی کرتا تو یقیناً اتنی بلندی سے نیچے پختہ فرش پر گرنے سے اس کی ہڈیاں چورے میں تبدیل ہو چکی ہوتیں۔

ابھی عمران فرش پر گرا صورت حال کو ذہنی طور پر قبول کر ہی رہا تھا کہ اچانک اس کی ناک سے تیز بو کا بھبکا سا ٹکرایا۔ عمران نے اپنا سانس روکنے کی کوشش کی کیونکہ وہ بیہوش کر دینے والی گیس کی بو کو پہچان گیا تھا مگر اچانک گرنے اور چوٹوں کی وجہ سے وہ بر وقت اپنے سانس کو کنٹرول نہ کر سکا اور زود اثر گیس اس کے دماغ پر چڑھتی چلی گئی اور چند لمحوں بعد وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو چکا تھا۔

ٹائیگر عمران کا فون ملتے ہی ہوٹل الاسکا کی طرف روانہ ہو گیا۔ ہوٹل الاسکا کا پرچیز آفیسر اس کا دوست تھا۔ اس لئے اُسے یقین تھا کہ وہ وہاں فوری طور پر ایسی ملازمت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گا جس سے وہ رچرڈ کی نگرانی کر سکے۔ اور اب اسے اتفاق ہی کہا جا سکتا ہے کہ جب ٹائیگر نے اپنے دوست سے ملازمت کی بات کی تو اس نے بتایا کہ رچرڈ کے پرسنل سیکرٹری کی پوسٹ خالی ہے اگر وہ چاہے تو وہاں ملازم ہو سکتا ہے۔ ٹائیگر کو بھلا اور کیا چاہیئے تھا اس نے فوراً حامی بھر لی۔ اور پھر پرچیز آفیسر کی سفارش پر ہوٹل کے منیجر نے اُسے [illegible] کی سیٹ دیدی۔

رچرڈ نے خود بھی ٹائیگر کا انٹرویو لیا اور پھر وہ مطمئن ہو گیا اور اس نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس طرح ٹائیگر رچرڈ کا پی اے بن گیا۔

رچرڈ ہوٹل کے نیچے بنے ہوئے ایک خفیہ تہہ خانے میں منتقل ہو چکا تھا اور ظاہر ہے ٹائیگر کو بھی وہیں منتقل ہونا پڑا۔ رچرڈ کے کمرے کی بغل میں اس کا کمرہ تھا اور رچرڈ کو ملنے والی تمام ٹیلیفون کالیں ٹائیگر کے توسط سے ہی اس تک پہنچتی تھیں۔ مگر ٹائیگر اور رچرڈ کے کمرے ایک دوسرے سے بالکل جدا تھے۔ اور ان کے درمیان کوئی دروازہ نہ تھا۔ ٹائیگر تمام ہدایات فون پر



ہی رچرڈ سے لیتا تھا۔ دوسرے لفظوں میں ٹائیگر اور رچرڈ کا صرف ٹیلیفون پر رابطہ قائم تھا۔ مگر اس طرح ٹائیگر کو ایک فائدہ تھا کہ رچرڈ کے سامنے آئے بغیر وہ اس کی تمام مصروفیات سے واقف ہو جاتا تھا۔

آج بھی وہ اپنے کمرے میں بیٹھا اخبار پڑھنے میں مصروف تھا کہ اچانک کال کا اشارہ ہوا۔ ٹائیگر نے تیزی سے کال رچرڈ سے کنکٹ کی اور پھر بٹن دبا کر خود بھی سننے لگا۔

یہ کال کسی کنگ کی طرف سے تھی جس نے رچرڈ کو ہدایت کی تھی کہ جب بھی سوپر فیاض کی کال موصول ہو۔ وہ مخصوص فریکوئنسی پر ٹرانسمیٹر کے ذریعے کال کو منتقل کر دے اور رچرڈ نے حامی بھر لی تھی۔

کال کے خاتمہ کے تقریباً پانچ منٹ بعد ہی سوپر فیاض کی کال آ گئی جس میں اس نے عمران کے ساتھ سٹور سینڈ میں چائے پینے کا تذکرہ کیا تھا۔ ٹائیگر سوچ رہا تھا کہ ڈیوٹی سے فارغ ہوتے ہی وہ عمران سے بات کر کے اُسے سوپر فیاض کے متعلق بتلائے گا۔ مگر ابھی ڈیوٹی کے ختم ہونے میں کافی دیر تھی اس لئے وہ خاموش بیٹھا رہا۔

پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد رچرڈ نے اُسے فون کیا۔

"ہیلو خالد! ۔۔۔ کنگ کا فون جیسے ہی آئے۔ مجھے فوری طور پر کنکٹ کرا دینا۔ اٹ از ایمرجنسی" ۔۔۔ رچرڈ نے کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔

ٹائیگر نے یہاں اپنا نام خالد بتایا ہوا تھا۔ وہ رچرڈ کی اس کال پر حیران رہ گیا۔ کیونکہ خلاف معمول رچرڈ بے حد گھبرایا ہوا اور پریشان معلوم ہوتا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے کوئی اہم اور خلاف توقع واقعہ پیش آ گیا ہو۔ مگر کوئی ایسی بات اس کے ذہن میں نہ آ رہی تھی۔ بہرحال وہ چوکنا ہو گیا۔ اور پھر چند لمحوں بعد ہی

کنگ کی کال آگئی۔

"ٹائیگر نے فوری طور پر رچرڈ سے کنکٹ کیا اور خود بھی گفتگو سننے میں مصروف ہو گیا۔

"ہیلو کنگ سپیکنگ" ___ کنگ کی بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"باس! ___ میں نمبر ایک بول رہا ہوں ___ مجھے آپ کی طرف سے کال کا شدت سے انتظار تھا" ___ رچرڈ نے تیز مگر گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیوں ___؟ کیا بات ہے" ___؟ کنگ نے پوچھا۔

"باس! ___ عمران پر دوسرا حملہ بھی ناکام ہو گیا ہے ___ دونوں حملہ آور ہلاک ہو گئے ہیں" ___ رچرڈ نے کہا۔

"ہاں! ___ مجھے رپورٹ مل گئی ہے ___ یہ کم بخت عمران تو واقعی بیحد سخت جان واقع ہوا ہے ___ بہر حال وہ میرے ہاتھوں بچ نہیں سکتا" ___ کنگ کی بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"باس! ___ میں نے عمران کو قابو میں کر لیا ہے ___ وہ اس وقت بے بسی کے عالم میں میرے پاس بیہوش پڑا ہوا ہے" ___ رچرڈ نے قدرے فاتحانہ لہجے میں کہا۔

"کیا کہا ___؟ عمران تمہارے پاس موجود ہے" ___؟ کنگ کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"ہاں باس! ___ ہمارے آدمیوں کو ختم کر کے وہ سیدھا میرے پاس آیا۔ کاؤنٹر مین کو چکمہ دے کر وہ یہاں نچلے تہہ خانے میں پہنچ گیا ___ وہ مجھ سے آپ کے متعلق تفصیلات پوچھنا چاہتا تھا ___ چنانچہ میں نے اسے تہہ خانے کے



نیچے بنے ہوئے خفیہ کنوئیں میں گرا دیا اور پھر بیہوش کر دینے والی گیس بھی چھوڑ دی تاکہ رہی سہی کسر بھی پوری ہو جائے" ___ رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ ابھی تک زندہ ہے" ___؟ کنگ کی تیز آواز سنائی دی۔

"یس باس! ___ وہ آسانی سے مرنے والا آدمی نہیں ___ بہر حال اس وقت وہ تہہ خانے میں بیہوش پڑا ہوا ہے ___ اس لئے مجھے آپ کی طرف سے کال کا شدت سے انتظار تھا" ___ رچرڈ نے جواب دیا۔

"تم فوری طور پر اسے گولی مار دو ___ ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر ___ اور پھر اس کا سر کاٹ کر اپنے کمرے میں لے آؤ۔ میرا آدمی تم سے وہ سر لے آئے گا" کنگ نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"اب اس کے سوا اور کوئی چارہ بھی نہیں باس! ___ اگر وہ زندہ نکل گیا تو کم از کم میری موت یقینی ہے" ___ رچرڈ نے جواب دیا۔

"اسے کسی قیمت پر زندہ نہیں رہنا چاہیئے ___ میں آدھے گھنٹے بعد اپنا آدمی بھیج دوں گا ___ تم کاؤنٹر پر ہدایات دے دو، اس بار کوڈ عمران کا سر ہو گا" ___ کنگ نے جواب دیا۔

"بہتر جناب!" ___ رچرڈ نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

ٹائیگر جو خاموش بیٹھا یہ سب گفتگو سن رہا تھا، رابطہ ختم ہوتے ہی تیزی سے اٹھا اور پھر اس نے دروازے کی طرف چھلانگ لگا دی۔ وہ کم سے کم وقت میں رچرڈ کے پاس پہنچنا چاہتا تھا تاکہ رچرڈ کے عمران تک پہنچنے سے پہلے ہی اس تک پہنچ جائے۔

دروازے سے نکل کر وہ تیزی سے بائیں طرف مڑا اور پھر بجائے ایک

لمبا چکر کاٹ کر رچرڈ کے کمرے تک پہنچنے کے وہ رچرڈ کے کمرے کی دیوار کے قریب پہنچا۔ اس دیوار کے قریب ایک کھردری اینٹوں کا ستون چھت تک چلا گیا تھا اس ستون کے اوپر ایک بڑا سا ایئر کنڈیشنڈ رکھا ہوا تھا۔ جس کی ہوا ایک بڑے سے سوراخ کے ذریعے رچرڈ کے کمرے کے اندر جاتی تھی۔

ٹائیگر بندر کی سی تیزی سے اس ستون پر چڑھتا چلا گیا۔ کھردری اینٹوں کی وجہ سے اُسے اوپر جانے میں کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ ایئر کنڈیشنڈ کے قریب پہنچتے ہی اس نے ایئر کنڈیشنڈ کو بجلی سپلائی کرنے والی تار پر ہاتھ ڈالا اور پھر پوری قوت سے ایک جھٹکا دیا۔ بجلی کی تار جس پر دبیز ربڑ چڑھا ہوا تھا خاصی موٹی تھی اور ایئر کنڈیشنڈ کے اندر مضبوطی سے نصب تھی اس لئے بجائے اس کے وہ تار ٹوٹ جاتی، زبردست جھٹکا لگنے سے ایئر کنڈیشنڈ اڑتا ہوا ستون سے نیچے ایک زوردار دھماکے سے جا گرا اور اس کے نیچے گرتے ہی ٹائیگر بڑی پھرتی سے اوپر چڑھا اور دوسرے لمحے وہ ایئر کنڈیشنڈ کی جگہ والے چوڑے سوراخ میں داخل ہو گیا۔

سوراخ میں سے ٹائیگر نے دوسری طرف جھانکا تو اس نے رچرڈ کو بڑے حیرت آمیز انداز میں اسی سوراخ کی طرف دیکھتے پایا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔ وہ شاید ایئر کنڈیشنڈ گرنے کے دھماکے سے چونکا تھا۔

" خالد تم " ؟ رچرڈ نے ٹائیگر کی شکل سوراخ میں دیکھتے ہی حیرت بھرے انداز میں کہا۔

مگر ٹائیگر اسے سنبھلنے یا سوچنے کا موقع کہاں دے سکتا تھا۔ اس نے سوراخ میں سے ہی چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے وہ پنجوں کے بل فرش پر آ گرا۔ اور اب وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے۔



" کیا بات ہے ۔۔۔ ؟ اس طرح کیوں آئے ہو " ۔۔۔ ؟ رچرڈ نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔ ریوالور ابھی تک اس کے ہاتھ میں موجود تھا۔ مگر شاید اس کے ذہن میں اس بات کا تصور تک نہ تھا کہ ٹائیگر عمران کا ساتھی ہے اس لئے اس نے ریوالور ویسے ہی ہاتھ میں پکڑ کر لٹکایا ہوا تھا۔

" عمران کہاں ہے " ؟ ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رچرڈ پر چھلانگ لگا دی۔

مگر رچرڈ بھی بے حد پھرتیلا تھا۔ اس نے انتہائی تیزی سے پہلو بچایا اور ٹائیگر کمرے کے درمیان میں پڑی میز پر جا گرا۔ رچرڈ نے بڑی پھرتی سے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کو سیدھا کیا مگر ٹائیگر میز پر گرتے ہی چکنی مچھلی کی طرح پھسلتا ہوا دوسری طرف پہنچ گیا۔ اور پھر دو کام بیک وقت ہوئے ادھر رچرڈ کے ریوالور نے شعلہ اگلا۔ ادھر ٹائیگر انتہائی تیزی سے میز کے درمیانی خلا سے اس طرف نکل آیا۔ اور پہلی گولی میز کی سطح پر لگ کر اچٹ گئی رچرڈ نے دوسری گولی چلانی چاہی مگر ٹائیگر نے انتہائی پھرتی سے اس کی دونوں ٹانگیں کھینچ لیں اور رچرڈ دھڑام سے فرش پر آ گرا۔ جھٹکا لگنے سے اس کا ریوالور بھی اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا۔ اور پھر ٹائیگر نے وہیں سے چھلانگ لگائی اور تقریباً اڑتا ہوا عین اس جگہ جا گرا جہاں ریوالور پڑا ہوا تھا اور پھر وہ دونوں اکٹھے ہی اٹھ کھڑے ہوئے مگر اس بار ریوالور ٹائیگر کے ہاتھ میں تھا اور رچرڈ خالی ہاتھ تھا۔

" بتاؤ عمران کہاں ہے " ؟ ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ گولی رچرڈ کا آدھا کان غائب کر گئی ۔۔ اور رچرڈ نے چیخ مار کر دونوں ہاتھوں سے اپنا کان پکڑ لیا۔

"بتاؤ کہاں ہے ___ جلدی" ___ ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رچرڈ کا دوسرا آدھا کان بھی غائب کر دیا۔

"کک ___ کون ___ عمران" ___ رچرڈ نے سخت جانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جواب دیا۔

اور اسی لمحے ٹائیگر نے بجائے اُسے گولی مارنے کے اس ہاتھ کو جس میں اس نے ریوالور پکڑ رکھا تھا، بجلی کی سی تیزی سے گھمایا اور ریوالور کا بٹ پوری قوت سے رچرڈ کی ناک پر پڑا۔ اس کی ناک سے خون کا فوارہ پھوٹ پڑا اور وہ ایک دھماکے سے پشت کے بل فرش پر گر گیا۔ ضرب اتنی قوت سے لگی تھی کہ اس کے ناک کی ہڈی پچک گئی تھی۔

"بتاؤ ___ ورنہ میں تمہاری ہڈیاں چُور چُور کر دوں گا" ___ ٹائیگر نے پوری قوت سے اس کی پسلیوں میں لات مارتے ہوئے کہا۔

ٹائیگر کی بھرپور لات نے نہ صرف رچرڈ کی چیخیں نکلوا دیں بلکہ اس کی دو تین پسلیوں کا بھی کباڑہ کر دیا۔ ٹائیگر پر تو وحشت سوار تھی۔ اور پھر اس نے دوسری بار لات اٹھائی ہی تھی کہ رچرڈ چیخ پڑا۔

"ٹھہرو ___ بتاتا ہوں ___ وہ نیچے کنوئیں میں ہے" ___ رچرڈ نے کراہتے ہوئے کہا۔

"وہ تو مجھے معلوم ہے ___ کنوئیں کا دروازہ کھولو ___ جلدی کرو" ___ ٹائیگر نے لات کا ایک اور بھرپور وار کرتے ہوئے کہا اور رچرڈ کی ایک بار پھر چیخیں نکل گئیں۔

"میز کے دائیں کنارے پر لگا ہوا سفید بٹن" ___ رچرڈ نے تیسری بار لات کو اٹھتے دیکھ کر چیخ کر کہا اور ٹائیگر بڑی پھرتی سے میز کے کنارے کی



طرف دوڑ پڑا۔

میز کے دائیں کنارے پر واقعی ایک سفید بٹن موجود تھا۔ ٹائیگر نے تیزی سے وہ بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی رچرڈ کے قریب ہی فرش کا ایک تختہ تیزی سے ہٹتا چلا گیا۔ ٹائیگر بٹن دبا کر واپس لوٹا تو اس نے رچرڈ کو بیہوش پڑے دیکھا۔ شائد اس کی قوت برداشت جواب دے گئی تھی۔

کنواں خاصا گہرا تھا۔ اس کے نچلے حصے میں گہری تاریکی تھی۔ کنوئیں کے اندر دیوار کے ساتھ ہی ٹائیگر نے ایک پتلی سی لوہے کی سیڑھی نیچے جاتی دیکھی اور پھر وہ تیزی سے اس سیڑھی کے ذریعے نیچے اترتا چلا گیا۔

کافی گہرائی میں جا کر فرش آیا اور اب چونکہ ٹائیگر کی آنکھیں اندھیرے میں دیکھنے کے قابل ہو گئی تھیں اس لئے اس نے فرش پر بیہوش پڑے ہوئے عمران کو دیکھ لیا۔

ٹائیگر نے بڑی پھرتی سے عمران کو اٹھا کر کندھے پر لادا اور ایک بار پھر تیزی سے سیڑھیاں چڑھنا شروع کر دیں۔ مگر ابھی وہ آدھی سیڑھیاں ہی چڑھ سکا تھا کہ اچانک ایک تیز سرسر کی سی آواز گونجی اور کنوئیں کے اوپر والا فرش برابر ہو گیا۔

اب عمران اور ٹائیگر دونوں ہی کنوئیں میں قید ہو چکے تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ یا تو رچرڈ کو خلاف توقع ہوش آ گیا تھا یا پھر کمرے میں کوئی اور آدمی آ پہنچا ہے۔

ٹائیگر نے فرش برابر ہونے کے باوجود اپنے قدم نہ روکے اور وہ اوپر چڑھتا چلا گیا۔ اسے خطرہ تھا کہ رچرڈ کنوئیں میں بیہوش کر دینے والی گیس نہ چھوڑ

دے۔ اس لیے وہ زیادہ سے زیادہ اوپر جانا چاہتا تھا۔

فرش کے قریب پہنچ کر ٹائیگر رک گیا۔ اب ایک تو اس کے کاندھے پر عمران کا وزن لدا ہوا تھا اور دوسرا وہ پتلی سی سیڑھی پر کھڑا تھا چنانچہ اس کے لئے توازن برقرار رکھنا ہی مسئلہ بن گیا تھا۔ کجا وہ باہر نکلنے کے لئے ہاتھ پیر مارتا۔

ابھی ٹائیگر سوچ ہی رہا تھا کہ کیا کرے اور کیا نہیں کہ اچانک اس کے پیروں کے نیچے موجود سیڑھی انتہائی تیزی سے نیچے سمٹنی شروع ہو گئی اور ٹائیگر کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور عمران سمیت ہوا میں چکراتا ہوا کنوئیں کے فرش کی طرف گرنے لگا۔ اس نے ایک ہاتھ سے چونکہ عمران کا بازو پکڑا ہوا تھا اس لئے عمران کا جسم اس سے علیحدہ نہ ہو سکا اور وہ دونوں اکٹھے ہی قلابازیاں کھاتے ہوئے سر کے بل فرش کی طرف گرتے چلے گئے۔

ٹائیگر نے بڑی پھرتی سے فرش کے قریب جا کر عمران کا ہاتھ چھوڑ دیا اور خود دونوں ہاتھوں اور پیروں کے بل زمین پر جا گرا۔ اس کی پشت اوپر کی طرف تھی اور جسم کمان کی طرح جھکا ہوا تھا

جیسے ہی ٹائیگر کے دونوں ہاتھ اور پیر فرش سے لگے۔ عین اسی لمحے عمران کسی بھاری بوری طرح ٹھیک اس کی پشت سے آ ٹکرایا اور پھر اس کے ساتھ ہی ٹائیگر نے جسم کو سیدھا کر لیا۔

اب ٹائیگر نیچے فرش پر پیٹ کے بل پڑا ہوا تھا اور عمران اس کے اوپر تھا اگر ٹائیگر ایسا نہ کرتا تو یقیناً عمران پہلے نیچے گرتا اور ٹائیگر اس کے اوپر۔ اس طرح ٹائیگر تو یقیناً بچ گیا مگر بیہوش عمران کا بچنا محال تھا جب کہ اس ترکیب سے نہ صرف ٹائیگر نے اپنے آپ کو بچا لیا تھا بلکہ عمران کو بھی شدید



چوٹ لگنے سے محفوظ کر لیا تھا۔

نیچے گرتے ہی ٹائیگر تیزی سے اٹھا اور عین اسی لمحے اس کے کانوں سے عمران کی کراہ ٹکرائی۔ جھٹکا اور چوٹ لگنے سے شاید عمران ہوش میں آ گیا تھا۔

"عمران صاحب ــــ عمران صاحب ــــ ہوش میں آئیے ــــ ہم شدید خطرے میں ہیں" ــــ ٹائیگر نے عمران کو جھنجوڑتے ہوئے کہا۔ اسے معلوم تھا کہ ابھی رچرڈ کنوئیں میں بیہوش کر دینے والی گیس چھوڑ دے گا اور پھر وہ بے بس ہو جائیں گے۔

"ٹائیگر تم ــــ" اچانک عمران نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ــــ عمران صاحب! ــــ ہم اس کنوئیں میں قید ہیں اور رچرڈ شاید بیہوش کر دینے والی گیس دوبارہ چھوڑنے ہی والا ہے" ــــ ٹائیگر نے گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"تمہارے پاس غبارے ہیں" ــــ؟ عمران نے قدموں کے بل کھڑے ہوتے ہوئے پوچھا۔

"غبارے" ــــ ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں بھئی رچرڈ گیس چھوڑے گا تو ہم غبارے بھر لیں گے ــــ چلو کچھ بچت ہو جائے گی ــــ آجکل تو گیس والے غبارے بازار میں بڑے مہنگے بک رہے ہیں" ــــ عمران ہوش میں آتے ہی اپنی عادت سے باز نہ رہ سکا۔

"عمران صاحب! ــــ یہ مذاق کا وقت نہیں" ــــ ٹائیگر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو پھر کس چیز کا وقت ہے ــــ تم ہی بتاؤ" ــــ عمران کے لہجے میں گہرا اطمینان جھلک رہا تھا۔

"باہر نکلنے کا ۔۔۔" ٹائیگر نے بدستور جھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو چلو پھر باہر نکلتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا ایک ہاتھ بڑھایا اور کنوئیں کی دیوار پر پھیرنا شروع کر دیا۔ دوسرے لمحے وہ تیزی سے جھکا اور اس نے بڑی پھرتی سے اپنے دونوں بوٹ اتارے اور ان کی نوکیں فرش سے مخصوص انداز میں ٹکرائیں۔ بوٹ کی نوکوں سے خنجر جیسے تیز مگر پتلے سے پھل باہر نکل آئے۔

"میری کمر سے لپٹ جاؤ" ۔۔۔ عمران نے کہا اور ایک ہاتھ بڑھا کر پوری قوت سے جوتے کی نوک دیوار پر ماری۔ بوٹ کی نوک سے نکلا ہوا تیز پھل دیوار کے رخنے میں گھستا چلا گیا اور عمران نے اچھل کر دوسرا بوٹ بھی دیوار میں پیوست کر دیا۔

اب ٹائیگر بھی بات کو سمجھ گیا تھا۔ چنانچہ وہ عمران کی کمر سے لپٹ گیا۔ اور عمران نے اپنا ایک پیر بوٹ پر رکھ دیا۔ بوٹ کسی سیڑھی کے ڈنڈے کی طرح اکڑا ہوا تھا۔ عمران نے اوپر والا بوٹ پکڑا اور اپنا جسم اوپر کی طرف اٹھایا۔ جیسے ہی اس کا جسم اونچا ہوا۔ ٹائیگر نے پھرتی سے نچلا بوٹ نکال کر عمران کے دوسرے ہاتھ میں پکڑا دیا اور عمران نے ہاتھ بلند کر کے اسے اور اوپر دیوار میں پیوست کر دیا اور پھر ایک جھٹکے سے اچھل کر وہ بوٹ پکڑ لیا۔ اب وہ خاصی بلندی پر آ گئے تھے۔

ٹائیگر نے اسی طرح ایک ہاتھ عمران کی کمر کے گرد رکھا اور دوسرے ہاتھ سے نچلا بوٹ نکال کر عمران کے دوسرے ہاتھ میں پکڑا دیا۔ اور اس طرح بوٹوں کے سہارے چڑھتے ہوئے وہ تھوڑی دیر بعد فرش کے قریب پہنچ گئے۔ اب عمران



ایک ہاتھ سے بوٹ پکڑے لٹک رہا تھا۔ اس کا ریڈی میڈ ذہن تیزی سے فرش کا ڈھکنا کھلوانے کی ترکیب سوچ رہا تھا کہ اچانک ان کے سروں پر موجود فرش تیزی سے ہٹتا چلا گیا اور رچرڈ کا چہرہ خلا میں نظر آیا۔ وہ شاید نیچے جھانک رہا تھا۔ عمران کا دوسرا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور دوسرے لمحے اس نے رچرڈ کی گردن پکڑ کر اندر کی طرف ایک زوردار جھٹکا دیا اور رچرڈ کا جسم ایک زوردار جھٹکے سے کھسک کر خلا میں آیا اور پھر نیچے کنوئیں کی تہہ کی طرف گرتا چلا گیا۔ اس کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے کنواں گونج اٹھا۔

چند لمحوں بعد نیچے ایک زوردار دھماکہ ہوا اور رچرڈ کی چیخیں کراہوں میں بدل گئیں اور چند لمحوں بعد کراہیں آہستہ ہوتی ہوتی سکوت میں بدل گئیں۔

عمران نے بڑی پھرتی سے ایک ہاتھ سے کنارے کو پکڑا اور پھر دوسرا ہاتھ بھی بوٹ کو چھوڑ کر کنارے کو پکڑ لیا۔ گو ٹائیگر اس کی کمر سے لٹکا ہوا تھا مگر عمران کے بازوؤں میں اتنی طاقت تھی کہ وہ بازوؤں کے بل اوپر اٹھتا چلا گیا اور پھر ٹائیگر کا ہاتھ بھی کنارے پر پڑ گیا اور اس نے عمران کو چھوڑ کر دونوں ہاتھوں سے کنارہ پکڑ لیا۔ اور پھر چند لمحوں بعد وہ دونوں ہی اوپر اٹھتے ہوئے کمرے میں پہنچ گئے۔

کمرے کے فرش پر لیٹ کر وہ دونوں چند لمحوں تک سانسیں درست کرتے رہے۔ پھر وہ دونوں ہی بیک وقت اٹھ کھڑے ہوئے۔

کمرہ خالی تھا اور فرش پر رچرڈ کے گھسٹنے کی وجہ سے نشانات صاف نظر آ رہے تھے۔ ان نشانات سے ظاہر ہوتا تھا کہ رچرڈ ہوش میں آتے ہی میز کی طرف بڑھا اور اس نے فرش کو برابر کیا اور سیڑھی نیچی کر دی۔ مگر شاید وہ گیس والا بٹن نہ دبا سکا۔ شاید وہ کہیں دور ہو گا۔ بہرحال کچھ دیر تک رچرڈ میز کے قریب پڑا

رہا کیونکہ وہاں کافی دُور تک اس کے ہاتھوں کے نشانات نظر آ رہے تھے اور پھر دوبارہ ہوش میں آنے پر اس نے فرش کو کھولنے والا دوبارہ بٹن دبایا۔ اس بار وہ اپنے قدموں پر چل کر گیا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ اب پوری طرح ہوش میں آ گیا تھا اور اب یہ اس کی بدقسمتی تھی کہ عین اُسی لمحے عمران اپنے خداداد ذہن کو استعمال کر کے بوٹوں کی مدد سے فرش کے قریب پہنچ چکا تھا۔

"تم یہاں کیسے پہنچے"۔۔۔۔ ؟ عمران نے فرش سے اٹھتے ہی ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور پھر ٹائیگر نے اپنی ملازمت سے لے کر اب تک کے تمام حالات تفصیل سے عمران کو سنا دیئے۔

"ہوں! ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ کنگ کا آدمی یہاں پہنچنے ہی والا ہو گا"۔۔۔۔ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

ابھی عمران کا فقرہ مکمل ہی ہوا تھا کہ ایک آواز بند دروازے کے اوپر لگے ہوئے سپیکر پر گونجی۔

"باس! ۔۔۔ کنگ کا آدمی آیا ہے ۔۔۔ آپ کے مطابق اس نے صحیح کوڈ بتایا ہے"۔۔۔۔ یہ آواز کاؤنٹر مین کی تھی۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ اسے اندر بھیج دو اور تم چلے جاؤ"۔۔۔۔ عمران نے رچرڈ کے لہجے میں جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بٹن دبا کر فرش برابر کر دیا۔

اور پھر اس نے وہ بٹن تلاش کر لیا جس کے نیچے ڈور لکھا ہوا تھا اور ٹائیگر کو دروازے کے پیچھے کھڑے ہونے کا اشارہ کیا

جب ٹائیگر دروازے کے قریب کھڑا ہو گیا تو عمران کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے دروازے والا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک قوی ہیکل غیر ملکی اندر داخل ہوا۔

غیر ملکی کا انداز بے حد محتاط قسم کا تھا یوں لگتا تھا جیسے وہ چوکنی فطرت کا مالک ہو۔ دروازے میں داخل ہوتے ہی وہ تیزی سے واپس مڑا اور عین اسی لمحے ٹائیگر نے اس پر حملہ کر دیا مگر آنے والا کچھ ضرورت سے زیادہ ہی فن حرب کا ماہر تھا کیونکہ پلک جھپکنے میں نہ صرف اس نے اپنے آپ کو بچا لیا بلکہ ٹائیگر اس کے ہاتھوں پر اڑ کر اڑتا ہوا سیدھا میز کے پیچھے بیٹھے عمران سے ٹکرایا اور وہ دونوں ایک دوسرے سے الجھ کر نیچے فرش پر جا گرے۔ پھر جب وہ دونوں اٹھے تو اجنبی راہداری میں غائب ہو چکا تھا۔

"نکل گیا"۔۔۔۔ عمران نے بڑے اطمینان سے کپڑے جھاڑتے ہوئے کہا۔

"حیرت ہے ۔۔۔ بڑا پھرتیلا آدمی تھا"۔۔۔۔ ٹائیگر نے قدرے ندامت آمیز لہجے میں جواب دیا۔

"ہاں! ۔۔۔ خاصا پھرتیلا تھا ۔۔۔ ویسے میرا مشورہ مانو تو تم وٹامن سی کے کیپسول کھایا کرو"۔۔۔۔ عمران نے میز سے ادھر آتے ہوئے کہا۔

"وٹامن سی"۔۔۔۔ ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ کیچ کے لفظ کا آغاز حرف سی سے ہوتا ہے اور تم میں اس کی کمی معلوم ہوتی ہے ۔۔۔ دیکھو! ۔۔۔ تم اُسے کیچ نہ کر سکے جب کہ اس نے تمہیں نہ صرف کیچ کر لیا بلکہ کسی فاسٹ باؤلر کی طرح پھینک بھی دیا"۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اب وہ دونوں کمرے سے نکل کر راہداری میں پہنچ چکے تھے۔ ان کے باہر نکلتے ہی دروازہ خودبخود بند ہو چکا تھا۔

"رچرڈ کا کیا ہو گا"۔۔۔۔ ؟ ٹائیگر نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"کاؤنٹر مین کو کہہ دیں گے کہ وہ اس کا پورا کنوئیں سے میٹ لے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

مگر ابھی وہ لفٹ کے قریب نہ پہنچے تھے کہ لفٹ کا دروازہ کھلا اور چار بدمعاش قسم کے آدمی ہاتھوں میں ریوالور پکڑے باہر آگئے۔ ان کے پیچھے کاؤنٹر مین تھا۔ شاید گنگ کی طرف سے آنے والے نے جاتے ہوئے انہیں گڑبڑ کے متعلق بتادیا تھا۔

"ہیلو"۔۔۔ ٹائیگر نے کاؤنٹر مین کو دیکھتے ہی بڑے دوستانہ انداز میں کہا۔

"خالد تم۔۔۔ باس کہاں ہے"۔۔۔؟ کاؤنٹر مین نے سخت لہجے میں ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"باس اندر ہے۔۔۔ کیوں کیا بات ہے"۔۔۔؟ ٹائیگر نے پوچھا۔

"گنگ کے آدمی نے بتایا کہ اندر اس پر حملہ ہوا ہے"۔۔۔ کاؤنٹر مین نے مشتبہ لہجے میں کہا۔ چاروں مسلح نوجوان لفٹ کے سامنے دیوار بن کر کھڑے ہوتے تھے اس لئے مجبوراً ان دونوں کو بھی رکنا پڑا تھا۔

"ارے نہیں۔۔۔ وہ تو ہمارے سامنے اندر آیا تھا۔۔۔ تم خود ہی تو اُسے چھوڑ کر گئے تھے"۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"نہیں۔۔۔ کوئی گڑبڑ ضرور ہے۔۔۔ تم دروازے کی طرف چلو۔۔۔ میں باس سے بات کروں گا"۔۔۔ کاؤنٹر مین نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اچھا میرے سامنے سے تو ہٹو۔۔۔ خوامخواہ راستہ روک رکھا ہے"۔۔۔ عمران نے پہلی بار زبان کھولی۔ لہجہ بے حد سخت تھا۔

"نہیں۔۔۔ تم بھی اس کے ساتھ ہی باس کے پاس چلو"۔۔۔ کاؤنٹر مین نے ریوالور لہراتے ہوئے کہا۔



"باس۔۔۔ باس۔۔۔ کہیں تم شاعر تو نہیں ہو۔۔۔ میرا وقت ضائع نہ کرو۔ آگے سے ہٹو"۔۔۔ عمران نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"اے مسٹر!۔۔۔ سیدھی طرح دروازے کی طرف چلو۔۔۔ بحث مت کرو"۔۔۔ ان مسلح بدمعاشوں میں سے ایک نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ عمران کے قریب موجود تھا اس لئے اس کا بولنا اسے بے حد مہنگا پڑا۔ کیونکہ اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور راہداری اس کو لگنے والے تھپڑ کی زوردار آواز سے گونج اٹھی۔ اور وہ اچھل کر اپنے ساتھ والے شخص پر جا گرا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ باقی سنبھلتے، ٹائیگر انتہائی پھرتی سے اپنی جگہ سے اچھلا اور اس کی دونوں ٹانگیں پوری قوت سے کاؤنٹر مین کے سینے پر پڑیں اور وہ لڑکھڑا کر اپنے پیچھے کھڑے ہوتے بدمعاشوں پر جا گرا۔ اچانک جھٹکا لگنے سے اس کے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور نکل کر ہوا میں اچھلا جسے عمران نے انتہائی چابکدستی سے کیچ کر لیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سب سنبھلتے، عمران نے فائرنگ شروع کر دی۔ اس کی انگلی نے ٹریگر کو چار بار اتنی تیزی سے دبایا کہ جس کی وجہ سے ریوالور سے گولیاں اتنے تسلسل سے نکلیں کہ یوں لگتا تھا جیسے اس کے ہاتھ میں ریوالور کی بجائے مشین گن ہو اور وہ چاروں بدمعاش فرش پر تڑپنے لگے۔ عمران کی چاروں گولیاں ٹھیک نشانے پر لگی تھیں۔ چند ہی لمحوں بعد وہ ٹھنڈے ہو چکے تھے۔

عمران نے ایک بار پھر ٹریگر دبایا اور اس بار گولی اٹھتے ہوئے کاؤنٹر مین کی ران میں گھستی چلی گئی اور وہ چیخ مار کر ایک بار پھر فرش پر گر گیا۔

"تمہارا باس لپیٹے بنائے ہوئے کنوئیں کی تہہ میں موجود ہے۔ وہاں سے

اُسے نکال لینا۔ اور اگر وہ زندہ ہو تو اسے کہہ دینا کہ عمران ایک بار پھر آئیگا"۔ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے قدم بڑھا کر لفٹ کے اندر داخل ہو گیا۔

ٹائیگر نے عمران کی پیروی کی اور پھر عمران نے لفٹ کا دروازہ بند کر کے بٹن دبا دیا اور لفٹ اوپر کی طرف اٹھنا شروع ہو گئی

"دیکھا تم نے وٹامن سی کا کرشمہ ۔۔۔ کیسے کیچ کیا میں نے ریوالور کو" ۔۔۔ عمران نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا اور ٹائیگر مسکرا کر خاموش ہو گیا۔ اب ظاہر ہے کہ وہ عمران کا مقابلہ تو نہ کر سکتا تھا جس نے پلک جھپکنے میں چار مسلح افراد کا خاتمہ کر دیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ لفٹ سے نکل کر راہداری میں پہنچ گئے اور چند لمحوں بعد وہ دونوں ہال سے گزر کر مین گیٹ کراس کر گئے۔ ان کی چال میں ایسا اطمینان تھا کہ کوئی ان کے مسلے ہوئے کپڑوں کے باوجود ان کی طرف سے مشکوک نہ ہو سکا۔

"تم اب فلیٹ پر جاؤ ۔۔۔ میں باقی ہدایات وہیں دوں گا" ۔۔۔ عمران نے گیٹ سے نکلتے ہی ٹائیگر سے کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جب کہ عمران نے پارکنگ میں موجود سوپر فیاض کی کار کا رخ کیا۔



شہر کے مضافاتی علاقے میں موجود ایک چھوٹی سی کوٹھی کے تہہ خانے میں اس وقت تین مقامی ایک میز کے گرد خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ ان تینوں کے چہروں پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ وہ سب میز پر پڑے ہوئے ایک بڑے سے ٹرانسمیٹر کو دیکھ رہے تھے جس کے ڈائل پر لگا ہوا ایک چھوٹا سا بلب بڑے تسلسل سے جل بجھ رہا تھا۔ پھر اچانک وہ بلب سبز رنگ میں تبدیل ہو کر مسلسل جلنے لگا اور وہ تینوں چونک کر سیدھے ہو گئے۔

"ہیلو راسکلز اوور" ۔۔۔ ایک بھاری آواز ٹرانسمیٹر سے برآمد ہوئی۔

"یس تھری راسکلز سپیکنگ۔ اوور" ۔۔۔ ایک نے ہاتھ بڑھا کر بٹن کو نیچے کرتے ہوئے کہا۔

"کنگ سپیکنگ ۔۔۔ باری باری رپورٹ دو۔ اوور" ۔۔۔ کنگ کی بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"راسکل ون سپیکنگ باس! ۔۔۔ آپ کے حکم کے مطابق میں نے یہاں کی خفیہ ایٹمک لیبارٹری کو تلاش کر لیا ہے۔ اوور" ۔۔۔ ایک آدمی نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"ویری گڈ ۔۔۔ تفصیلات بتاؤ۔ اوور" ۔۔۔ راسکلز کنگ نے مسرت بھرے

لہجے میں پوچھا۔

"باس! ۔۔۔ یہ لیبارٹری دارالحکومت سے بیس میل دُور ایک گھنے جنگل کے نیچے بنائی گئی ہے ۔۔۔ اس جنگل کے درمیان میں ایک جھیل ہے۔ جھیل اور اس کے اردگرد کے علاقے کو سیرگاہ میں تبدیل کر دیا گیا ہے جہاں پکنک منانے والوں کا ہر وقت ہجوم رہتا ہے ۔۔۔ اس جھیل کے عین درمیان میں ایک پگوڈا نما عمارت ہے جہاں صرف کشتی کے ذریعے ہی جایا جا سکتا ہے ۔۔۔ ایٹمک لیبارٹری کا راستہ اسی پگوڈا کے اندر سے جاتا ہے" ۔۔۔ نمبر ون نے تفصیلات بتاتے ہوئے جواب دیا۔

"کیسے ٹریس کیا۔ اوور" ۔۔۔ کنگ نے سوال کیا۔

"باس! ۔۔۔ اتفاق سے ایک ہوٹل کے ریکریشن ہال میں ایک خوبصورت شاہین نامی مقامی لڑکی سے میرا ٹکراؤ ہو گیا ۔۔۔ وہ مجھ میں دلچسپی لینے لگی۔ لڑکی چونکہ خاصی خوبصورت اور جوان تھی اس لئے میں نے اُسے لفٹ دی اور ہم دونوں رات گزارنے ایک ہوٹل میں چلے گئے ۔۔۔ وہاں میرے یونہی پوچھنے پر لڑکی نے بتایا کہ وہ ایٹمی لیبارٹری کے ایک شعبے میں سیکرٹری کا کام کرتی ہے اور آجکل تفریحی چھٹیوں پر ہے ۔۔۔ اس پر میں نے جان بوجھ کر اُسے خوب شراب پلائی اور اسی طرح میں اس سے تفصیلات پوچھنے میں کامیاب ہو گیا۔ اوور" ۔۔۔ نمبر ون نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ! ۔۔۔ اس لڑکی سے مزید تعلقات بڑھاؤ اور اس کی کسی خاص کمزوری کو حاصل کر کے اسے مجبور کر دو کہ وہ لیبارٹری کے متعلق مزید تفصیلات ہمیں مہیا کرے۔ اوور" ۔۔۔ کنگ نے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے اس سلسلے میں اقدام کیا ہے ۔۔۔ آج رات میں اُسے ایک مخصوص



جگہ پر لے جاؤں گا جہاں میں نے خفیہ کیمروں کا بندوبست کیا ہے ۔۔۔ عریاں تصاویر کے بعد وہ ہمارے پنجے سے نہ نکل سکے گی۔ اوور" ۔۔۔ نمبر ون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ! ۔۔۔ ایسا کرو کہ اس لڑکی کو مجبور کر دو کہ وہ لیبارٹری کا اندرونی نقشہ اور خاص طور پر اس کے حفاظتی نظام کے متعلق تفصیلات ہمیں مہیا کرے۔ اوور" ۔۔۔ کنگ نے اُسے مزید ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ اوور" ۔۔۔ نمبر ون نے جواب دیا۔

"نمبر ٹو ۔۔۔ رپورٹ دو۔ اوور" ۔۔۔ کنگ نے کہا۔

"باس! ۔۔۔ آپ کی ہدایت کے مطابق میں نے منسٹری آف ایٹمک انرجی کے چیف سیکرٹری سے تعلقات قائم کر لئے ہیں ۔۔۔ اب وہ مجھ پر اعتماد کرنے لگ گیا ہے۔ اوور" ۔۔۔ نمبر ٹو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ کام کئے جاؤ اور کوشش کرو کہ اس کی معرفت یہاں کے معروف ایٹمی سائنسدان بھا بھا سے بھی تعلقات پیدا ہو جائیں۔ چیف سیکرٹری کے بھا بھا سے گھریلو تعلقات ہیں۔ وہ اس سلسلے میں کام آ سکتا ہے۔ اوور" ۔۔۔ کنگ نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس! ۔۔۔ میں جلد ہی اس سلسلے میں آپ کو رپورٹ دوں گا۔ اوور" ۔۔۔ نمبر ٹو نے جواب دیا۔

"نمبر تھری! ۔۔۔ تمہاری کیا رپورٹ ہے۔ اوور" ۔۔۔ کنگ نے تیسرے آدمی سے پوچھا۔

"باس! ۔۔۔ میں نے اپنے آدمی راسکلز پوائنٹس پر تعینات کر دیئے ہیں جو راسکلز پوائنٹ پر ہونے والی سرگرمیاں ہمارے علم میں لاتے رہیں گے۔ اوور" ۔۔۔

نمبر تھری نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے — میں نے تمہیں اس کام کے لئے اس لئے منتخب کیا ہے کہ تم جدید الیکٹرانک آلات سے واقف ہو — تمام راسکلز پوائنٹ پر جاسوسی کے جدید ترین اور خفیہ آلات نصب کر دو تاکہ کوئی بات ہماری نظروں سے اوجھل نہ رہ سکے۔ اوور" — کنگ نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب! — میں نے اس سلسلے میں اقدامات کئے ہیں۔ چار سنٹرز پہ یہ آلات نصب ہو چکے ہیں — باقی پر بھی کام جاری ہے۔ اوور" — نمبر تھری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہوٹل الاسکا یعنی میرا مطلب ہے کہ پوائنٹ نمبر ون پر تمہارا کون سا آدمی کام کر رہا ہے۔ اوور" — ؟ کنگ نے پوچھا۔

"جناب! — وہاں میرا آدمی کاؤنٹرمین کے فرائض انجام دے رہا ہے۔ اوور" — نمبر تھری نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے — اسے ہوشیار کر دو — جہاں تک میرا خیال ہے کہ رچرڈ ہمارے مطلب کا آدمی ثابت نہیں ہو رہا۔ اس لئے میں سوچ رہا ہوں کہ رچرڈ کو غائب کرا کر اس کی جگہ اس کے میک اپ میں اپنا آدمی بھیج دوں تاکہ کام صحیح طریقے سے ہو سکے۔ اوور" — کنگ نے کہا۔

"جیسا آپ مناسب سمجھیں۔ اوور" — نمبر تھری نے جواب دیا۔

"تم نے رچرڈ کو تو دیکھا ہے — ایسا آدمی فوری طور پر تلاش کرو جو آسانی سے اس کی جگہ لے سکے — اسے بھرپور معاوضہ دیا جائے گا — تمہارا آدمی ہوٹل کے ساتھ ساتھ اس کی نگرانی بھی کرے گا۔ اوور" — کنگ نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔



"ٹھیک ہے جناب! — ایک آدمی میری نظروں میں ہے — میں اس سے بات کر کے آپ کو رپورٹ دوں گا۔ اوور" — نمبر تھری نے جواب دیا۔

"او۔کے! — اب آخر میں ایک جنرل بات — ہمیں اپنا کام انتہائی تیز رفتاری سے کرنا ہے — اور سنو! — میں تمہیں گرانقدر معاوضے صرف اس لئے دے رہا ہوں کہ میں ہر کام میں مکمل اور قطعی کامیابی چاہتا ہوں — کسی قسم کی غفلت اور کوتاہی برداشت نہیں کروں گا — اور اگر ایسا ہوا تو یاد رکھو کہ تمہارے عبرت ناک انجام پر لوگ صدیوں تک عبرت پکڑتے رہیں گے۔ اوور اینڈ آل" — کنگ نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

ایک نے اٹھ کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کیا اور پھر وہ تینوں خاموشی سے چلتے ہوئے کمرے کے دروازے سے باہر نکل گئے۔

ٹائیگر عمران سے جدا ہو کر سیدھا اپنے ہوٹل میں پہنچا۔ اس کے چہرے پر ابھی تک اس زک کے آثار موجود تھے جو اسے کنگ کے آدمی کے ہاتھوں اٹھانی پڑی تھی۔ وہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ کاش ایک بار پھر وہ آدمی کہیں ٹکرا جاتے تو وہ تمام گلے شکوے دور کر دے۔" ٹائیگر کو خاص طور پر اس بات کا

احساس اس لئے بھی زیادہ ہو رہا تھا کہ یہ سب کچھ عمران کے سامنے ہوا تھا اور عمران نے اسے وٹامن سی کھانے کا مشورہ دے کر اس پر بڑی لطیف چوٹ کی تھی ۔

ٹائیگر اپنے کمرے میں بیٹھا اسی بات پر کڑھ رہا تھا۔ حملہ آور کی شکل ابھی تک اس کے ذہن پر نقش تھی۔ گو اس نے اس کی ایک جھلک ہی دیکھی تھی مگر اس کے خدوخال اس کی آنکھوں میں محفوظ ہو گئے تھے۔

ٹائیگر کا کمرہ ہوٹل کی تیسری منزل پر اور سڑک کے رُخ پر تھا۔ اس لئے جب ٹائیگر فارغ ہوتا تو وہ کھڑکی میں کھڑا ہو کر سڑک پر سے گزرنے والے لوگوں کو غور سے دیکھتا رہتا۔ لوگوں کے چہرے اور چال سے وہ ان کی نفسیات اور کردار کا اندازہ لگاتا۔ یہ اس کی بہت پرانی عادت تھی اور کئی بار اس کے اندازے تجربے سے بالکل درست ثابت ہوتے تھے۔ چنانچہ یہ اس کا مشغلہ بن گیا تھا۔

ٹائیگر حملہ آور کا خیال بدلنے کے لئے اٹھا اور آکر کھڑکی میں کھڑا ہو گیا نیچے سڑک پر ٹریفک رواں دواں تھی۔

سڑک پر کاروں اور دیگر سواریوں کا ایک سیلاب سا بہہ رہا تھا جب کہ سڑک کے دونوں اطراف پر بنے ہوئے فٹ پاتھوں پر انسانوں کا ہجوم تھا۔ ہوٹل دارالحکومت کی سب سے مصروف ترین روڈ پر واقع تھا۔

ٹائیگر حسب عادت اپنے مشغلے میں مصروف ہو گیا۔ وہ دور سے پیدل آتے ہوئے کسی شخص کو تاڑ لیتا اور پھر اس کی چال، لباس اور چہرہ دیکھ کر اس کے کردار، دولت مندی اور نفسیات کے متعلق اندازہ لگاتا۔ جب وہ شخص نظروں سے اوجھل ہو جاتا تو پھر وہ کسی اور شخص کو نظروں میں رکھ لیتا۔

ٹائیگر کو اس مشغلے میں ڈوبے ہوئے آدھا گھنٹہ گزر گیا کہ اچانک اس کی



نظریں ایک سیاہ لیموسین کار پر پڑیں جو مڑ کر ایک بہت بڑی سُپر مارکیٹ کے سامنے رک رہی تھی۔ لیموسین بالکل نئے ماڈل کی تھی اور بہت باوقار اور شاندار تھی۔ ٹائیگر چونکہ اچھی اور اعلیٰ کاروں کا بے حد شوقین تھا۔ اس لئے بے خیالی میں اس کی نظریں لیموسین پر جم گئیں جو بالکل جدید ماڈل کی تھی۔ آج تک ایسے ماڈل کی کار پہلے اس کی نظروں سے نہ گزری تھی۔

کار جیسے ہی سُپر مارکیٹ کے سامنے رکی۔ ایک نوجوان کار سے اترا اور پھر باوقار انداز میں قدم اٹھاتا سپر مارکیٹ میں داخل ہو گیا۔ اور جیسے ہی ٹائیگر کی نظریں کار سے اترنے والے نوجوان پر پڑیں۔ وہ یوں اپنی جگہ سے اچھلا جیسے اس کے پیر پر کسی بچھو نے کاٹ لیا ہو۔

کار سے اترنے والے نوجوان کی شکل دیکھتے ہی ٹائیگر کے ذہن میں رچرڈ کے کمرے میں آنے والے حملہ آور کی شکل گھوم گئی۔ اور ٹائیگر تیزی سے دوڑتا ہوا اپنے کمرے کا دروازہ کھول کر باہر آگیا۔ وہ اس نوجوان کو قریب سے دیکھنا چاہتا تھا تاکہ اگر یہ وہی ہو تو اس سے پچھلا حساب بے باق کر سکے۔ لفٹ سے اتر کر وہ تیر کی طرح ہال سے ہوتا ہوا مین گیٹ کی طرف دوڑتا چلا گیا۔

مین گیٹ سے باہر نکل کر ٹائیگر نے ایڑیوں کے بل اونچا ہو کر اُدھر دیکھا جدھر سُپر مارکیٹ کے سامنے لیموسین کار موجود تھی۔ وہ دراصل یہ اندازہ کرنا چاہتا تھا کہ لیموسین اس کے وہاں پہنچنے تک ٹھہرے گی یا نہیں۔ اور پھر اسی لمحے اسے وہ کار آگے کھسکتی نظر آئی۔ چنانچہ وہ تیزی سے کمپاؤنڈ میں کھڑی اپنی چھوٹی سی مگر طاقتور انجن والی سپورٹس کار کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ اس کے پاس موٹر سائیکل بھی تھی اور کار بھی۔ وہ عام طور پر موٹر سائیکل ہی استعمال کرتا

تھا مگر اب لیموسین کار کے پیش نظر اس نے سپورٹس کار میں اس کا تعاقب کرنا زیادہ مناسب سمجھا۔

چند ہی لمحوں بعد اس کی سپورٹس کار انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی روڈ پر آئی اور پھر کاروں کے سیلاب میں شامل ہو گئی۔ چونکہ لیموسین کار کافی آگے جا چکی تھی اس لئے ٹائیگر اسے دیکھ نہ پا رہا تھا۔ اس نے سوچا کہ وہ جلد از جلد اس کے پیچھے پہنچ جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ کسی بائی روڈ پر مڑ جائے۔ چنانچہ ٹائیگر نے کاروں کو اوورٹیک کرنا شروع کر دیا۔ اس کی کار یوں مختلف کاروں کو کاٹتی۔ لہراتی اور ڈولتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی جیسے کسی سرکس میں کمالات دکھائے جا رہے ہوں۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد ٹائیگر لیموسین کار کے عقب میں پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ اب وہ بڑے اطمینان سے کار چلا رہا تھا۔ لیموسین کے عقبی شیشے سے اس کی نظریں ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے نوجوان کی پشت پر جمی ہوئی تھیں اور اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ وہ صحیح آدمی تک پہنچا ہے۔

کافی دور آگے جا کر لیموسین کار دائیں طرف جانے والی بائی روڈ پر مڑ گئی۔ اس سڑک پر ٹریفک کم تھا۔ اس لئے ٹائیگر پوری تیزی سے کار چلاتا ہوا لیموسین کے برابر سے گزرتا چلا گیا۔ لیموسین کار چلانے والے نے ایک نظر ٹائیگر کی طرف دیکھا اور پھر اس نے بھی شاید ایکسیلیٹر دبا دیا کیونکہ لیموسین ایک زبردست جھٹکا کھا کر آگے بڑھی اور دوسرے لمحے ٹائیگر کی کار کو کاٹتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ ٹائیگر کو بھی جلال آگیا اور اس نے بھی پوری قوت سے ایکسیلیٹر دبا دیا اور اس کی سپورٹس کار رائفل سے نکلی ہوئی گولی کی طرح آگے بڑھی اور پھر تو باقاعدہ دونوں کاروں میں ریس شروع ہو گئی۔



لیموسین کار انتہائی طاقتور انجن کی مالک ہوتی ہے اس لئے وہ کئی بار ٹائیگر کی کار کو پیچھے چھوڑ گئی۔ مگر ٹائیگر کی کار بھی سپورٹس کار تھی اور اس کا انجن خصوصی ساخت کا تھا اس لئے مقابلہ تقریباً برابر ہی رہا۔ کبھی لیموسین آگے ہو جاتی اور کبھی سپورٹس کار۔

بہرحال اسی طرح مقابلہ کرتے ہوئے وہ کافی دور نکل گئے۔ یہ سڑک ایک کالونی کے قریب سے ہوتی ہوئی آگے ایک گھنے جنگل تک چلی جاتی تھی۔ جنگل کے اندر فارسٹ ڈویژن کا فیلڈ آفس تھا۔ اور سڑک اس آفس تک جا کر ختم ہو جاتی تھی۔

ریس کے دوران وہ کالونی کو پیچھے چھوڑ گئے اور اب وہ دونوں جنگل کے قریب پہنچ گئے تھے۔ اب یہاں دور دور تک نہ ہی کوئی آبادی تھی اور نہ ہی کوئی کار نظر آ رہی تھی۔ اس وقت لیموسین کار ٹائیگر کی کار سے آگے تھی۔

اچانک لیموسین کار ایک جھٹکے سے مڑی اور پھر سڑک روک کر کھڑی ہو گئی ٹائیگر نے پوری قوت سے بریک لگائے اور اس کی کار کے ٹائروں نے پوری قوت سے چیخیں مار کر سڑک کو پکڑ لیا۔ سپورٹس کار کے ٹائر بریک لگتے ہی ذرا سے ٹیڑھے ہو جاتے تھے یہی وجہ تھی کہ وہ جلد ہی رک جاتی تھی۔ ورنہ لیموسین کار نے اسے کچھ زیادہ فاصلہ رکنے کے لئے نہ دیا تھا۔ اگر ٹائیگر کی کار سپورٹس ماڈل کی نہ ہوتی تو یقیناً وہ ایک دھماکے سے لیموسین کار سے جا ٹکراتی۔

ٹائیگر کی کار جیسے ہی رکی۔ اس نے کار کا دروازہ کھولا۔ مگر اسی لمحے وہ نوجوان اپنی کار سے اتر کر ٹائیگر کے پاس پہنچ گیا۔

"باہر نکل آؤ نوجوان! ___ تم نے مجھے پہچاننے میں غلطی نہیں کی ___ مگر مجھے بھی چہرے پہچاننے کا خصوصی ملکہ حاصل ہے" ___ لیموسین کار والے نوجوان

نے بڑے طنزیہ انداز میں ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"چلو اچھا ہوا کہ تم نے بھی مجھے پہچان لیا ہے ۔۔۔۔ اس طرح مجھے قرض چکانے میں آسانی رہے گی" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے بڑے اطمینان سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

اور پھر جیسے ہی ٹائیگر کے دونوں پیر زمین سے لگے۔ اس نے اچانک چیتے کی سی تیزی سے چھلانگ لگا دی۔ نوجوان نے بڑی پھرتی سے جھکائی دے کر اس کی زد سے اپنے آپ کو بچا لیا۔ مگر ٹائیگر بھی پوری طرح ہوشیار تھا۔ اس نے ہوا میں ہی اپنا رخ بدلا اور سیدھا نوجوان سے جا ٹکرایا۔ نوجوان لڑکھڑا کر نیچے گرا۔ مگر اس نے انتہائی پھرتی سے ٹائیگر کو ایک طرف اچھال دیا۔ اور پھر وہ دونوں بیک وقت ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔

حملہ آور نوجوان کے چہرے پر غصے کی سرخی تھی جبکہ ٹائیگر کے چہرے پر اطمینان تھا۔

"میری زندگی میں تم پہلے شخص ہو جس نے میرے جسم کو چھونے میں کامیابی حاصل کی ہے ۔۔۔۔ اس کا انعام میں تمہیں دے سکتا ہوں کہ تمہیں آسان موت ماروں" ۔۔۔۔ حملہ آور نوجوان نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اور شاید میں تمہاری زندگی کا پہلا آدمی ثابت ہوں گا جو تمہارے جسم کی ہڈیوں کے چٹخنے کی دلآویز آوازیں سنوں گا" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے بڑے پر اعتماد لہجے میں جواب دیا۔

اور پھر دوسرے لمحے ان دونوں نے بیک وقت ایک دوسرے پر چھلانگیں لگا دیں اور پھر وہ دونوں ہوا میں ہی ایک زوردار دھماکے سے ٹکرا گئے۔ ٹائیگر نے ٹکراتے ہی اپنے جسم کو مخصوص انداز میں موڑا اور پھر اس کی کھڑی ہتھیلی پوری قوت سے نوجوان کی پسلیوں پر پڑی اور اسی لمحے نوجوان نے بھی پوری قوت



سے اپنا گھٹنا موڑ کر ٹائیگر کی ناف کے نیچے مارا اور پھر دونوں کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکل گئیں اور وہ دونوں ہی زمین پر گر پڑے۔

نیچے گرتے ہی ٹائیگر نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے قلابازی کھائی اور پھر اس نے اپنی ایک لات پوری قوت سے گھما کر نوجوان کے پہلو میں ماری اور پھر جیسے ہی نوجوان نے لات کھا کر اپنے جسم کو سمیٹا۔ ٹائیگر نے پوری قوت سے اس کے سینے پر ٹکر مار دی۔ مگر اب یہ اس کی بدقسمتی تھی کہ نوجوان اس کی توقع سے زیادہ جاندار ثابت ہوا۔ اتنی خوفناک ضربیں کھانے کے باوجود اس کے دونوں ہاتھ کسی آکٹوپس کی ٹانگوں کی طرح حرکت میں آئے اور اس نے پوری قوت سے ٹائیگر کی گردن کو دونوں ہاتھوں میں جکڑ کر مخصوص انداز میں جھٹکا دیا اور ٹائیگر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا پورا جسم برف کے سمندر میں ڈوبتا چلا گیا ہو۔ وہ اپنے جسم کو حرکت دینے سے بھی معذور ہو گیا۔

نوجوان نے پوری قوت سے ٹائیگر کو ایک طرف دھکیلا اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر شدید غصے کی جھلکیاں تھیں اور ٹائیگر کی زوردار ضربوں کا عکس بھی اس کے بگڑے ہوئے چہرے سے صاف نظر آ رہا تھا۔ وہ زور زور سے سانس لے رہا تھا جیسے جسم میں ابھرنے والی تکلیف کی لہروں پر قابو پانے کی کوشش کر رہا ہو۔

ٹائیگر زمین پر بے حس و حرکت پڑا تھا البتہ اس کا ذہن بیدار تھا اور آنکھیں بھی کھلی ہوئی تھیں۔ صرف وہ حرکت کرنے سے معذور تھا۔

نوجوان نے چند لمحوں بعد بڑے نفرت بھرے انداز میں ٹائیگر کو دیکھا اور پھر اس کا ہاتھ جیب میں رینگ گیا۔ دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا مگر مہلک پستول چمک رہا تھا۔ اس نے دانت پیستے ہوئے ریوالور کا رخ ٹائیگر کے

سینے کی طرف کیا اور پھر اس کی انگلی ٹریگر پر تڑپنے لگی۔

ٹائیگر نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ اُسے یقین آگیا تھا کہ اس کا آخری لمحہ آن پہنچا ہے۔

"نہیں! ___ تم ایسے نہیں مرو گے ___ میں تمہیں ایسی موت ماروں گا کہ تم تڑپ تڑپ کر خود مجھ سے موت مانگو گے" ___ نوجوان نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

اور پھر ٹائیگر نے آنکھیں کھول دیں۔ نوجوان پستول واپس جیب میں رکھ رہا تھا۔ ٹائیگر نے اطمینان کا طویل سانس لیا۔ فرضی طور پر موت اس کے دروازے سے ہٹ گئی تھی۔

نوجوان نے پستول جیب میں رکھ کر نیچے پڑے ہوئے ٹائیگر کی ٹانگ ایک ہاتھ سے پکڑی اور اسے زمین پر گھسیٹتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ٹائیگر کا جسم اس قدر بے حس ہو چکا تھا کہ سڑک پر بری طرح گھسٹنے کے باوجود اسے کسی قسم کی تکلیف کا احساس تک نہ ہو رہا تھا۔

اپنی کار کے قریب پہنچ کر نوجوان نے کار کا پچھلا دروازہ کھولا اور پھر ٹائیگر کو اٹھا کر دونوں نشستوں کی درمیانی جگہ میں آلوؤں کے بورے کی طرح ٹھونس دیا۔ پھر اس نے ایک جھٹکے سے دروازہ بند کیا اور خود ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کار کے ڈیش بورڈ پر نصب مختلف بٹنوں کی قطار میں سے ایک بٹن کو دبایا تو ڈیش بورڈ کے نیچے ایک خفیہ خانہ کھل گیا۔ نوجوان نے اس میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا مگر جدید قسم کا ٹائم بم نکالا اور اسے لیکر سڑک پر کھڑی ٹائیگر کی کار کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دو منٹ کا وقت سیٹ کر کے ٹائم بم کو آن کیا اور پھر اسے ٹائیگر کی کار کی نشست پر رکھ کر دروازہ بند کر دیا۔



ٹائم بم ٹائیگر کی کار میں رکھ کر وہ تیزی سے چلتا ہوا اپنی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر آکر بیٹھ گیا اور چند لمحوں بعد لیموسین کار تیزی سے موڑ کاٹ کر ٹائیگر کی کار کے قریب سے گزرتی ہوئی واپس شہر کی طرف دوڑنے لگی۔ نوجوان نے لیموسین کار کی رفتار خاصی تیز کر رکھی تھی۔

اور پھر جب لیموسین کار ٹائیگر کی کار سے تقریباً ڈیڑھ فرلانگ پر پہنچی تو پیچھے ایک خوفناک دھماکے کی آواز سنائی دی اور نوجوان کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ دوڑ گئی۔ جب کہ پچھلی نشستوں کے درمیان ٹھنسے ہوئے ٹائیگر نے بے اختیار اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ اُسے معلوم ہو گیا تھا کہ نوجوان نے اس کی کار کو اڑا دیا ہے۔

ٹائیگر نے بڑے شوق سے یہ کار خریدی تھی اور وہ اسے بے حد پسند کرتا تھا اس لئے اسے یہ دھماکہ اپنے دل کی گہرائیوں میں ہوتا محسوس ہوا تھا۔ مگر وہ کیا کرتا۔ بے بس تھا۔ نوجوان نے معلوم نہیں اس کی کونسی رگ اپنی اصل جگہ سے ہٹا دی تھی کہ وہ مفلوج ہو کر رہ گیا تھا۔

چونکہ ٹائیگر نشستوں کے درمیان نیچے پڑا ہوا تھا اس لئے اسے ارد گرد کے مناظر بھی نظر نہ آرہے تھے۔ مگر چونکہ وہ اسی راستے سے آیا تھا اور اس لئے اسے فاصلے کا اندازہ تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد جب لیموسین کار نے ایک موڑ کاٹا اور پھر دوسری کاروں کے چلنے کی آوازیں ٹائیگر کے کانوں سے ٹکرائیں تو ٹائیگر کو معلوم ہو گیا کہ وہ مین روڈ پر پہنچ گئے ہیں۔ پھر اس نے اپنے طور پر سمت کا اندازہ لگانا شروع کر دیا۔ مگر نوجوان اس کی توقع سے کہیں زیادہ ہی ہوشیار اور چالاک تھا کیونکہ اس نے بار بار مختلف سڑکوں پر کار کو کچھ اتنی زیادہ تعداد میں موڑا تھا کہ

ٹائیگر کے تمام اندازے دھرے کے دھرے رہ گئے۔

اور پھر تقریباً مزید آدھے گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد کار ایک جگہ رک گئی۔

اور نوجوان نے مخصوص انداز میں کار کا ہارن تین بار بجایا۔

چند لمحوں بعد کار کھسکی اور پھر آگے بڑھتی چلی گئی۔ تھوڑی دور چل کر کار پھر رک گئی اور نوجوان دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔

"پچھلی نشستوں کے درمیان ایک مفلوج شخص پڑا ہوا ہے ۔۔۔ اُسے اٹھا کر بلیو روم میں پہنچا دو"۔۔۔ نوجوان نے نیچے اتر کر کسی کو تحکمانہ لہجے میں کہا اور پھر اس کے قدموں کی آواز دور ہوتی چلی گئی۔

چند لمحوں بعد ہی کار کا دروازہ کھلا اور دو ہاتھوں نے اُسے بڑی بیدردی سے باہر کھینچ لیا۔

ٹائیگر نے دیکھا کہ وہ ایک قوی ہیکل نوجوان تھا جس کا چہرہ سرخ رنگ کے نقاب سے ڈھکا ہوا تھا۔ صرف آنکھیں نظر آ رہی تھیں۔ ٹائیگر اس کی آنکھیں ہی دیکھ کر سمجھ گیا کہ وہ کوئی مقامی ہے۔ نقاب کے اوپر بارہ کا ہندسہ لکھا ہوا تھا۔

نقاب پوش نے منہ سے بغیر کوئی لفظ نکالے ٹائیگر کو اٹھا کر اپنے کاندھے پر لاد لیا۔ ٹائیگر کی نظریں تیزی سے اردگرد کے ماحول کا جائزہ لینے لگیں۔ یہ ایک کافی بڑی کوٹھی تھی اور کار اس کے وسیع و عریض مگر انتہائی جدید قسم کے پورچ میں کھڑی تھی۔

نقاب پوش ٹائیگر کو اٹھائے سیڑھیاں چڑھ کر برآمدے میں آیا اور پھر مختلف کمروں سے گذر کر ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گیا۔ یہاں پہنچ کر اس نے دروازے کی دہلیز کی اندرونی طرف لگے ہوئے ایک چھوٹے سے بٹن کو بوٹ کی



نوک سے دبایا تو کمرے کا فرش شمالی دیوار کے قریب سے ہٹتا چلا گیا۔ اب وہاں سیڑھیاں نیچے جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ نقاب پوش ٹائیگر کو اٹھائے سیڑھیاں اتر کر ایک راہداری میں پہنچا اور راہداری کے آخر میں بنے ہوئے ایک دروازے کے سامنے رک گیا۔ اس نے چند لمحے تک دروازے کے قریب رک کر انتظار کیا اور پھر دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ نقاب پوش اندر داخل ہوا اور اس نے ٹائیگر کو کندھے سے اتار کر فرش پر بڑی بیدردی سے پٹخ دیا۔ اس طرح گرنے سے ٹائیگر کی ہڈیوں نے یقیناً احتجاج کیا ہوگا مگر اعصاب مفلوج ہونے کی وجہ سے احتجاج کا اُسے احساس تک نہ ہوا۔

نقاب پوش ٹائیگر کو نیچے گرا کر تیزی سے ایک طرف بڑھا اور پھر اس نے دیوار کے ساتھ کھڑے ہوئے لوہے کے ایک صلیب نما سٹینڈ کو اٹھا کر کمرے کے درمیان میں ٹائیگر کے قریب رکھ دیا۔ اس کے کناروں پر لوہے کی چھوٹی چھوٹی زنجیریں نصب تھیں۔

پھر نقاب پوش نے ٹائیگر کو اٹھا کر اس سٹینڈ پر لٹایا اور ایک زنجیر اس کی گردن کے گرد لپیٹ کر دوسری طرف بنے ہوئے کنڈے میں اٹکا دیا۔ دونوں بازوؤں کو بھی پھیلا کر اسی طرح زنجیروں میں جکڑ کر اس نے اس کے دونوں پیر بھی زنجیر سے جکڑ دیئے اور پھر اس نے سٹینڈ کو اٹھا کر کمرے کے درمیان میں کھڑا کر دیا۔

اب ٹائیگر صلیب نما سٹینڈ پر زنجیروں میں بندھا ہوا کھڑا تھا۔ سٹینڈ کو یوں کھڑا کر کے نقاب پوش تیزی سے مڑا اور دروازہ کھول کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے باہر جاتے ہی نہ صرف دروازہ بند ہو گیا بلکہ اسے سائیڈ سے ایک دیوار نے آگے بڑھ کر چھپا لیا۔ اب وہاں دروازے کا وجود تک دکھائی نہ دیتا تھا۔

ٹائیگر نے دیکھا کہ کمرے کی دیواروں پر مختلف قسم کے تشدد کرنے والے آلات لٹکے ہوئے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے یہ کمرہ خاص طور پر تشدد کرنے کے لئے ہی بنایا گیا ہو۔

چند لمحوں بعد ٹائیگر کے بالکل سامنے دیوار ایک طرف ہٹی اور وہاں ایک دروازہ نمودار ہو گیا۔ دروازہ خود بخود کھلا اور پھر لیموسین کار والا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے اندر آکر دیوار پر مخصوص انداز میں ہاتھ مارا تو دیوار برابر ہو گئی۔

"ہاں تو نوجوان ۔۔۔ اب اپنی زندگی کے سب سے کٹھن لمحات بھگتنے کے لئے تیار ہو جاؤ"۔۔۔ نوجوان کے لہجے میں شیطانیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

ٹائیگر خاموش رہا۔ ظاہر ہے اس کی زبان بھی جسم کے ساتھ ہی مفلوج ہو چکی تھی۔

نوجوان ایک لمحے تک بغور ٹائیگر کو دیکھتا رہا۔ پھر وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے ٹائیگر کی گردن پر اپنا ہاتھ مخصوص انداز میں رکھا اور پھر اس کا انگوٹھا کسی سانپ کی زبان کی طرح اسی کی گردن پر رینگنے لگا۔ پھر ایک مخصوص جگہ پر پہنچ کر انگوٹھے نے تیزی سے حرکت کی اور ٹائیگر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں رکی ہوئی خون کی گردش تیزی سے بحال ہوتی جا رہی ہو۔

اب ٹائیگر کا مفلوج پن دور ہو چکا تھا۔ اس نے بے اختیار اپنے بازوؤں اور سر کو حرکت دی اب وہ باقاعدہ حرکت میں آ گئے تھے۔

نوجوان اس کی رگ کو ٹھیک کر کے مڑا۔ اور پھر تیزی سے ایک طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے دیوار پر لٹکا ہوا ایک کوڑا اتارا۔ یہ کوڑا مخصوص انداز کا تھا۔ اس کی رسی کے ساتھ فولادی تاروں کے گچھے جگہ جگہ بندھے ہوئے تھے۔ اس کوڑے کی ایک ضرب ہی جسم کا گوشت جگہ جگہ سے نوچ لیتی تھی۔



کوڑا لہراتا ہوا نوجوان تیزی سے ٹائیگر کی طرف بڑھا اور اس کی آنکھوں میں وحشیانہ چمک تھی۔

"ہاں! ۔۔۔ اب تفصیل سے سب کچھ بتا دو کہ تم کون ہو ۔۔۔؟ اور جیپرڈ کے کمرے میں تمہارا ساتھی کون تھا ۔۔۔؟ تم کہاں سے میرا تعاقب کر رہے تھے"۔۔۔؟ حملہ آور نوجوان نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے کوڑے کو لہراتے ہوئے کہا۔

"اگر تم وہاں سڑک پر مجھے گولی مار دیتے تو پھر یہ باتیں کس سے پوچھتے"۔۔۔؟ ٹائیگر نے بڑے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہی سوچ کر تو میں رک گیا تھا ۔۔۔ دیکھو! مجھے کسی پر خوامخواہ کا ظلم اچھا نہیں لگتا ۔۔۔ ورنہ تم اس کوڑے کو دیکھ رہے ہو۔ اس کی ایک ضرب تمہارے جسم کی کھال نوچ لے گی ۔۔۔ اور پھر اس کمرے میں ایسے ایسے قدیم و جدید آلات موجود ہیں کہ ان کے سامنے پتھر بھی بول پڑتے ہیں ۔۔۔ اس لئے تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ تم منہ کھول دو"۔۔۔ نوجوان نے کہا۔

"اگر تم صرف میرا منہ کھلوانے کے ہی خواہشمند ہو تو یہ لو" ۔۔۔ ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا منہ پھاڑ لیا۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ جیسے چڑا رہا ہو۔

اور پھر تو نوجوان پر غصے اور وحشت کا دورہ سا پڑ گیا۔ اس نے پوری قوت سے کوڑا لہراتے ہوئے بندھے ہوئے ٹائیگر کے جسم پر مارا۔ اور ٹائیگر نہ چاہتے ہوئے بھی چیخنے پر مجبور ہو گیا۔ کوڑے نے اس کے کپڑے کھال سمیت نوچ لئے تھے۔

نوجوان نے ایک کے بعد لگاتار دوسری ضربیں لگانی شروع کر دیں اور ٹائیگر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ریشے ریشے سے جان نکلتی چلی جا رہی ہو۔ اس

کے حلق سے نکلنے والی کربناک چیخوں سے کمرہ گونج رہا تھا۔

"بتاتا ہوں ۔ بتاتا ہوں" ـــــ اچانک ٹائیگر نے چیختے ہوئے کہا اور نوجوان نے ہاتھ روک لیا۔ وہ غصے کی شدت سے ہانپ رہا تھا۔

ٹائیگر کے جسم کے بیشتر حصوں سے خون بہہ رہا تھا۔ تکلیف کی شدت سے اس کا چہرہ بگڑ گیا تھا۔ آنکھیں ابل کر باہر کو آگئی تھیں۔

"بتاؤ ۔ جلدی بتاؤ ۔ ورنہ کوڑے مار مار کر تمہاری ایک ایک بوٹی علیحدہ کر دوں گا" ـــ نوجوان نے کہا۔

"پپ ۔ پانی ۔ مجھے پانی پلوا دو ۔ میں مر رہا ہوں" ـــ ٹائیگر نے دردناک لہجے میں کہا۔

"کوئی پانی وانی نہیں ہے ـــ جلدی بتاؤ" ـــ نوجوان نے کوڑے کو ایک بار پھر لہراتے ہوئے کہا۔

مگر دوسرے لمحے ٹائیگر کا سر ایک طرف کو ڈھلک گیا۔

"اوہ ! کم بخت بیہوش ہو گیا ہے" ـــ نوجوان نے دانت پیستے ہوئے کہا اور پھر اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا کوڑا ایک طرف پھینکا اور خود دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دیوار کو ایک مخصوص جگہ سے دبایا۔ دوسرے لمحے دیوار کا ایک حصہ ایک طرف ہٹتا چلا گیا۔ اب وہاں الماری سی نظر آ رہی تھی۔

نوجوان نے الماری کے ایک خانے میں رکھی ہوئی شراب کی بوتل اٹھائی اس کا ڈھکن کھولا اور پھر مڑ کر ٹائیگر کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے بوتل کو بلندی سے پکڑ کر شراب کے چھینٹے ٹائیگر کے منہ پر مارنے شروع کر دیئے۔

چند لمحوں بعد ٹائیگر نے آنکھیں کھول دیں تو نوجوان نے بوتل کا منہ ٹائیگر کے منہ میں دے دیا اور ٹائیگر بے اختیار ہو کر غٹا غٹ شراب پیتا چلا گیا۔ جب



بوتل آدھی ہو گئی تو نوجوان نے بوتل ایک جھٹکے سے کھینچ لی۔

"ہاں ! ـــ اب بتاؤ" ـــــ نوجوان نے کہا۔

اب ٹائیگر کے چہرے پر قدرے سکون تھا

"میرا نام ٹائیگر ہے ـــــ میں ایک شخص عمران کا ملازم ہوں ـــ اس وقت رچرڈ کے کمرے میں عمران اور میں موجود تھے۔ مگر تم وہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ـــ پھر عمران نے مجھے تمہاری کار کا نمبر دے کر ہدایت کی کہ میں کار میں سڑکوں پر گھومتا رہوں اور جب بھی اس نمبر والی کار نظر آئے تو اس کا تعاقب شروع کر دوں" ـــ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"میری کار کا نمبر دیا تھا عمران نے ـــــ مگر اسے کیسے معلوم ہوا" ـــ ؟ نوجوان نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"مجھے نہیں معلوم اس نے یہ نمبر کہاں سے لیا تھا" ـــــ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم اپنی رپورٹ کسے دیتے ہو" ـــ ؟ نوجوان نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"عمران کو فون پر رپورٹ دیتا ہوں" ـــ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"فون نمبر بتاؤ" ـــ نوجوان نے چونکتے ہوئے کہا اور عمران کے فلیٹ والا فون نمبر ٹائیگر نے بتا دیا۔

"تم اس کی رہائش جانتے ہو" ـــ ؟ نوجوان نے پوچھا۔

"ہاں ! ـــ وہ کنگ روڈ پر فلیٹ میں رہتا ہے" ـــ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"مگر رچرڈ کا تو کہنا تھا کہ اس نے عمران کو کنوئیں میں پھینک دیا ہے ۔ پھر عمران کیسے باہر آگیا" ـــ ؟ نوجوان نے کہا۔

اور پھر ٹائیگر نے پوری تفصیل سے تمام واقعات سچ سچ بتا دیئے۔

"ہوں! — تو یہ بات ہے" —— نوجوان نے اس کا جواب سُن کر سوچتے ہوئے کہا۔

"دیکھو! — میں نے سچ سچ بتا دیا ہے —— میں صرف عمران کے پاس ملازم ہوں —— وہ مجھے تنخواہ دیتا ہے۔ اس کے علاوہ میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے —— اگر تم چاہو تو میں اس کی بجائے تمہاری نوکری بھی کر سکتا ہوں" — ٹائیگر نے بڑے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"مگر مجھے کیسے یقین آئے گا کہ تم میرے وفادار رہو گے" —— نوجوان نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"تم جس طرح چاہو — آزمالو" —— ٹائیگر نے اُسے آفر دیتے ہوئے کہا۔

"چلو — یہ بھی دیکھ لیتے ہیں —— اگر تم امتحان میں کامیاب رہے تو تمہیں عمران کی نسبت ڈبل تنخواہ دونگا" —— نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں ہر امتحان کے لئے تیار ہوں" —— ٹائیگر نے فوراً جواب دیا۔

"تم عمران کو ایک مخصوص جگہ پر بلاؤ — پھر اس سے ملو اور اُسے اپنے ساتھ لے کر جہاں میں کہوں وہاں پہنچ جاؤ —— یہی تمہارا امتحان ہے" —— نوجوان نے ٹائیگر کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں تیار ہوں" —— ٹائیگر نے جواب دیا۔

"او۔کے! — دیکھ لیتے ہیں — لیکن ایک بات سُن لو — میری ہزار آنکھیں ہیں — اگر تم میرے خلاف کسی غلط بات کا تصور بھی ذہن میں لے آؤ گے تو مجھے معلوم ہو جائے گا —— اور پھر ایک دردناک موت تمہارا انجام بن جائے گی" —— نوجوان نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"میں نے تمہاری فطرت جان لی ہے — یقین کرو مجھے صرف پیسے سے غرض



ہے —— میرے لئے عمران مرے یا جئے — مجھے کوئی پرواہ نہیں" — ٹائیگر نے جواب دیا۔

"او۔کے!" —— نوجوان نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر آگے بڑھ کر دیوار کے اسی حصے کی طرف چل دیا جہاں دروازہ نمودار ہوا تھا۔

چند لمحوں بعد دیوار ہٹی اور دروازہ دوبارہ نمودار ہوا۔ نوجوان اس دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ دیوار ایک بار پھر برابر ہو گئی۔

تقریباً پانچ منٹ بعد دوسری دیوار سے دروازہ نمودار ہوا اور وہی نقاب پوش دوبارہ اندر داخل ہوا۔

"خاصے سخت جان ہو دوست کہ اس کوڑے کی ضربیں کھا کر بھی زندہ ہو" —— نقاب پوش نے اس بار نرم لہجے میں کہا اور ٹائیگر صرف مسکرا دیا۔

نقاب پوش نے زمین پر پڑا ہوا کوڑا اٹھا کر دوبارہ دیوار پر لٹکایا اور پھر اس نے سٹینڈ کو سیدھا کر کے زمین سے لگا دیا اور پھر ٹائیگر کے ہاتھ پیچھے کھولنے لگا۔

"کیا تم اپنے قدموں پر کھڑے ہو جاؤ گے" —— ؟ نقاب پوش نے کہا۔

"ہاں" —— ٹائیگر نے مختصر سا جواب دیا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے زخموں سے ابھی تک خون رس رہا تھا۔

"پھر میرے پیچھے چلے آؤ —— اور سنو! — کوئی غلط حرکت نہ کرنا — زندگی بچانے کے موقعے بار بار نہیں ملا کرتے" —— نقاب پوش نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"تم بے فکر رہو دوست! — میں کوئی غلط حرکت نہ کرونگا" —— ٹائیگر نے کہا اور پھر وہ نقاب پوش کے پیچھے چلتا ہوا اس کمرے سے باہر آ گیا۔

تھوڑی دیر بعد واپس اسی راستے پر چلتے ہوئے وہ اوپر کوٹھی میں آ گئے۔

نقاب پوش اُسے ایک کمرے میں لے آیا اور اُسے بیڈ پر لیٹنے کا اشارہ کیا اور ٹائیگر خاموشی سے بیڈ پر لیٹ گیا۔

"تمہارے باس کا نام کیا ہے"۔۔۔ ؟ ٹائیگر نے پوچھا۔

"ہمیں نام سے کوئی غرض نہیں ۔۔۔ ہم سب اسے باس ہی کہہ کر پکارتے ہیں"۔۔۔ نقاب پوش نے کہا اور پھر اس نے الماری کھول کر اس میں سے فرسٹ ایڈ کا سامان نکالا اور ٹائیگر کے بچے ہوئے کپڑے اتار کر اس نے اس کے زخموں کی مرہم پٹی شروع کر دی۔ وہ اس کام میں خاصی مہارت رکھتا تھا کیونکہ اس کے ہاتھ بڑے ماہرانہ انداز میں چل رہے تھے۔

"تمہارا اپنا نام کیا ہے"۔۔۔ ؟ ٹائیگر نے پوچھا۔

"میرا نام روشن اور نمبر بارہ ہے ۔۔۔ یہاں سب ایک دوسرے کو نمبروں سے پکارتے ہیں"۔۔۔ نقاب پوش نے جواب دیا۔

"کام"۔۔۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"بلیو رُوم کا انچارج ہوں ۔۔۔ بلیو روم میں مرنے والوں کی لاشیں ٹھکانے لگاتا ہوں ۔۔۔ باس جنہیں زندہ رہنے دے ان کی مرہم پٹی کرتا ہوں"۔۔۔ روشن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

ٹائیگر خاموش ہو گیا۔

مرہم پٹی کے بعد روشن نے الماری میں سے ایک لباس نکال کر ٹائیگر کو دے دیا۔

"اسے پہن لو ۔۔۔ اور انتظار کرو کہ باس تمہیں کس وقت بلاتا ہے"۔۔۔ روشن نے لباس ٹائیگر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

ٹائیگر نے خاموشی سے لباس پہن لیا۔ یہ بالکل اُسی قسم کا لباس تھا جیسا روشن



نے پہن رکھا تھا۔ صرف نقاب اوڑھنا باقی رہ گیا تھا۔

"اچھا اب میں چلتا ہوں"۔۔۔ روشن نے کہا اور دروازے کی طرف مڑا۔ اور اسی لمحے ٹائیگر کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس کی کھڑی ہتھیلی پوری قوت سے روشن کی گردن کی سائیڈ پر پڑی اور روشن لڑکھڑا کر فرش پر گر گیا۔ اس نے نیچے گر کر بجلی کی سی تیزی سے تڑپ کر اٹھنے کی کوشش کی۔ مگر ٹائیگر تیزی سے جھکا اور اس کے دونوں ہاتھ روشن کی گردن پر جم گئے۔ اُسے ابھی تک اپنی گردن کے ایک مخصوص حصے میں ہلکا ہلکا درد محسوس ہو رہا تھا۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں کی رگ نوجوان نے مخصوص انداز میں دبائی تھی۔

اور پھر ٹائیگر نے بھی وہی تجربہ کیا اور اس کا انگوٹھا تیزی سے روشن کی اس جگہ کو ٹٹولتا چلا گیا۔ اور پھر ٹائیگر نے انداز سے ایک جگہ کو اپنے انگوٹھے سے دائیں بائیں رُخ پر جھٹکا دے کر دبایا اور دوسرے لمحے ٹائیگر کے چہرے پر مسرت کے آثار اُبھر آئے۔ کیونکہ تڑپتا ہوا روشن یکدم ساکت ہو گیا تھا۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں مگر وہ مفلوج ہو چکا تھا۔

ٹائیگر ایک طویل سانس لیتا ہوا کھڑا ہو گیا۔ اتنے خوفناک عذاب بھگتنے کے بعد اُسے ایک انتہائی اہم گُر ہاتھ لگ گیا تھا۔ اور اب اُسے اس گُر کے سامنے وہ تشدد بڑا ہلکا سا معلوم ہو رہا تھا۔

ٹائیگر نے بڑی پھرتی سے روشن کے چہرے سے نقاب اتار کر اپنے چہرے پر اوڑھ لیا اور پھر اس نے روشن کے لباس کی تلاشی لی۔ روشن کی پتلون کی جیب میں ایک ریوالور موجود تھا۔ ٹائیگر نے اُسے بھی اپنی جیب میں منتقل کر لیا۔ پھر روشن کے بوٹ اتار کر خود پہنے اور تیار ہو کر روشن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھے معاف کر دینا دوست! ۔۔۔ مگر میں مجبور تھا ۔۔۔ تمہارا باس تمہیں ٹھیک

کرلے گا ____ یہ گُر میں نے اسی سے سیکھا ہے ____ اور ہاں ! ____ اُسے میرا پیغام دے دینا کہ ٹائیگر اپنے پر ہونے والے تشدد کا انتقام ضرور لے گا“ ____ ٹائیگر نے کہا اور پھر تیزی سے دروازے سے باہر نکل آیا۔

وہ ایک چھوٹی سی راہداری میں تھا۔ راہداری آگے جاکر مڑتی ہوئی بیرونی برآمدے میں آگئی۔ برآمدے میں چار نقاب پوش ہاتھوں میں سٹین گنیں اٹھائے ہوئے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔

”کہاں جارہے ہو نمبر بارہ“ ____ ؟ ایک نقاب پوش نے جس کا نمبر دو تھا۔ کرخت لہجے میں کہا۔

”باس نے کہا ہے کہ میں کوٹھی سے باہر جاکر پبلک فون بوتھ سے ایک مخصوص نمبر پر فون کروں“ ____ ٹائیگر نے روشن کے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے جاؤ“ ____ نمبر دو نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

ٹائیگر تیزی سے پورچ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے اپنی چال بھی روشن کی چال کے مطابق رکھی۔ وہ کوٹھی سے باہر آنے تک انہیں مشکوک نہ کرنا چاہتا تھا ورنہ اُسے معلوم تھا کہ اس کا زندہ نکل جانا محال ہو جائے گا۔

پھاٹک کے قریب پہنچ کر ٹائیگر نے پھاٹک کی ذیلی کھڑکی کھولی اور پھر کوٹھی کی طرف پشت کرکے اس اپنا نقاب اتارا اور دوسرے لمحے اس نے انتہائی پھرتی سے باہر کو چھلانگ لگادی۔ اُسے خطرہ تھا کہ نقاب اترتے ہی اس کے بال دوسرے نقاب پوشوں کو نظر آجائیں گے کیونکہ روشن اور اس کے بالوں میں خاصا فرق تھا۔ مگر شاید انہوں نے اس بات پر توجہ نہ دی تھی اس لئے کوئی ردعمل نہ ہوا اور ٹائیگر اطمینان سے چلتا ہوا کوٹھی سے دور ہوتا چلا گیا۔ البتہ اس نے ایک نظر مڑ کر کوٹھی پر ضرور ڈالی تھی۔ باہر نکلتے ہی وہ سمجھ گیا کہ کوٹھی عالیشان کالونی میں واقع ہے۔



جلد ہی اسے ایک ٹیکسی مل گئی اور پھر اس نے ٹیکسی ڈرائیور کو اپنے ہوٹل سے قریبی چوک کا پتہ بتایا اور ٹیکسی تیزی سے اس طرف دوڑنے لگی۔

ٹائیگر سوچ رہا تھا کہ جلد از جلد ہوٹل پہنچ کر عمران سے رابطہ قائم کرے تاکہ اس کوٹھی پر چھاپہ مارا جاسکے۔

ہوٹل کے قریب چوک پر ٹائیگر ٹیکسی سے اتر گیا اور پھر سیدھا ایک ریڈی میڈ کپڑوں کی دکان میں گھستا چلا گیا۔ اس نے دکان سے ایک ریڈی میڈ سوٹ خریدا۔ وہ اس لباس سے بھی چھٹکارہ پانا چاہتا تھا۔ پھر ایک کیفے میں داخل ہوکر اس نے سیدھا ٹوائلٹ کا رُخ کیا۔ وہاں اس نے اپنا لباس بدلا۔ روشن کا دیا ہوا لباس اس نے اسی لفافے میں پیک کئے جس میں وہ لباس لے کر آیا تھا اور پھر بڑے اطمینان سے چلتا ہوا کیفے سے باہر آگیا۔

کیفے کے باہر ہی کوڑے کرکٹ کا بڑا ڈرم موجود تھا اس نے لفافہ اس ڈرم میں اچھال دیا اور خود تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

**دارالحکومت** آجکل غنڈہ گردی، بدمعاشی، ڈاکہ زنی کی لپیٹ میں آیا ہوا تھا۔ منشیات اور سمگلنگ کا مال اتنی کثیر تعداد میں بازاروں میں فروخت ہو رہا تھا کہ اس سے پہلے ایسا کبھی نہ ہوا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اخبار چیخنے

لگے۔ پولیس اور انٹیلی جنس نے اپنے طور پر خوب بھاگ دوڑ کی مگر سوائے چند چھوٹی مچھلیوں کے کوئی بڑا مجرم ہاتھ نہ آرہا تھا بلکہ یہ سماج دشمن کاروبار دن بدن زور پکڑتا جا رہا تھا۔ پولیس والوں کی جان عذاب میں آئی ہوئی تھی۔

پولیس کے اعلیٰ افسر حیران تھے کہ آخر یہ سب کچھ کیسے ہو رہا ہے۔ بدمعاشوں کے گروپوں نے ایک دوسرے کی مخالفت چھوڑ دی تھی جس کا نتیجہ یہ تھا کہ انہیں کسی قسم کی مخبری نہ ہو رہی تھی بلکہ وہ جسے پکڑتے۔ دوسرا گروپ اس کی جائے واردات سے عام زندگی کا مظبوط ثبوت پیش کر دیتا۔ ان لوگوں نے ملک کے چیدہ چیدہ [illegible] خدمات حاصل کر رکھی تھیں جس کا نتیجہ یہ تھا کہ حالات دن بدن بد سے بدتر ہوتے چلے جا رہے تھے۔ اب بدمعاشوں کے گروپ ایک دوسرے سے بھی نہ لڑتے تھے۔ وہ لوگ صرف اپنے مخصوص حلقوں میں وارداتیں کرتے اور خوب دھڑلے سے کرتے تھے۔

حتیٰ کہ یہ کام اتنا بڑھ گیا کہ حکومت کو اعلیٰ سطح پر اس کا نوٹس لینا پڑا اور پھر صدر مملکت نے اس سلسلے میں ایک خصوصی میٹنگ طلب کر لی جس میں ایکسٹو کو بھی شرکت کرنی تھی۔

بلیک زیرو اپنے مخصوص کمرے میں بیٹھا اخبار کے مطالعے میں مصروف تھا اُسے اخبارات کے ذریعے تمام حالات کا بخوبی علم تھا۔ دوسرے لمحے میز پر پڑے ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی اور بلیک زیرو نے چونک کر اخبار ایک طرف رکھا اور رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ـــــ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان سپیکنگ! ـــ عمران کہاں ہے" ـــــ؟ دوسری طرف سے سر سلطان کی باوقار آواز سنائی دی۔



"عمران صاحب حسب معمول غائب ہیں سر" ـــــ بلیک زیرو نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"کیا مطلب ــــ؟ کیا وہ ملک سے باہر ہے" ــــ؟ سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں جناب! ــــ چونکہ آجکل کوئی کیس نہیں ہے اس لئے وہ فارغ ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ جب وہ فارغ ہوں تو ادھر کا رُخ نہیں کرتے"ــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔ وہ جان بوجھ کر اصل بات چھپا گیا تھا۔ کیونکہ عمران کی ہدایات یہی تھیں۔

"کیس کیوں نہیں ــــ آجکل دارالحکومت میں طوفانِ بدتمیزی برپا ہے ــــ اخبارات چیخ رہے ہیں ــ شہریوں کی جان و مال اور عزت سخت خطرے میں ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ کوئی کیس نہیں ہے" ـــــ سر سلطان نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے جناب! ــــ مگر یہ کام ہماری لائن کا نہیں ہے ــــ یہ فرض پولیس اور انٹیلی جنس کا ہے کہ وہ چھوٹے چھوٹے بدمعاشوں سے نپٹے" ــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اوہ! ــــ اس کا مطلب ہے کہ اب سیکرٹ سروس کام چور ہوتی جا رہی ہے۔ گھر میں آگ لگی ہوئی ہے اور سیکرٹ سروس سوچتی رہے کہ یہ ہماری لائن کا کام نہیں ہے" ـــــ سر سلطان نے سخت لہجے میں کہا۔

"سر! ــــ آپ ناراض نہ ہوں ــــ آپ نے خود ہی تو ہمیں پابند کیا ہوا ہے کہ ہم ملکی غیر اہم معاملات میں ہاتھ نہ ڈالا کریں ــــ سر رحمان شکایت کرتے ہیں" ــــ بلیک زیرو نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے ـــــ مگر اس بار حالات کچھ ضرورت سے زیادہ ہی تشویشناک معلوم ہو رہے ہیں اس لئے میں ایسا سوچنے پر مجبور ہوا ہوں۔ بہرحال صدر مملکت نے اس بارے میں ایک خصوصی میٹنگ کال کی ہے اس میں شاید فیصلہ ہو جائے کہ ہم اس سلسلے میں کیا کر سکتے ہیں ـــــ میٹنگ ایک گھنٹے بعد شروع ہونے والی ہے ـــــ اگر کہیں سے عمران دستیاب ہو سکے تو اسے میٹنگ میں بھیج دینا ورنہ تم خود ہی آجانا" ـــــ سر سلطان نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

"بہتر جناب! ـــــ میں کوشش کرتا ہوں کہ عمران کو ڈھونڈ سکوں ـــــ ورنہ میں تو حاضر ہی ہوں" ـــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"او کے ـــــ بائی بائی" ـــــ سر سلطان نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

بلیک زیرو نے کریڈل دبا کر تیزی سے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔ پھر جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"شوبرا ہوٹل" ـــــ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"پرنس راسکل سے بات کراؤ" ـــــ اپنے اصل لہجے میں بلیک زیرو نے کہا۔

"ایک منٹ ہولڈ کیجیے" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور بلیک زیرو خاموش ہو گیا۔

عمران نے ہوٹل شوبرا کا چارج سنبھال لیا تھا اور اس وقت سیکرٹ سروس کی پوری ٹیم بدمعاشوں کے روپ میں ہوٹل شوبرا میں مقیم تھی۔ البتہ جولیا اصل روپ میں ہوٹل کی چیف مینجر بنی ہوئی تھی۔

"پرنس راسکل سپیکنگ" ـــــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک کرخت آواز سنائی دی۔ لہجہ ایسا تھا جیسے کوئی زخمی درندہ غرا رہا ہو۔



"طاہر بول رہا ہوں پرنس! ـــــ ابھی ابھی ہیڈ کا فون آیا ہے ـــــ کوئی بڑی میٹنگ ہونے والی ہے" ـــــ بلیک زیرو نے سر سلطان کا نام لینے کی بجائے ہیڈ کے لفظ سے ان کی طرف اشارہ کیا۔

"تو میں کیا کروں ـــــ ان کی تو عادت ہی ہے میٹنگ کرنے کی ـــــ تم چلے جانا ـــــ اور سنو! ـــــ کسی بات کی ہوا نہ لگنے دینا ـــــ ورنہ وہ آفت برپا کر دیں گے" ـــــ عمران نے بدستور اکھڑے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"بہتر" ـــــ بلیک زیرو نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

عمران نے بلیک زیرو کو میٹنگ میں جانے کی اجازت دے دی تھی اور اب وہ سوچ رہا تھا کہ میٹنگ میں اسے ایسا رویہ اختیار کرنا چاہیئے جس سے اس تمام طوفان کو روکنے کا بوجھ اس پر نہ پڑے۔ کیونکہ وہ عمران کی لائن آف ایکشن کو سمجھ گیا تھا کہ وہ اس بار مجرم بن کر مجرم کو سامنے لے آنا چاہتا تھا۔

بہرحال کچھ دیر کی سوچ بچار کے بعد وہ ایک فیصلے پر پہنچ گیا اور پھر اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ اپنی مخصوص کار میں ایکسٹو کے روپ میں بیٹھا ایوان صدر کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کار کے تمام شیشے ونڈ سکرین سمیت خصوصی طور پر بنائے گئے تھے۔ ان شیشوں میں سے اگر باہر سے جھانکا جاتا تو اندر کچھ نظر نہ آتا تھا مگر اندر سے باہر کا منظر صاف دکھائی دیتا تھا۔ یہ کار عمران صرف میٹنگ میں جانے اور آنے کے لئے استعمال کرتا تھا کیونکہ اسے نقاب سمیت کار ڈرائیو کرنی پڑتی تھی اور وہ سڑکوں پر تماشہ نہ بننا چاہتا تھا۔

کار کی نمبر پلیٹ پر ایکسٹو کا مخصوص نشان موجود تھا اس لئے جیسے ہی کار ایوان صدر کے دروازے پر پہنچی گارڈ نے سیلوٹ کر کے دروازہ کھول دیا۔ اور

بلیک زیرو کار کو عمارت کے اس حصے کی طرف بڑھاتے گیا۔ جو صرف ایکسٹو کے لئے مخصوص تھا۔ اور جہاں سے ایکسٹو اتر کر ایک مخصوص راستے سے اندر میٹنگ ہال میں پہنچتا تھا۔

کار روک کر بلیک زیرو نیچے اترا اور پھر تیزی سے اس راہداری میں سے گزرتا چلا گیا جس کے آخر میں میٹنگ ہال کا دروازہ تھا۔ اور پھر ابھی وہ دروازے کے قریب بھی نہ پہنچا تھا کہ اچانک اس کے کانوں میں شائیں کی آواز سنائی دی اور بلیک زیرو لاشعوری طور پر جھک گیا۔ اور اس کا یہی جھکنا ہی اس کے لئے زندگی کا پیغام ثابت ہوا کیونکہ گولی ٹھیک اس جگہ سے گزری تھی جہاں ایک لمحے پہلے بلیک زیرو کا سر تھا اور دوسرے لمحے گولی راہداری کی دیوار سے ٹکرا کر نیچے گر پڑی۔ بلیک زیرو اچھل کر دیوار کے ساتھ لگ گیا اور حیرت سے ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔ مگر راہداری خالی تھی وہ حیران تھا کہ گولی کس نے چلائی ہے اور پھر دوسرے لمحے اس کی نظریں دروازے پر لگے ہوئے بلب شیڈ پر جم گئیں۔ دروازے کے اوپر دو بلب لگے ہوئے تھے جن پر شیشے کے خوبصورت سے شیڈ چڑھے ہوتے تھے۔ دونوں بلبوں کے درمیانی خلا میں سے ایک پستول کی نال کا دہانہ نظر آ رہا تھا مگر اُسے اتنی خوبصورتی سے چھپایا گیا تھا کہ بغور دیکھنے پر ہی پتہ چلتا تھا۔ اور پھر بلیک زیرو کو بلب شیڈ سے نکل کر دروازے کے ساتھ ساتھ نیچے قالین تک جاتی ہوئی انتہائی باریک سی تار بھی نظر آ گئی۔ دروازے اور شیڈ کے درمیان تار کو دیوار کے ہم رنگ بنا دیا گیا تھا اس لئے پہلی نظر میں وہ باریک تار نظر نہ آتی تھی۔

بلیک زیرو نے احتیاط سے قدم پیچھے بڑھائے اور پھر اس نے دیوار کے ساتھ پڑی ہوئی گولی اٹھا کر جیب میں ڈال لی اور پھر سر ہلاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ وہ ساری بات سمجھ گیا تھا جس کسی نے بھی ایکسٹو کو ختم کرنے کا پلان بنایا تھا



اس نے انتہائی ذہانت سے کام لیا تھا۔

بلیک زیرو کو معلوم تھا کہ قالین کے نیچے لمبائی چوڑائی میں ایک پتلی سی پلاسٹک کی شیٹ بچھائی گئی ہوگی اس کے نیچے پستول چلانے والا بٹن دبا ہوا ہوگا تاکہ آنے والے کا پیر جیسے ہی اس شیٹ پر پڑے، پستول کی نال گولی اگل دے اور چونکہ آنے والا اس نال کے بالکل سامنے اور بے خبر ہوگا اس لئے اس کا مارا جانا یقینی ہوتا۔

اب یہ بلیک زیرو کی قسمت تھی کہ وہ لاشعوری طور پر ہلکی سی آواز سنتے ہی نیچے جھک گیا تھا اور گولی اس کے اوپر سے گزرتی چلی گئی تھی۔ پستول کی نال پر سائلنسر چڑھا ہوا تھا اس لئے صرف شائیں کی آواز ہی سنائی دی تھی اور یہی وجہ تھی کہ گولی چلنے کے باوجود کسی گارڈ نے اس طرف نہ جھانکا تھا۔

بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا دروازہ کھول کر اندر چلا گیا۔ اور پھر ہال میں اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔ دو خصوصی گارڈ اس کے پیچھے بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے باقی مسلح گارڈ میٹنگ ہال میں ادھر اُدھر پھیلے ہوئے تھے۔

ایکسٹو کے کرسی پر بیٹھتے ہی ہال کے دوسرے دروازے کھلے اور میٹنگ کے شرکا اندر داخل ہونے لگے۔ یہ یہاں کی میٹنگ کا طے شدہ پلان تھا کہ ایکسٹو سب سے پہلے آئے گا اور سب سے بعد میں جائے گا۔ اس لئے جب تک ایکسٹو اپنی کرسی پر نہ بیٹھ جائے کوئی آدمی ہال میں داخل نہ ہو سکتا تھا۔

میٹنگ میں شریک ہونے والے تمام اعلیٰ ترین حکام تھے اور کسی نہ کسی محکمہ کی نمائندگی کر رہے تھے۔ وہ سب اپنی اپنی مخصوص نشستوں پر بیٹھتے چلے گئے۔

بلیک زیرو کی تیز نظریں ہر ایک کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں اور پھر اس کی نظریں ایک شخص پر جم سی گئیں جو قدرے پریشان اور مضطرب نظر آ رہا تھا۔ وہ بار بار

چور نظروں سے ایکسٹو کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں سے حیرت مترشح تھی۔ جیسے اُسے یقین نہ آ رہا تھا کہ وہ واقعی ایکسٹو کو دیکھ رہا ہے۔ کرسی کی پشت پر چپکے ہوئے کاغذ کے مطابق وہ محکمہ خفیہ کے شعبہ قتل کا چیف یوسف طاہر تھا۔ بلیک زیرو اُسے کافی عرصے سے جانتا تھا۔ اس کے متعلق پورے ملک میں مشہور تھا کہ پیچیدہ سے پیچیدہ قتل کا سراغ وہ یوں لگا لیتا تھا جیسے اُسے سونگھ کر پتہ چل جاتا ہو کہ پورے ملک میں سے قاتل کون ہے۔

بلیک زیرو خاموش بیٹھا رہا اور پھر دروازہ کھلا اور صدر مملکت اندر تشریف لے آئے۔ ان کے ساتھ سر رحمان اور سر سلطان بھی تھے۔ ایکسٹو کے سوا باقی تمام لوگ صدر کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ مگر ایکسٹو پر صدر کے استقبال کے لئے کھڑے ہونے کی پابندی نہ تھی اس لئے وہ بیٹھا رہا۔

صدر مملکت اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے اور انہوں نے ہاتھ اٹھا کر میٹنگ کے آغاز کا اشارہ کیا اور سر رحمان نے اٹھ کر دارالحکومت میں پیش آنے والے حالات تفصیل سے بتانے شروع کر دیئے۔

سر رحمان کے خاموش ہوتے ہی تمام لوگوں نے اس بارے میں اپنی اپنی رائے دینا شروع کر دی کہ ان حالات پر کس طرح قابو پایا جا سکتا ہے۔ صرف بلیک زیرو خاموش بیٹھا رہا۔

"مسٹر ایکسٹو! ۔۔۔ آپ کیوں خاموش ہیں" ۔۔۔۔ آخر صدر مملکت سے نہ رہا گیا تو انہوں نے بلیک زیرو کو مخاطب ہو کر کہا۔

"میں صرف اسی لئے خاموش ہوں جناب صدر! ۔۔۔۔ کہ یہ کام میری لائن کا نہیں ہے ۔۔۔۔ اور نہ ہی مجھے ان تھرڈ کلاس قسم کے غنڈوں اور بدمعاشوں سے کوئی دلچسپی ہے" ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے اپنے مخصوص لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر حالات ۔۔۔۔" ۔ صدر مملکت نے کچھ کہنا چاہا۔

"حالات جو بھی ہیں ۔۔۔ یہ کام پولیس اور انٹیلی جنس کا ہے کہ ان کا قلع قمع کرے ۔۔۔۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ ہمارے ملک کی پولیس اور انٹیلی جنس اب بے کار ہوتی جا رہی ہے ورنہ ایسے تھرڈ کلاس قسم کے بدمعاش سر نہ اٹھا سکتے" ۔۔۔۔ بلیک زیرو کا لہجہ بے حد تلخ تھا۔

"میں مسٹر ایکسٹو کے الفاظ پر احتجاج کرتا ہوں ۔۔۔۔ مسٹر ایکسٹو کو کوئی حق نہیں ہے کہ میرے محکمے کے متعلق ایسے الفاظ کہیں" ۔۔۔۔ سر رحمان نے فوراً کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ گو صدر مملکت کی وجہ سے انہوں نے حتی الوسع اپنا لہجہ دبانے کی کوشش کی تھی مگر غصے کی شدت پھر بھی نمایاں تھی۔

"سر رحمان! ۔۔۔ اس میں برا منانے والی کونسی بات ہے ۔۔۔ ایکسٹو صحیح کہہ رہے ہیں۔ اگر آپ کا اور پولیس کا محکمہ مستعد اور فعال رہے تو ایسے حالات ہی پیدا نہ ہوں" ۔۔۔۔ صدر مملکت نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"تو پھر آپ یہ کام مسٹر ایکسٹو کو ہی سونپ دیجئے ۔۔۔ میں دیکھوں گا کہ وہ کیا کرتے ہیں" ۔۔۔۔ سر رحمان نے دانت پیستے ہوئے جواب دیا۔

"معاف کیجئے سر رحمان! ۔۔۔ میں نے دوسروں کا کام نپٹانے کا ٹھیکہ نہیں لے رکھا ۔۔۔ یہ آپ کا کام ہے آپ ہی جانیں" ۔۔۔۔ ایکسٹو نے روکھا سا جواب دیا۔ اور سر رحمان کچھ کہتے کہتے رک گئے۔

"ہم یہاں ایک دوسرے سے لڑنے کے لئے نہیں آئے ۔۔۔۔ مسٹر ایکسٹو! یہ ٹھیک ہے کہ یہ کام آپ کی لائن کا نہیں۔ مگر ہمیں آپ کے تعاون کی ضرورت ہے" ۔۔۔۔ صدر نے ان دونوں کے درمیان بیچ بچاؤ کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے افسوس ہے جناب صدر! —— کہ میں اس سلسلے میں کوئی تعاون نہیں کر سکتا —— آئی ایم ویری سوری" —— بلیک زیرو نے صدر مملکت کو بھی روکھا سا جواب دے دیا۔

صدر مملکت حیرت بھرے انداز میں ایکسٹو کو دیکھتے رہ گئے۔ ایکسٹو نے آج تک کسی بھی معاملے میں ایسا رویہ اختیار نہ کیا تھا۔

"مسٹر ایکسٹو! —— کیا آپ اس ملک کے باشندے نہیں ہیں —— ؟ آپ کو یہاں کے شہریوں کی جان و مال کی کوئی پرواہ نہیں ہے" —— ؟ اچانک ملٹری انٹیلی جنس کے سربراہ نے کھڑے ہو کر کہا۔ اس کا لہجہ بے حد تلخ تھا۔

"آپ تشریف رکھیں —— ہم ایکسٹو کو مجبور نہیں کر سکتے —— ہمیں کوئی اور راہ سوچنی ہوگی" —— سر سلطان نے ملٹری انٹیلی جنس کے سربراہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ خاصا تلخ تھا۔ وہ شاید ایکسٹو کا مطلب سمجھ گئے تھے کہ وہ براہ راست سامنے نہ آنا چاہتا تھا۔

"اوہ! —— آپ شاید ایسا اس لئے کہہ رہے ہیں کہ ایکسٹو کا تعلق آپ کے محکمے سے ہے" —— ملٹری انٹیلی جنس کے سربراہ نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں کہہ رہا ہوں کہ آپس میں تلخی مت پیدا کیجئے —— سر رحمان! آپ بتائیے کہ ان بدمعاشوں سے نپٹنے کے لئے آپ نے کیا اقدام کئے ہیں" —— صدر مملکت نے کہا اور سر رحمان نے مخصوص بدمعاشوں کی نگرانی اور مشتبہ افراد کی چیکنگ کی تفصیلات بتانی شروع کر دیں۔

"میرا خیال ہے کہ اس تمام طوفان کے پیچھے کسی مخصوص آدمی یا تنظیم کا ہاتھ ہے —— خاص طور پر میں نے یہ اندازہ لگایا ہے کہ تمام بدمعاش گروپ



آپس میں اختلافات ختم کر کے متحد ہو گئے ہیں اور انہوں نے اپنے علاقے سے باہر وارداتیں کرنی چھوڑ دی ہیں" —— پولیس فورس کے انچارج انسپکٹر جنرل راضی نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ کا اندازہ درست معلوم ہوتا ہے —— مگر سوال یہ ہے کہ اس آدمی یا تنظیم کا مقصد کیا ہے —— ؟ صرف ڈاکے ڈالنے یا بدمعاشی کرنا تو کسی تنظیم کا اصل مقصد نہیں ہو سکتا" —— صدر مملکت نے جواب دیا۔

"جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ دراصل یہ تمام طوفان ایک آڑ کے طور پر پیدا کیا جا رہا ہے تاکہ حکام کی توجہ اس طرف رہے اور مجرم اپنا اصل مشن پورا کر سکیں" —— سر رحمان نے جواب دیا۔

"ویری گڈ! —— میرا بھی یہی خیال ہے —— اور اگر یہ خیال درست ہے تو پھر مسٹر ایکسٹو کی لائن کا کام نکل آیا" —— صدر مملکت نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ درست کہہ رہے ہیں —— فی الحال تو ایسے کوئی آثار نہیں —— صرف مسٹر راضی اور آپ کے اندازے ہیں —— ویسے یقین کریں اگر مجھے ذرا بھی شبہ ہو گیا تو میں میدان میں کود پڑوں گا" —— بلیک زیرو نے نرم لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"شکریہ مسٹر ایکسٹو! —— ہم بھی یہی چاہتے ہیں کہ آپ پوری طرح چوکنا رہیں بہرحال مسٹر راضی اور سر رحمان! —— آپ اپنے محکموں کو مزید فعال بنائیں۔ اور کوشش کریں کہ چھوٹی مچھلیوں کی بجائے کسی بڑی مچھلی پر ہاتھ ڈال سکیں تاکہ اصل بات سامنے آ سکے" —— صدر مملکت نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے اٹھ کھڑے ہوتے جس کا مطلب تھا کہ میٹنگ ختم ہو گئی۔ ان کے ساتھ ہی تمام شرکاء بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

اور پھر صدر مملکت کے جاتے ہی وہ سب تیزی سے اپنے اپنے مخصوص دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

بلیک زیرو خاموشی سے اپنی کرسی پر بیٹھا ان سب کو جاتے دیکھتا رہا۔ اس نے جان بوجھ کر اپنے پر ہونے والے حملے کا ذکر نہ کیا تھا۔ وہ دراصل مجرموں کو چونکانا نہیں چاہتا تھا۔ اور دوسری بات یہ تھی کہ وہ اگر اس حملے کا ذکر کر دیتا تو یقیناً صدر مملکت اس کے سر ہو جاتے اور پھر اُسے براہ راست اس کیس میں ملوث ہونا پڑتا۔

سب لوگوں کے جانے کے بعد ایکسٹو اٹھا اور اپنے لئے مخصوص دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دروازہ کھول کر وہ باہر نکلا اور دروازہ بند کر کے اس نے ایک بار پھر غور سے بلب شیڈ کو دیکھا اور دوسرے لمحے وہ مسکرا دیا۔ کیونکہ اس کی توقع کے عین مطابق بلب شیڈ خالی تھا۔ پستول کے ساتھ ساتھ وہ تار بھی غائب تھا جو دیوار کے ہم رنگ تھا۔

بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا اپنی کار تک پہنچا اور چند لمحوں بعد اس کی کار تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی دانش منزل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

**ہوٹل** شوبرا کا ہال بے حد وسیع ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے خوبصورت



انداز میں سجا ہوا تھا۔ ہال کی تمام میزیں بھری ہوئی تھیں۔ اور شہر کے شرفا وہاں براجمان پینے پلانے اور ایک دوسرے سے گپ شپ میں مصروف تھے۔ چونکہ ہوٹل کی شہرت اور ساکھ بے حد اچھی تھی اس لئے شرفا یہاں آنے میں کوئی جھجک محسوس نہ کرتے تھے مگر انہیں شاید معلوم نہ تھا کہ آج اس ہوٹل کا چارج سکہ بند بدمعاشوں نے لے لیا ہے۔ اس لئے یہاں جو بھی ہو جائے کم ہے۔

ہال کی رنگینیاں پورے شباب پر تھیں کہ اچانک لفٹ میں سے چار غنڈے باہر آگئے ان کے لباس اور گلے میں بندھے ہوئے سرخ رومال اور خاص طور پر بھیانک اور سرد چہرے چیخ چیخ کر بتا رہے تھے کہ وہ خطرناک قسم کے غنڈے ہیں۔

یہ چاروں بڑے اطمینان سے چلتے ہوئے کاؤنٹر کے پاس آکر کھڑے ہو گئے۔ یہ صفدر ــ کیپٹن شکیل ــ نعمانی ــ اور چوہان تھے۔ ہال میں موجود افراد حیرت اور خوف سے ملے جلے انداز میں انہیں دیکھنے لگے۔ وہ سوچ رہے تھے کہ اس ہوٹل میں ان غنڈوں کا کیا کام ـــــ کہ ایک بار پھر لفٹ نیچے اتری اور اس کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان باہر آگیا۔ اس کا چہرہ انتہائی خوفناک تھا۔ یہ عمران تھا۔ اس کے پیچھے تنویر باہر نکلا۔ وہ بھی غنڈے کے میک اپ میں تھا۔ وہ دونوں بھی کاؤنٹر کے قریب آکر کھڑے ہو گئے۔

ہال میں یکلخت خاموشی چھا گئی۔

عمران تیزی سے آگے بڑھا اور پھر دروازے کے قریب بیٹھے ہوئے ایک معزز شخص کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر ایک جھٹکے سے اُسے کھڑا کر دیا۔

"سنو الّو کے پٹھے! ـــ سمگلنگ کا سارا مال تم اکیلے ہضم نہیں کر سکتے۔ پرنس کا حصہ دینا ہوگا" ـــ عمران نے انتہائی اکھڑ لہجے میں کہا اور پھر اُسے ایک جھٹکے سے واپس کرسی پر دھکیل دیا۔ اس شخص کا چہرہ ندامت اور خوف سے بگڑ سا گیا تھا۔

"میرا نام پرنس راسکل ہے ـــــ آج سے یہ ہوٹل میں نے خرید لیا ہے۔ یہ سب میرے ساتھی ہیں ـــــ اب ہال میں بیٹھے ہوئے سب لوگ سُن لیں کہ اس شہر میں ہونے والی ہر واردات میں سے اگر مجھے حصہ نہ دیا گیا تو میں اس شہر کی اینٹ سے اینٹ بجادوں گا" ـــــ عمران نے ہال میں بیٹھے ہوئے لوگوں سے مخاطب ہو کر انتہائی دبنگ لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ سیکرٹ سروس کے تمام ممبران بھی ہال میں موجود افراد کو ٹیڑھی نظروں سے دیکھتے ہوئے عمران کے پیچھے چل دیئے۔

ہال میں بیٹھے ہوئے سبھی لوگوں کو تو جیسے سانپ سونگھ گیا۔ ہال میں مکمل سکوت طاری تھا۔

پھر جیسے ہی عمران اور اس کے ساتھی مین گیٹ سے باہر نکلے۔ ہال میں ایک زلزلہ سا آگیا۔ سب لوگ تیزی سے اٹھ کر عقبی دروازے کی طرف بھاگے۔ وہ شاید جلد از جلد اس خطرناک جگہ سے نکل جانا چاہتے تھے اور ظاہر ہے کہ مین گیٹ کی طرف اس لئے نہ گئے تھے کہ وہاں عمران اور اس کے ساتھیوں سے ٹکراؤ کا خدشہ تھا۔

مین گیٹ سے باہر تین سُرخ رنگ کی کاریں موجود تھیں جن پر مختلف حسین اور نیم عریاں عورتوں کے سٹرائیکرز جگہ جگہ چپکے ہوئے تھے۔

عمران ایک کار کا دروازہ کھول کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ صفدر اس کے ساتھ والی سیٹ پر اور جوہان پچھلی نشست پر بیٹھ گیا۔

دوسری کار میں تنویر اور کیپٹن شکیل تھے۔ تیسری کار کو نعمانی اور صدیقی نے سنبھال لیا۔ اور پھر یہ قافلہ تیزی سے ہوٹل کے کمپاؤنڈ سے نکل کر مین روڈ پر آگیا

عمران نے اپنے ساتھیوں کو سب کچھ سمجھا دیا تھا اور پروگرام کے مطابق آج انہوں نے کیفے راک سٹار میں ہنگامہ کرنا تھا۔ کیونکہ عمران کی معلومات کے مطابق کیفے راک سٹار شہر کے مشہور غنڈے "ہیری" کی ملکیت تھی اور وہاں ہر قسم کا غیر قانونی کام انتہائی دھڑلے سے سرانجام دیا جاتا تھا۔

ہیری کے سرپھرے ساتھیوں کی شہرت زیر زمین اس قدر تھی کہ بڑے سے بڑا غنڈہ بھی ان کی طرف ٹیڑھی آنکھ سے دیکھنے کی جرأت نہ کرتا تھا۔ اور آج عمران اسی ہیری اور اس کے ساتھیوں پر اپنا رعب بٹھانے جا رہا تھا۔

کیفے راک سٹار شہر سے ذرا ہٹ کر مضافات میں جانے والی ایک سڑک پر تھا۔ اس کا نام کیفے رکھا گیا تھا ورنہ وہ ایک خاصی لمبی چوڑی عمارت تھی جس کے تہہ خانوں میں اعلیٰ پیمانے پر جوا اور اوپر کی منزلوں کے کمرے عیاشی کے لئے استعمال ہوتے تھے۔

ہیری خود کاؤنٹر پر رہتا تھا اور ہال میں اس کے پالتو غنڈے ویٹروں کے روپ میں منڈلاتے رہتے تھے۔ وہ ہیری کے اشارے پر ایک لمحے میں اچھے خاصے آدمی کا حلیہ بگاڑ سکتے تھے۔ پولیس اس طرف کا رخ ہی نہیں کرتی تھی کیونکہ ہیری پولیس کے معاملے میں خاصا بے رحم واقع ہوا تھا اور ظاہر ہے کہ سوپر فیاض کو وہ بھتہ دیتا ہو گا۔ اس لئے انٹیلی جنس بھی ادھر کا رخ نہیں کرتی تھی۔

عمران نے اپنی کار کیفے راک سٹار کے کمپاؤنڈ میں موڑی اور پھر پوری قوت سے بریک دبا دیئے۔ ٹائروں نے ایک طویل چیخ مار کر زمین کو پکڑ لیا۔ اور پھر عمران کو اپنے پیچھے اسی قسم کی دو اور چیخیں سنائی دیں اور پھر کاروں کے دروازے ایک دھماکے سے کھلتے چلے گئے۔

عمران اور اس کے ساتھی ہر کام چھٹے ہوئے غنڈوں کی طرح کر رہے تھے۔

جب سب لوگ باہر آ گئے تو عمران دونوں ہاتھ پہلوؤں پر رکھے بڑے اطمینان سے چلتا ہوا مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

دروازہ کھول کر عمران نے جیسے ہی اندر قدم رکھا اس کی ناک سے سستی شراب اور سستے سگریٹوں کے بھبکے ٹکرائے۔ ہال کی رونق پورے عروج پر تھی اور ہر میز پر شہر کے چھٹے ہوئے غنڈے، سمگلر اور بدمعاش طوائفوں کو لئے بیٹھے ہوئے پینے پلانے میں مصروف تھے۔

جیسے ہی عمران اور اس کے ساتھی اندر داخل ہوئے ہال میں یکلخت خاموشی چھا گئی۔ وہ سب حیرت بھرے انداز میں ان کو دیکھنے لگے۔ کاؤنٹر کے پیچھے لحیم شحیم ہیری کھڑا تھا۔ اس کی حیرت بھری نظریں بھی عمران اور اس کے ساتھیوں پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ شاید اس لئے حیران تھا کہ اس نے ان غنڈوں کو آج سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ جب کہ دارالحکومت میں موجود کوئی غنڈہ ایسا نہ تھا جسے وہ نہ جانتا ہو۔ جبکہ یہ غنڈے اجنبی تھے۔

"خوب! — تو یہ عیش ہو رہے ہیں" — عمران نے چھٹے ہوئے غنڈوں کے سے انداز میں کہا اور پھر بڑے اطمینان سے چلتا ہوا کاؤنٹر کے قریب پہنچ گیا۔

"ہیلو — تمہارا نام ہیری ہے نا" — عمران نے انتہائی بے تکلفانہ انداز میں کہا۔

"ہاں! — اور تم کون ہو" — ہیری نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ اب اپنی حیرت پر قابو پا چکا تھا۔

"میرا نام پرنس راسکل ہے — میں نے شورا بوٹل خرید لیا ہے" — عمران نے جواب دیا۔



"پرنس راسکل" — ہیری نے لفظ راسکل پر چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں! — اور اس نام کو ہمیشہ یاد رکھنا — اور سنو! میرا حصہ باقاعدگی سے مجھے ملنا چاہئے ورنہ میں تمہارا چوکھٹا اتنا بگاڑ دوں گا کہ لوگ تمہیں ہیری کی بجائے ٹیڑھی کہا کریں گے" — عمران نے کاؤنٹر پر اپنی کہنی ٹیکتے ہوئے کہا مگر دوسرے لمحے وہ اچھل کر تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ ورنہ ہیری کا ہاتھ پوری قوت سے اس کے جبڑے پر پڑتا۔

"تم — تمہاری یہ جرأت کہ ہیری کو آ کر رعب دو" — ہیری نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

مگر دوسرے لمحے عمران نے اس کے گریبان میں ہاتھ ڈالا اور ہیری لحیم شحیم جسم رکھنے کے باوجود یوں اڑتا ہوا کاؤنٹر سے ادھر گرا جیسے وہ گوشت پوست کی بجائے کاغذ کا بنا ہوا ہو۔ اور پھر تو پورے ہال میں ہنگامہ برپا ہو گیا۔ ہیری کے پالتو غنڈے جو ویٹروں کے روپ میں تھے۔ عمران کے ساتھیوں پر پل پڑے۔

ہال میں ایک ہنگامہ سا مچ گیا۔ ویٹروں کے علاوہ باقی لوگ بھی تیزی سے کرسیاں چھوڑ کر ہال کی دیواروں کے ساتھ سمٹتے چلے گئے۔ عمران کے ساتھیوں نے ویٹروں کو ٹکروں پر رکھ لیا۔ مگر وہ بھی جاندار قسم کے لڑاکے تھے اس لئے خاصی زوردار جنگ شروع ہو گئی۔

ادھر ہیری جیسے ہی زمین پر گرا۔ عمران نے انتہائی پھرتی سے اپنی لات گھمائی اور اس کا بوٹ زمین سے اٹھتے ہوئے ہیری کے جبڑے پر پوری قوت سے پڑا اور ہیری ایک چیخ مار کر زمین پر تڑپنے لگا۔ عمران کی بھرپور ٹھوکر نے اس کے کم از کم آدھے دانت حلق میں اتار دیئے تھے۔ اور پھر عمران کو بھی اچھل کر فرش پر

گرنا پڑا۔ کیونکہ ہیری نے زمین پر تڑپتے ہوئے اچھل کر لات چلائی تھی جو بڑے بھرپور انداز میں عمران کے پیٹ پر لگی تھی۔ عمران چونکہ ہیری کو تڑپتے دیکھ کر اطمینان سے کھڑا تھا اس لئے وہ اس اچانک وار سے سنبھل نہ سکا تھا۔

اور پھر وہ دونوں اکٹھے ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہیری کے منہ سے خون اُبل رہا تھا۔ اس کی آنکھیں غصے کی شدت سے چراغوں کی طرح جل رہی تھیں اس نے انتہائی پھرتی سے اپنے دائیں بازو کو جھٹکا دیا اور اس کی آستین میں چھپا ہوا ایک چھوٹا سا مگر انتہائی تیز خنجر جھٹکا کھا کر اس کے ہاتھ میں آگیا۔

عمران نے خنجر اس کے ہاتھ میں دیکھتے ہی پوری قوت سے اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی اور پھر ہوا میں ہی اپنا رُخ بدل کر وہ ہیری کے بائیں رخ پر پہلو کے بل آگرا اور اس کی یہ چھلانگ ہی اُسے خنجر کے وار سے بچانے میں کامیاب ہوگئی ورنہ ہیری نے جس ماہرانہ انداز میں خنجر عمران پر پھینکا تھا اگر عمران کی جگہ کوئی اور ہوتا تو یقیناً خنجر اس کے سینے میں ترازو ہوچکا ہوتا اور پھر اس سے پہلے کہ ہیری اپنا رخ بدل کر اپنے آپ کو بچاتا۔ عمران نے انتہائی پھرتی سے اُسے دونوں ہاتھوں پر اٹھا لیا اور پھر سر پر گھما کر پوری قوت سے دیوار کے ساتھ دے مارا ہیری کے حلق سے ایک کربناک چیخ نکلی اور وہ زمین پر گر کر ساکت ہوگیا۔

ادھر ہال میں ہونے والی جنگ بھی اب اختتام کو پہنچ گئی تھی۔ عمران کے ساتھیوں نے ویٹروں کا مار مار کر بھرکس نکال دیا تھا۔ اور وہ سب ہال میں اِدھر اُدھر بکھرے پڑے تھے۔ ان میں سے بیشتر کے چہرے لہولہان تھے۔ کچھ کے بازو ٹوٹ چکے تھے۔ اور کچھ کی پسلیاں۔

دیواروں کے ساتھ لگے ہوئے غنڈے بڑے حیرت بھرے انداز میں ان جی دار لڑاکوں کو دیکھ رہے تھے جنہوں نے آناً فاناً ہیری اور اس کے خطرناک



غنڈوں کا تیا پانچہ کر کے رکھ دیا تھا۔

عمران نے زمین پر پڑے ہوئے بیہوش ہیری کو گریبان سے پکڑ کر اونچا کیا اور دوسرے لمحے ایک زوردار تھپڑ جڑ دیا اور ہیری جھٹکا کھا کر واپس ہوش کی سرحدوں میں داخل ہوگیا۔

"سنو ہیری! ــــ میرا نام پرنس راسکل ہے ــــ اور ہم لوگ شوبرا ہوٹل میں موجود رہتے ہیں ــــ ہر ہفتے اپنی کمائی کا چوتھا حصہ باقاعدگی سے پہنچا دیا کرو گے تو پھر ہی یہ اڈہ چلا سکو گے ــــ ورنہ یاد رکھو آئندہ ہفتے تمہاری ایک ایک ہڈی اس ہال میں بکھری پڑی ہوگی" ــــ عمران نے ہیری کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر غراتے ہوئے کہا اور پھر ایک جھٹکے سے اُسے فرش پر دھکیل دیا۔

"چلو ساتھیو! ــــ آج کے لئے اتنا ہی کافی ہے" ــــ عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے پلٹے اور پھر مین گیٹ سے باہر نکل کر اپنی کاروں کی طرف دوڑتے چلے گئے۔

ٹائیگر نے ہوٹل میں پہنچتے ہی سب سے پہلے عمران کا مخصوص ٹیلیفون نمبر گھمایا۔ مگر دوسری طرف سے ایک گھمبیر سی میکانکی آواز سنائی دی۔

"اپنا پیغام ریکارڈ کرا دیجئے" ــــ اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔ وہ جانتا تھا کہ جب فون اٹنڈ کرنے والا کوئی نہ ہو تو پھر اس کے ساتھ ٹیپ منسلک کر دیا جاتا ہے۔ جس میں یہ الفاظ ٹیپ ہوتے ہیں تاکہ فون کرنے والا پیغام ریکارڈ کرا دے۔ اور ٹائیگر نے بھی تفصیل کے ساتھ لیموسین کار کے تعاقب اور پھر اس نوجوان کے ساتھ جنگ۔ اپنے اغوا اور عالیشان کالونی کی اس کوٹھی میں اپنے پر ہونے والے تشدد اور وہاں سے زیج نکلنے تک کے تمام واقعات تفصیل سے ریکارڈ کرا دیئے۔ اس نے لیموسین کار کے نمبر۔ کوٹھی کا نمبر اور اس کا محل وقوع اور اس نوجوان کا حلیہ سب کچھ تفصیل کے ساتھ ریکارڈ کرا دیا تھا ریکارڈ کرانے کے بعد اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اُسے معلوم تھا کہ جیسے ہی عمران یہ پیغام سنے گا وہ اس سے خود رابطہ قائم کرے گا۔ چنانچہ رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور پھر ہوٹل کے نیچے واقع ایک ڈاکٹر کے کلینک میں جانے کا پروگرام بنانے لگا۔ کیونکہ وہ اپنے زخموں پر باقاعدہ مرہم پٹی کروانا چاہتا تھا۔

ہوٹل کے ہال سے گزر کر وہ مین گیٹ کی طرف بڑھا ہی تھا کہ اچانک کاؤنٹر کے قریب کھڑے ہوئے دو لمبے تڑنگے نوجوان تیزی سے اس کی طرف بڑھے اور پھر وہ دونوں اس کے دائیں بائیں چلنے لگے۔

"خاموشی سے ہمارے ساتھ چلے آؤ ــــ ورنہ ہماری جیبوں میں موجود ریوالوروں کے رخ تمہاری طرف ہیں" ــــ ان میں سے ایک نے دبی مگر کرخت آواز میں کہا اور ٹائیگر ایک لمحے کے لئے ٹھٹکا مگر دوسرے لمحے وہ تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ کیونکہ اُسے اچھی طرح معلوم تھا کہ اگر اس نے کوئی حرکت کی تو یہ لوگ گولی چلانے سے بھی دریغ نہ کریں گے۔ مگر وہ دل ہی دل میں حیران تھا کہ یہ



لوگ کون ہیں اور اُسے کہاں لے جانا چاہتے ہیں۔ کیونکہ اُسے یقین تھا کہ کوٹھی والے نوجوان کے آدمی تو اتنی جلدی اس تک نہیں پہنچ سکتے۔

مین گیٹ کراس کر کے وہ جیسے ہی باہر نکلے۔ ایک غنڈے نے اس کو پارکنگ کی طرف چلنے کے لئے کہا اور ٹائیگر خاموشی سے پارکنگ کی طرف بڑھ گیا۔ پارکنگ میں موجود ایک نیلے رنگ کی کار کے قریب ایک اور آدمی کار سے پشت لگائے کھڑا تھا۔ جیسے ہی اس نے ان تینوں کو اپنی طرف آتے دیکھا تو تیزی سے سیدھا ہوا اور پھر اس نے کار کا پچھلا دروازہ کھول دیا۔

"کار کے اندر بیٹھ جاؤ ــــ اور دیکھو کوئی حرکت نہ کرنا" ــــ ایک غنڈے نے پھرتی سے جیب سے ریوالور نکالتے ہوئے کہا۔

مگر اسی لمحے ٹائیگر نے ان کے ساتھ جانے کی بجائے ان سے نپٹنے کا فیصلہ کر لیا اور دوسرے لمحے وہ کسی لٹو کی طرح اپنے پیروں پر گھوما اور اس کا ہاتھ پوری قوت سے پستول والے غنڈے کی گردن سے ٹکرایا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انتہائی پھرتی سے گھوم کر دوسرے غنڈے کے پہلو میں ٹکر مار دی۔ پستول والا نوجوان ہاتھ کھا کر لڑکھڑایا جبکہ دوسرا ٹکر کھا کر اچھلا اور نیچے گر پڑا۔ ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلا اور اس نے پہلے غنڈے کے پہلو میں پوری قوت سے ٹکر مارا۔ اور خود اچھل کر سامنے سے حملہ کرنے والے تیسرے غنڈے کے سینے سے جا ٹکرایا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ تینوں ہی ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گر پڑے اور ٹائیگر نے انتہائی پھرتی سے پچھلی جیب سے ریوالور نکال لیا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے، ٹائیگر نے پستول کا دستہ پوری قوت سے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے ایک غنڈے کی کھوپڑی میں رسید کر دیا اور وہ دوبارہ زمین پر گر گیا۔ ٹائیگر نے اُسے پستول کا دستہ

رسید کرتے ہی اپنی لات گھمائی اور دوسرے کے پہلو میں پوری قوت سے ماردی
اور وہ بھی اونغ کی آواز نکال کر وہیں دوہرا ہوگیا۔ جب کہ تیسرا شاید جان بوجھ
کر ہی بے حس و حرکت ہوگیا تھا۔

ٹائیگر تیزی سے مڑا اور پھر کار کی پشت کی طرف آگیا۔ اس نے بڑی پھرتی
سے جیب سے ایک چھوٹی سی تار نکالی اور کار کی ڈگی کے سوراخ میں ڈال کر مخصوص
انداز میں جھٹکا دیا۔ دوسرے لمحے ڈگی کا ڈھکن خود بخود اٹھتا چلا گیا۔ ٹائیگر اپنے
جسم کو سمیٹ کر ڈگی میں داخل ہوگیا۔ اور اس نے دونوں ہاتھوں سے ڈگی کے
ڈھکن کو پکڑ کر نیچے کی طرف جھکا دیا۔ مگر اُسے پوری طرح بند نہ کیا تاکہ ایک تو
ہوا کا راستہ رہ جائے اور دوسرا وہ خود بھی باہر جھانک سکے۔ اس کے کان
کار کی دائیں سائیڈ پر پیدا ہونے والی آوازوں پر ہی لگے ہوئے تھے۔

وہ تینوں غنڈے کافی دیر تک یونہی بے حس و حرکت پڑے رہے پھر شاید
ان میں سے ایک اٹھا اور اس کار کا دروازہ کھول کر اپنے ساتھیوں کو گھسیٹ
کر کار میں ڈال دیا اور خود سامنے کے رخ سے گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ
گیا۔ پھر چند لمحوں بعد ہی کار کا انجن غرایا اور کار ایک جھٹکا کھا کر آگے کی
طرف بڑھ گئی۔

ٹائیگر خاموشی سے ڈگی کی جھری سے دیکھ رہا تھا۔ کار ہوٹل کے کمپاؤنڈ سے
باہر نکل کر مین روڈ پر آئی اور پھر تیزی سے کراس روڈ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔
کراس روڈ کے چوک پر پہنچ کر وہ بائیں طرف مڑ کر جھیل کی طرف جانے والی
سڑک پر مڑ گئی۔ اس سڑک کا اختتام ایک مصنوعی جھیل پر ہوتا تھا۔ اس مصنوعی
جھیل کے عقب میں ایک ویران سی پہاڑی تھی جہاں پر لوگ پہاڑی بکرے کے
شکار کے لئے جایا کرتے تھے۔



کار جلد ہی مصنوعی جھیل کے پاس پہنچ گئی اور پھر اس کا رخ شمال کی طرف
ہوا اور جھیل کو دائیں ہاتھ پر رکھتے ہوئے وہ آگے بڑھتی چلی گئی۔ وہاں چونکہ کوئی
باقاعدہ راستہ نہ تھا اس لئے کار بُری طرح اچھل رہی تھی۔ ٹائیگر بڑی مشکل سے
اپنے آپ کو سنبھالے ہوئے تھا۔ اُسے خطرہ تھا کہ ڈگی کا ڈھکن نہ بند ہوجائے
اور وہ اندر بند ہو کر رہ جائے اور ساتھ ہی وہ اپنے سر کو بھی ڈھکن سے ٹکرانے
سے بچائے ہوئے تھا تاکہ ڈرائیور کو اس کی موجودگی کا علم نہ ہوسکے۔

کار اسی طرح اچھلتی کودتی آخر کار پہاڑی کے دامن میں پہنچ کر رک
گئی۔ ڈرائیور تیزی سے باہر نکلا اور پھر تقریباً بھاگتا ہوا وہ پہاڑی پر چڑھتا چلا
گیا۔

ڈرائیور کے ادھر جاتے ہی ٹائیگر تیزی سے ڈگی سے باہر نکلا اور پھر ایک
بڑی سی چٹان کی آڑ میں چھپ گیا۔ وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اس پہاڑی کے دامن
میں کیا ہو رہا ہے۔

تھوڑی دیر بعد ڈرائیور پہاڑی کی چٹان کے پیچھے جاکر ٹائیگر کی نظروں سے
غائب ہوگیا۔ دوسرا لمحہ ٹائیگر کے لئے انتہائی حیرت انگیز ثابت ہوا کیونکہ اچانک
ایک ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے ساتھ پہاڑی کے عین دامن میں ایک بہت بڑی
چٹان کسی ڈھکن کی طرح اٹھتی چلی گئی اور پھر وہ ڈرائیور چٹان کے پیچھے سے نکلا
اور پہاڑی سے اتر کر دوڑتا ہوا کار کی طرف آیا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے ادھر
ادھر دیکھا اور پھر کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے کار انتہائی
تیزی سے چلتی ہوئی اس نئے پہاڑی راستے میں داخل ہوگئی اور اس کے ساتھ ہی
ایک ہلکی سی گڑگڑاہٹ ہوئی اور چٹان دوبارہ برابر ہوگئی۔

ٹائیگر کافی دیر تک وہاں بیٹھا رہا کہ شاید کار دوبارہ باہر آئے مگر جب کوئی

برآمد نہ ہوا تو ٹائیگر تیزی سے اٹھا اور چٹانوں کی آڑ لیتا ہوا واپس جھیل کی طرف چل پڑا۔

ٹائیگر نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ اندر جانے سے پہلے عمران کو اس بارے میں اطلاع کر دے کیونکہ اُسے محسوس ہو رہا تھا کہ مجرموں کا یہاں کوئی بہت خطرناک قسم کا اڈہ ہے اور ایسا ہو سکتا تھا کہ وہ ان میں پھنس جائے۔ مصنوعی جھیل کے قریب سے گزرتا ہوا وہ جھیل کے قریب موجود ایک کیفے میں داخل ہو گیا۔

کیفے میں اس وقت بھی سیر کو آنے والے جوڑوں کی خاصی تعداد موجود تھی ٹیلیفون بوتھ کیفے کی راہداری میں موجود تھا۔ ٹائیگر اس بوتھ میں داخل ہوا اور اس نے سکے ڈال کر عمران کا مخصوص نمبر گھمایا اور پھر چند لمحوں بعد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"ایکسٹو" رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر سپیکنگ سر! — عمران صاحب سے بات کرنا چاہتا ہوں" — ٹائیگر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہوٹل شوبرا میں پرنس راسکل سے بات کرلو" — ایکسٹو کی باوقار مگر کرخت آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

ٹائیگر سمجھ گیا کہ عمران آجکل ہوٹل شوبرا میں پرنس راسکل کے طور پر مقیم ہے۔ اس نے فون بوتھ میں پڑی ہوئی ڈائریکٹری اٹھائی اور ہوٹل شوبرا کے نمبر تلاش کرنے شروع کر دیئے۔ جلد ہی اُسے نمبر مل گئے تو اس نے اور سکے ڈال کر ہوٹل شوبرا کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔



"ہوٹل شوبرا" — ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"پرنس راسکل سے بات کرائیں — ٹائیگر بول رہا ہوں" — ٹائیگر نے کہا۔

"ایک منٹ ہولڈ کیجئے" — دوسری طرف سے آواز سنائی دی اور پھر چند لمحوں بعد رسیور پر ایک بگڑی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس پرنس راسکل سپیکنگ" — لہجے میں بے پناہ کرختگی اور اکھڑ پن تھا۔ اگر ٹائیگر کو پہلے سے معلوم نہ ہوتا تو وہ کبھی بھی یہ یقین نہ کرتا کہ بولنے والا عمران ہے۔

"میں ٹائیگر بول رہا ہوں جناب" — ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ! — کوئی خاص بات" — ؟ اس بار لہجے میں نرمی تو تھی مگر آواز وہی تھی۔

"سر پہلے میں نے مخصوص نمبروں پر پیغام ریکارڈ کرایا تھا" — ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں! — مجھے رپورٹ مل چکی ہے — مگر پرندے اُڑ گئے ہیں" — عمران نے جواب دیا۔

"سر! — اب میں مصنوعی جھیل سے بول رہا ہوں" — ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے ساتھ ہونے والے تمام واقعات کی تفصیل بتا دی۔

"اوہ! — خاصی اہم خبر ہے — تم وہیں رکو — میں خود آ رہا ہوں" — عمران نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا۔

"بہتر جناب" — ٹائیگر نے جواب دیا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوتے ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے پاس عمران کے انتظار کے سوا فی الحال اور کوئی کام نہ تھا۔

**بلیک زیرو** ایوان صدر سے جیسے ہی واپس دانش منزل پہنچا اسے ٹیلیفون پر ٹائیگر کا پیغام ملا۔ چونکہ بلیک زیرو کو ٹائیگر کے متعلق ہدایت یہی تھی کہ اس کا پیغام عمران کو فوری طور پر منتقل کر دیا جائے۔ اس لئے اس نے رسیور اٹھایا اور عمران سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش شروع کر دی۔

"طاہر بول رہا ہوں جناب" ـــ عمران کے لائن پر آتے ہی بلیک زیرو نے کہا۔

"کیا بات ہے" ـــ؟ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں پوچھا اور بلیک زیرو نے سب سے پہلے ٹیپ ریکارڈر چلا کر ٹائیگر کا پیغام عمران کو سنایا۔

"اوہ! ـــ اس کا مطلب ہے کہ کنگ کا اڈہ عالیشان کالونی میں ہے ـــ اچھا ٹھیک ہے ـــ میں پتہ کرتا ہوں ـــ اور کوئی بات" ـــ؟ عمران نے پوچھا۔

اور پھر بلیک زیرو نے ایوان صدر میں ہونے والی میٹنگ اور اپنے پر حملے کے ساتھ ساتھ یوسف طاہر کے متعلق شکوک کا اظہار بھی کر دیا۔

"ٹھیک ہے ـــ تم ایسا کرو کہ فوری طور پر یوسف طاہر کو چیک کرو۔ میرا خیال ہے کہ یوسف طاہر کے میک اپ میں کسی اور نے میٹنگ میں شرکت کی



ہے ـــ یوسف طاہر کو میں جانتا ہوں وہ غدار نہیں ہو سکتا" ـــ عمران نے جواب دیا۔

"بہتر" ـــ بلیک زیرو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا کیونکہ عمران نے دوسری طرف سے رابطہ ختم کر دیا تھا۔

بلیک زیرو چند لمحے بیٹھا سوچتا رہا کہ آیا خود جا کر یوسف طاہر کو چیک کرے یا پہلے اسے فون کرے۔ پھر اس نے پہلے فون کرنے کا فیصلہ کیا اور میز کی دراز سے فون بک نکال کر اس نے یوسف طاہر کے نمبر تلاش کئے اور پھر رسیور اٹھا کر نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہو گیا۔

"یوسف طاہر سپیکنگ" ـــ دوسری طرف سے یوسف طاہر کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو" ـــ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر" ـــ یوسف طاہر کا لہجہ یکدم مودبانہ ہو گیا۔

"یوسف! ـــ تم نے میٹنگ میں کوئی رائے نہیں دی حالانکہ یہ تمہارا مخصوص فیلڈ تھا" ـــ بلیک زیرو نے جان بوجھ کر مبہم لہجے میں کہا۔

"میٹنگ میں ـــ سر! آپ کس میٹنگ کی بات کر رہے ہیں ـــ میں نے تو کسی میٹنگ میں شرکت نہیں کی" ـــ یوسف طاہر کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"تم نے ایوان صدر میں ہونے والی میٹنگ میں شرکت نہیں کی" ـــ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"نہیں جناب! ـــ مجھے تو اس میٹنگ کی کوئی اطلاع ہی نہیں ہے۔

میں تو شہر میں ہونے والے ایک قتل کی واردات کے سلسلے میں آج تمام دن دفتر سے باہر رہا ہوں اور ابھی چند منٹ پہلے واپس آیا ہوں" ـــــ یوسف طاہر نے جواب دیا۔

"ہوں ! ـــ اس کا مطلب ہے کہ تمہارے میک اپ میں کسی اور نے میٹنگ میں شرکت کی تھی ـــ میں پہلے ہی مشکوک ہو گیا تھا ـــ بہرحال تم اس سلسلے میں انکوائری کرو کیونکہ تمہیں سرکاری طور پر دفتر میں ہی اطلاع دی گئی ہو گی اور تمہارے دفتر کے کسی آدمی کو ہی اس بات کا علم ہو گا کہ تم دفتر میں کس وقت واپس آؤ گے ـــ مجھے ایک گھنٹے بعد مخصوص نمبروں پر فون کرو"۔ بلیک زیرو نے اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب ! ـــ واقعی میرا کوئی قریبی آدمی ہی مجرموں کا ساتھی ہے۔ ورنہ ایسی بات نہ ہوتی ـــ میں آپ کو رپورٹ کروں گا جناب" ـــ یوسف طاہر نے پریشان سے لہجے میں جواب دیا۔

اور پھر بلیک زیرو نے رسیور رکھ دیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ مجرموں نے آخر یوسف طاہر کے روپ میں میٹنگ میں شرکت کیوں کی ؟ وہ کسی اور کے میک اپ میں بھی وہاں پہنچ سکتے تھے۔

ابھی بلیک زیرو اس پوائنٹ پر غور کر ہی رہا تھا کہ اچانک کمرے میں ایک ہلکی سی سیٹی کی آواز ابھری اور بلیک زیرو اس آواز کو سنکر بری طرح چونک پڑا۔ اس کی نگاہیں دروازے کے اوپر لگی ہوئی سکرین کی طرف اٹھ گئیں۔ یہ مخصوص سیٹی اس وقت بجتی تھی جب کوئی آدمی غلط طریقے سے دانش منزل میں داخل ہونے کی کوشش کرتا تھا۔

دروازے کے اوپر لگی ہوئی سکرین روشن ہو گئی تھی اور سکرین پر دانش منزل



کی شمالی دیوار نظر آ رہی تھی۔ ایک آدمی رسی کی سیڑھی کے ذریعے دیوار پر چڑھا ہوا تھا۔

بلیک زیرو نے پھرتی سے میز کے کنارے پر لگے ہوئے بے شمار رنگ برنگے بٹنوں میں سے ایک بٹن دبایا تو اب اسے دیوار کی دوسری طرف کا منظر بھی سکرین پر نظر آنے لگا۔ دیوار کے ساتھ ایک کار موجود تھی جو بالکل دیوار کے ساتھ لگی ہوئی کھڑی تھی۔ کار کے اندر کوئی فرد نظر نہ آ رہا تھا۔ بلیک زیرو نے بٹن آف کر دیا۔

اب وہ آدمی دیوار سے اتر کر دانش منزل کی عمارت کی طرف دبے پاؤں بڑھا چلا آ رہا تھا۔

بلیک زیرو نے میز کی دراز کھینچی۔ دراز کے اندر بھی دس مختلف رنگوں کے بٹن ایک پلاسٹک کے تختے پر نصب تھے۔ جن کے درمیان میں ایک ڈائل موجود تھا۔ بلیک زیرو نے بڑی پھرتی سے ڈائل کے ساتھ لگے ہوئے ایک گول سے چکر کو گھمایا اور ڈائل کی سوئی تیزی سے حرکت کرنے لگی۔ بلیک زیرو سکرین کو دیکھتے ہوئے ڈائل گھماتا چلا گیا اور پھر جب سوئی ایک مخصوص ہندسے پر پہنچی تو اس کی انگلی ایک بٹن پر ٹک گئی اور اس کے ساتھ ہی اس کی نظریں سکرین پر جم سی گئیں۔

آنے والا آدمی اب صحن کے درمیانی حصے میں پہنچ چکا تھا۔ بلیک زیرو خاموش بیٹھا اسے دیکھتا رہا۔ پھر جیسے ہی آنے والے کے قدم صحن میں لگے ہوئے ایک مخصوص بلاک پر پڑے۔ بلیک زیرو نے پھرتی سے وہ بٹن دبا دیا اور دوسرے لمحے آنے والا یکدم سکرین پر سے غائب ہو گیا۔ یوں لگتا تھا جیسے اچانک اس نے سلیمانی ٹوپی پہن لی ہو۔ بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لی اور

پھر میز کی دراز بند کر دی۔ اور میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک اور بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے سکرین پر ایک جھماکا سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر ایک چھوٹے سے کمرے کا منظر ابھر آیا۔

یہ کمرہ چاروں طرف سے بالکل بند تھا۔ آنے والا آدمی اس کمرے کے فرش پر پڑا ہوا حیرت بھرے انداز میں چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ تیزی سے اٹھا اور اس نے دیواروں کو ہاتھ سے ٹھونکنا شروع کر دیا۔ مگر جلد ہی وہ منہ بنا کر کھڑا ہو گیا۔ دیواروں اور فرش پر ربڑ کی موٹی تہہ چڑھی ہوئی تھی۔ آنے والا اب کمرے میں قید تھا۔

بلیک زیرو نے ایک اور بٹن دبایا تو میز کی سطح کا ایک کونہ اندر کی طرف سمٹتا چلا گیا اور اس میں سے ایک چھوٹا سا مائک ابھر کر اوپر آ گیا۔

"کون ہو تم —— ؟ اور یہاں کیوں آئے ہو" —— ؟ بلیک زیرو نے مائک کے ساتھ لگے ہوئے ایک چھوٹے سے بٹن کو آن کرتے ہوئے بڑے کرخت لہجے میں کہا۔ اور بلیک زیرو نے سکرین پر اس آدمی کو بری طرح چونکتے اور کمرے میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے دیکھا۔

"بولو کون ہو تم" —— ؟ بلیک زیرو نے ایک بار پھر کہا۔

"تم کون بول رہے ہو —— ؟ سامنے آکر بات کرو" —— آنے والے نے بھرائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز بلیک زیرو کو سنائی دی۔

"میرے سوال کا جواب دو ورنہ ——" بلیک زیرو نے پہلے سے زیادہ کرخت لہجے میں کہا۔

"جب تک سامنے آکر بات نہیں کرو گے —— میں کسی سوال کا جواب نہیں



دوں گا" —— آنے والے نے لہجے کو دبنگ بناتے ہوئے کہا۔

بلیک زیرو نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک اور بٹن دبایا اور پھر خاموشی سے سکرین کی طرف دیکھنے لگا۔

بٹن دبتے ہی پورا کمرہ کسی لٹو کی طرح گھومنا شروع ہو گیا اور آنے والا لڑکھڑا کر نیچے گر پڑا۔ وہ بار بار اٹھنے کی کوشش کرتا مگر بے سود۔ کمرہ جو آہستہ آہستہ گھوم رہا تھا، آہستہ آہستہ اس کی گردش تیز ہوتی چلی جا رہی تھی اور چند لمحوں بعد وہ خاصی تیز رفتاری سے گھومنے لگا۔ آنے والا اب یوں کمرے کے فرش پر قلابازیاں کھا رہا تھا اور بار بار کمرے کی دیواروں سے ٹکرا رہا تھا جیسے چھاج میں اناج پھٹکا جاتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کر رہا تھا مگر بے سود۔ کمرے کے گھومنے کی رفتار اب کافی سے زیادہ تیز ہو چکی تھی اور آنے والا کمرے کے ساتھ ساتھ بری طرح لوٹ پوٹ ہو رہا تھا۔ اور پھر چند لمحوں بعد اس کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکلنے لگیں۔

"خدا کے لئے بند کرو —— بتاتا ہوں" —— آنے والے نے چیختے ہوئے کہا۔

اور بلیک زیرو نے بٹن آف کر دیا اور کمرے کے گھومنے کی رفتار آہستہ ہونی شروع ہو گئی اور چند لمحوں بعد کمرہ رک گیا۔ آنے والا فرش پر پڑا لمبے لمبے سانس لے رہا تھا۔ اس کا چہرہ سرخ تھا اور آنکھیں باہر کو ابلی ہوئی تھیں۔

"جلدی بتاؤ کہ تم کون ہو —— ورنہ اس بار کمرہ گھومنا بند نہیں کروں گا"۔ بلیک زیرو نے کرخت لہجے میں کہا۔

"نہ نہ خدا کے لئے ایسا نہ کرنا —— میں نے بڑے سے بڑے تشدد کے سامنے کبھی زبان نہیں کھولی مگر یہ چکر —— خدا کی پناہ —— مجھے یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے میری روح تک چکر کھا رہی ہو" —— فرش پر پڑے ہوئے نے منت بھرے

لہجے میں کہا۔

" تو پھر زبان کھولو ـــــ میرے پاس فالتو وقت نہیں ہے ـــــ اور سنو!
صرف سچ بولنا ورنہ " ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

" میرا نام راجو ہے ـــــ میں پیشہ ور قاتل ہوں ـــــ میری خدمات یہاں کے
مشہور بدمعاش چیکو نے حاصل کی تھیں ۔ اس کا کوئی آدمی انٹیلی جنس کے
شعبۂ قتل کے چیف یوسف طاہر کا ساتھی ہے ـــــ اس نے اُسے اطلاع دی
کہ یوسف طاہر ایوان صدر میں ہونے والی میٹنگ میں شرکت کرنی ہے ـــ
جہاں سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو نے شرکت کرنی ہے ـــ اس نے چیکو
کو ایک نقشہ بھی فراہم کیا کہ ایکسٹو کس راہداری سے گزر کر ہال میں جائے گا۔
چنانچہ چیکو نے ایکسٹو کو قتل کرنے کے لئے اپنے آدمی ایوان صدر میں پہنچائے
اور ان کی مدد سے میں نے اس راہداری میں بلب شیڈ کے پیچھے پسٹول فٹ
کیا اور راہداری کے قالین کے نیچے اس کا سسٹم رکھ دیا۔ مگر نشانہ خطا ہوا اور
ایکسٹو بچ گیا ـــــ میں نے یوسف طاہر کے روپ میں میٹنگ میں شرکت کی۔
میرا خیال تھا کہ میٹنگ کے دوران ہی ایکسٹو کو ہلاک کر دوں گا ـــــ مگر وہاں مجھے
موقع نہ مل سکا ـــــ چنانچہ میں باہر آگیا اور پھر ایکسٹو کا تعاقب کرتے ہوئے
اس عمارت تک آیا اور اب یہاں قید ہو گیا ہوں" ۔ راجو نے تفصیل بتاتے
ہوئے کہا۔

" چیکو کا اڈہ کونسا ہے ؟ اور تمہیں کتنا معاوضہ دیا گیا تھا اس کام
کے لئے " ـــــ ؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

" سوزی بار اس کا اڈہ ہے ـــ وہ اکثر وہیں ملتا ہے ـــ مجھے ایک لاکھ
روپے کی پیشکش کی گئی تھی جس میں سے پچاس ہزار پیشگی اور پچاس ہزار بعد



میں طے ہوئے" ـــــ راجو نے جواب دیا۔

" تمہیں ایکسٹو کے متعلق کیا بتایا گیا تھا" ـــــ ؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

" مجھے صرف یہ بتایا گیا تھا کہ وہ سیاہ رنگ کے نقاب میں میٹنگ میں شرکت کرے
گا" ـــــ راجو نے جواب دیا۔

" کیا تم نے ایکسٹو کا تعاقب اپنی مرضی سے کیا تھا ـــ یا ـــ چیکو نے اس
کی ہدایت کی تھی" ـــ ؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

" چیکو نے مجھے صرف ایکسٹو کے قتل کا معاوضہ دیا تھا ـــ جب میرا حملہ
ایوان صدر میں ناکام ہو گیا تو پھر میں خود ہی ایکسٹو کا تعاقب کرتے ہوئے یہاں
تک آگیا تھا تاکہ اپنا مشن مکمل کر سکوں" ـــــ راجو نے جواب دیا۔

" اوکے ـــ اب تم آرام کرو ـــ اگر چیکو نے تمہاری بتائی ہوئی باتوں کی
تصدیق کر دی تو تمہیں رہا کر دیا جائے گا ورنہ چکر دار موت تو تمہارے مقدر
میں لکھ ہی دی گئی ہے" ـــ بلیک زیرو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
مائیک کا بٹن آف کر کے سکرین کو بھی آف کر دیا۔

بلیک زیرو سوچ رہا تھا کہ چیکو کو فوراً چیک کرنا چاہیئے تاکہ معلوم ہو کہ چیکو
کے ذریعے کس نے ایکسٹو کو ختم کرنے کا پلان بنایا ہے۔ چیکو کے متعلق وہ جانتا تھا
کہ وہ ایک معمولی سا غنڈہ ہے۔ اُسے ایکسٹو سے براہ راست ٹکرانے کی جرأت
نہ ہو سکتی تھی۔

ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔

" ایکسٹو" ـــ بلیک زیرو نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

" ٹائیگر سپیکنگ سر! ـــ عمران صاحب سے بات کرنا چاہتا ہوں" ـــ دوسری
طرف سے ٹائیگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہوٹل شیرا میں پرنس راسکل سے بات کر لو" ___ بلیک زیرو نے کرخت لہجے میں جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

پہلے بلیک زیرو کا خیال تھا کہ راجو کے متعلق عمران سے بات کرے مگر پھر اس نے سوچا کہ ہر معاملے میں عمران سے بات کرنا مناسب نہیں ہے۔ خود اس کی بھی کچھ ذمہ داری ہے۔ اس لئے اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ خود جا کر جیکو سے بات کرے گا اور پھر مکمل رپورٹ عمران کو دے گا۔

اور پھر وہ تیزی سے اٹھا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ راجو کے میک اپ میں باہر نکلا اور دانش منزل کے خودکار حفاظتی نظام کا بٹن آن کر کے وہ دانش منزل سے باہر آ گیا۔ اس کا رخ اس کار کی طرف تھا جو دانش منزل کی شمالی سمت میں موجود تھی اور جس پر راجو آیا تھا۔ اس نے راجو کے میک اپ میں ہی جیکو سے ملنے کا فیصلہ کیا تھا۔

عمران نے رسیور رکھا اور پھر اس نے میز پر پڑا ہوا انٹرکام کا رسیور اٹھا کر ایک بٹن دبا دیا۔

"یس ۔ جولیا سپیکنگ" ___ دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"پرنس راسکل بول رہا ہوں ___ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ صفدر کو یہاں کا



چارج دے کر خود فیلڈ میں جاؤں ___ میں یہاں پابند ہو کر نہیں بیٹھ سکتا۔ تم صفدر کو میرے پاس بھیج دو ___ میں اسے پرنس راسکل بنا دونگا" ___ عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا اور رسیور رکھ دیا۔

زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ بعد صفدر کمرے میں پہنچ گیا۔

"یس پرنس" ___ صفدر نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"آج سے میری بجائے تم پرنس راسکل ہو گے ___ تمہارا مشن صرف یہ ہے کہ شہر کے تمام بدمعاشی کے اڈوں پر وقتاً فوقتاً چھاپے مارو ___ خوب لڑو ___ اور سب کو مجبور کر دو کہ وہ تمہیں ٹیکس دیں ___ اس طرح میں چاہتا ہوں کہ راسکلز کنگ ہماری طرف متوجہ ہو جائے ___ راسکلز کنگ جب بات کرے تو تم اکڑ جانا ___ اور جب تک وہ خود براہ راست ملاقات پر آمادہ نہ ہو جائے اس کی کوئی بات نہ ماننا ___ اگر ایسا ہو تو ٹرانسمیٹر پر مجھ سے بات کر لینا ___ پھر پروگرام بنا لیں گے" ___ عمران نے صفدر کو تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ___ آپ بے فکر رہیں ___ میں پورے شہر کے بدمعاشوں کو تگنی کا ناچ نچا دونگا" ___ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا! ___ معلوم ہوتا ہے کہ تم سیکرٹ سروس میں آنے سے پہلے ڈانس ماسٹر تھے ___ خوب بہت خوب ___ اچھا میں چلتا ہوں ___ تم خود ہی پرنس راسکل کا میک اپ کر لینا" ___ عمران نے ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے اٹھ کر عقبی دروازے سے نکلتا چلا گیا۔

ہوٹل کے خفیہ دروازے سے باہر آ کر وہ سب سے پہلے ایک نزدیکی کیفے کے ٹوائلٹ میں گھسا اور اس نے اپنا میک اپ صاف کر دیا۔ اب وہ اصل صورت میں تھا۔

کیفے سے باہر آکر عمران ہوٹل کے سامنے کے رُخ سے ہوتا ہوا اس کی پارکنگ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ پارکنگ میں اس کی سیاہ رنگ کی مخصوص کار موجود تھی۔
چند لمحوں بعد ہی وہ کار میں بیٹھا ہوٹل کے کمپاؤنڈ سے نکل کر مین روڈ پر آگیا۔ اب اس کا رخ مصنوعی جھیل کی طرف جانے والی سڑک پر تھا۔ ٹائیگر نے جب سے پہاڑی میں موجود خفیہ اڈے کے متعلق بتایا تھا وہ خاصا بے چین تھا کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ اس قسم کے اڈے انتہائی خطرناک تنظیمیں ہی بناتی ہیں ایسی تنظیمیں جنہیں اس ملک میں طویل عرصے تک کام کرنا ہو۔ جبکہ راسکلز کنگ کے متعلق اُسے معلوم ہوا تھا کہ وہ اکیلا ہی کام کرتا ہے۔ اس کے لئے اس قدر خفیہ اڈے کا قیام کچھ سمجھ میں آنے والی بات نہ تھی اور اگر یہ اڈہ کسی اور تنظیم کا ہے تو پھر انہوں نے ٹائیگر کو اغوا کرنے کی کوشش کیوں کی؟
یہی سوچتا ہوا وہ تیزی سے مصنوعی جھیل کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ ادھر ایوان صدر میں بلیک زیرو پر کئے گئے منظم حملے نے بھی اُسے سوچ میں ڈال دیا تھا کیونکہ اس کے خیال کے مطابق ایوان صدر میں اس قسم کا پلان بنانا کسی خاص با اثر تنظیم کا ہی کام ہو سکتا ہے۔ غرضیکہ ذہنی طور پر وہ خاصا الجھ گیا تھا۔ اس لئے اس نے اس اڈے کو خود چیک کرنے کا فیصلہ کیا تھا اور پرنس راسکل کا میک اپ ختم کر کے فیلڈ میں آنے کا فیصلہ بھی اس نے اسی لئے کیا تھا کہ اُسے معاملات توقع سے کچھ زیادہ ہی گھمبیر معلوم ہو رہے تھے۔ اور وہ نہ چاہتا تھا کہ وہ صرف راسکلز کنگ کے ہی چکر میں رہ جائے اور کوئی اور خطرناک تنظیم ملک کو ناقابل تلافی نقصان پہنچانے میں کامیاب ہو جائے۔
تھوڑی دیر بعد اس کی کار مصنوعی جھیل کے قریب واقع کیفے کے پاس پہنچ گئی۔ سڑک پر ہی اُسے ٹائیگر نظر آگیا۔ جو بڑے اطمینان سے ایک کھمبے کے ساتھ



ٹیک لگائے بڑے ادباشانہ انداز میں آتی جاتی لڑکیوں کو گھور رہا تھا۔
عمران نے کار ٹائیگر کے قریب جا کر روک دی۔ ٹائیگر نے چونک کر اُسے دیکھا اور پھر عمران کے اشارے پر وہ دروازہ کھول کر ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔
عمران نے کار کو ٹرن کیا اور واپس مین روڈ کی طرف چل پڑا۔
"وہ پہاڑی جھیل کے اس طرف ہے جناب" ___ ٹائیگر نے اُسے کار موڑتے دیکھ کر کہا۔
"مجھے معلوم ہے ___ ہم چکر کاٹ کر پہاڑی کی پچھلی طرف سے آگے بڑھیں گے ___ ہو سکتا ہے کہ سامنے کے رخ پر انہوں نے چیکنگ کا کوئی نظام قائم کیا ہو" ___ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔ جیسے بات اس کی سمجھ میں آگئی ہو۔
"یہ جوتے تم نے کہاں سے خریدے ہیں" ___ اچانک عمران نے سوال کیا۔
"جوتے ___ اوہ! یہ اس نوجوان کے آدمی سے چھینے تھے ___ چونکہ ان کی ساخت مخصوص ہے اس لئے میں نے سوچا کہ کہیں جوتوں کی وجہ سے مجھے چیک نہ کر لیا جائے" ___ ٹائیگر نے جھک کر اپنے پیروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور عمران نے گاڑی ایک طرف کر کے روک لی۔
"جوتے اتار کر مجھے دو ___ اور تم ڈرائیونگ سیٹ پر آجاؤ" ___ عمران نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔
ٹائیگر نے بڑی پھرتی سے جوتے اتار کر سیٹ پر رکھے اور پھر کھسک کر ڈرائیونگ سیٹ پر آگیا۔ ویسے اس کے چہرے پر حیرت کے آثار تھے۔ کیونکہ جوتوں والی بات اس کی سمجھ میں نہ آئی تھی۔ عام سے جوتے تھے۔ بس اس کے رنگ کچھ اس قسم کے تھے کہ وہ مخصوص نظر آ رہے تھے۔

عمران نے جوتے سیٹ سے اٹھا کر نیچے رکھے اور پھر سیٹ پر بیٹھ کر اس نے جوتے اٹھائے اور انہیں الٹ پلٹ کر دیکھنا شروع کر دیا۔

پھر جیسے ہی اس نے ایک جوتے کی ایڑی کو انگوٹھے سے دبایا تو اس کی آنکھوں میں چمک سی لہرائی۔ اس نے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا خنجر نکالا اور جوتے کی ایڑی کو اکھاڑنا شروع کر دیا۔

ٹائیگر کار چلاتے ہوئے کن انکھیوں سے اُسے دیکھتا جا رہا تھا۔ اور پھر دوسرے لمحے اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹنے کے قریب ہو گئیں۔ کیونکہ جیسے ہی ایڑی علیحدہ ہوئی اس میں موجود جدید ترین ڈیژن ٹرانسمیٹر صاف نظر آنے لگ گیا تھا۔

"ہوں تو یہ بات ہے ۔۔۔ اس جوتے کی وجہ سے تمہیں چیک کر لیا گیا ہے"۔ عمران نے ٹرانسمیٹر کی ایک باریک سی تار کو خنجر سے کاٹنے کے بعد کہا۔

پھر عمران نے مزید تاریں کاٹیں اور ٹرانسمیٹر کو جوتے سے باہر نکال لیا۔ اور پھر جوتے کو اٹھا کر باہر پھینک دیا۔ اس کے بعد اس نے دوسرے جوتے کی ایڑی کو بھی اکھاڑا۔ مگر وہاں کچھ نہ تھا۔ اس نے اُسے بھی باہر پھینک دیا اور پھر ٹرانسمیٹر پر مزید غور کرنا شروع کر دیا۔

عمران کو یہ ٹرانسمیٹر بے حد پسند آیا تھا اور وہ اسے اپنے ساتھیوں کے جوتوں میں استعمال کرنا چاہتا تھا۔ کافی دیر تک اس کی تکنیک اور بناوٹ کو دیکھنے کے بعد اس نے ٹرانسمیٹر کو جیب میں ڈال لیا۔

"مجھے تو تصور تک نہ تھا کہ اس جوتے میں ٹرانسمیٹر ہو سکتا ہے"۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ عام طور پر یہ خیال نہیں آتا ۔۔۔ ویسے یہ جدید ترین ٹرانسمیٹر ہے۔



تمہاری نہ صرف تمام گفتگو انہوں نے سُنی ہو گی بلکہ وہ تمہیں سکرین پر چیک بھی کرتے رہے ہوں گے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ تو اس کا مطلب ہے کہ انہیں معلوم ہو گیا ہو گا کہ میں نے ایکسٹو اور آپ سے کیا باتیں کی ہیں"۔۔۔ ٹائیگر نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"سو فیصد معلوم ہو گیا ہو گا ۔۔۔ ویسے تمہارے اس کارنامے کی وجہ سے میرا پرنس راسکل والا ڈھونگ ختم ہو گیا ہے ۔۔۔ اور اب یہ طے شدہ بات ہے کہ یہ خفیہ اڈہ بھی راسکلز کنگ کا ہے"۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ٹائیگر بھلا کیا جواب دیتا خاموش ہو رہا۔

"کار واپس موڑ دو اور مجھے دانش منزل اتار دو ۔۔۔ تم ہوٹل میں اپنی رہائش بدل لو اور میک اپ بھی"۔۔۔ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کار واپس موڑ دی۔

عمران کے چہرے پر گہری سوچ بچار کی لکیریں پوری طرح ابھری ہوئی تھیں وہ سوچ رہا تھا کہ راسکلز کنگ کی جڑیں اس کی توقع سے کہیں زیادہ ہی گہری معلوم ہو رہی ہیں اور اب وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا تھا کہ راسکلز کنگ کا مشن اس ملک میں کچھ ضرورت سے زیادہ ہی خطرناک ہو سکتا ہے۔ اس لئے وہ اب پرنس راسکل والے ڈھونگ کو یکسر ختم کر کے کسی نئی لائن پر کام کرنا چاہتا تھا تاکہ جلد از جلد راسکلز کنگ پر ہاتھ ڈال سکے۔

دانش منزل سے تھوڑی دُور پہلے ہی عمران نے کار رکوائی اور پھر خود نیچے اتر گیا۔

"آج سے یہ کار تمہاری ہے۔ اس کے مکمل سسٹم کے متعلق کتابچہ ڈیش بورڈ میں موجود ہے ۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ تمہاری پہلی کار سے یہ کار تمہیں زیادہ

پسند آئے گی" ——— عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بہت بہت شکریہ جناب" —— ٹائیگر کے چہرے پر مسکراہٹ کا آبشار بہنے لگا۔ اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ اس قدر قیمتی اور اچھی کار اُسے مل جائے گی۔

"کوئی بات نہیں —— اس کا بل میں تمہارے کھاتے میں ڈال دوں گا۔ جب قیمت پوری ہو جائے گی تب تنخواہ دوں گا —— کیا سمجھے" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور ٹائیگر بے اختیار مسکرا دیا۔ اس کار کا بل اتارنے لگتا تو شاید ساری عمر ہی تنخواہ نہ ملتی۔

عمران تیزی سے دانش منزل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ پھر جب وہ دروازے کے قریب پہنچا تو چونک پڑا۔ کیونکہ دروازے پر موجود ایک کیل اوپر کو اٹھی ہوئی تھی۔ یہ اس بات کی مخصوص نشانی تھی کہ اس وقت دانش منزل کا خودکار حفاظتی نظام کام کر رہا ہے۔

عمران نے سر ہلایا اور پھر دروازے کی دہلیز میں لگے ہوئے ایک مخصوص بٹن کو پیر سے دبایا اور اس کے ساتھ ہی دروازے کی ذیلی کھڑکی خود بخود کھل گئی اور عمران اندر داخل ہو گیا۔



یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کے درمیان موجود خاصی بڑی میز کے پیچھے وہی نوجوان بیٹھا ہوا تھا جو ٹائیگر کو اغوا کر کے لے گیا تھا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔ میز کے اوپر ایک چھوٹا سا ڈبہ پڑا ہوا تھا جس کا سامنے کا رُخ نوجوان کی طرف تھا اور نوجوان کی طرف کا حصہ کسی سکرین کی طرح روشن تھا۔ نوجوان کی نظریں اس سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔

سکرین پر ایک کار دکھائی دے رہی تھی جو خاصی تیز رفتاری سے سامنے کی طرف بڑھی چلی آ رہی تھی اور کار میں موجود تین افراد صاف نظر آ رہے تھے۔ جن میں سے ایک ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا اور باقی دو بیہوش پڑے ہوئے تھے جبکہ سکرین کے ایک کونے میں ایک اور منظر نظر آ رہا تھا۔ یہ کار کا پچھلا حصہ تھا اور ڈگی میں موجود ٹائیگر دکھائی دے رہا تھا۔

نوجوان غور سے اس منظر کو دیکھ رہا تھا مگر اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار تھے۔ جیسے یہ سچویشن اس کی مرضی کے مطابق نہ ہو۔ پھر اُسے کار پہاڑی کے سامنے رکتی نظر آئی اور ڈرائیونگ سیٹ پر موجود نوجوان کار سے اتر کر بھاگتا ہوا پہاڑی کی طرف بڑھا۔

دوسرے منظر میں نوجوان نے ٹائیگر کو کار سے نکال کر ایک چٹان کی اوٹ میں

چھپتے دیکھا اور پھر کار آگے بڑھ کر پہاڑی میں داخل ہوئی اور اس کے ساتھ ہی وہ سکرین پر سے غائب ہو گئی۔

کار کے پہاڑی میں داخل ہوتے ہی اس نے ٹائیگر کو چٹان کی آڑ سے نکل کر واپس جھیل کی طرف جاتے دیکھا۔ پھر جب وہ کیفے کے فون بوتھ میں داخل ہوا تو اس نے تیزی سے ڈبے کے کونے پر موجود ایک بٹن آن کر دیا۔

اب ڈبے میں سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔ وہ کسی کو فون کرنے کے لئے نمبر ڈائل کر رہا تھا۔ نوجوان سکرین پر غور سے ان نمبروں کو دیکھتا رہا۔ پھر جب اس نے ٹائیگر کی گفتگو سنی تو وہ بری طرح چونک پڑا۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سر پر بم پھٹ پڑا ہو۔

ٹائیگر ٹیلیفون کر کے بوتھ سے باہر نکلا اور پھر سڑک پر آ گیا۔ اب وہ ایک کھمبے سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔

نوجوان کچھ دیر سوچتا رہا۔ پھر اس نے تیزی سے قریب پڑے ہوئے انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور ایک بٹن دبا دیا۔

"یس سر — نمبر ٹو سپیکنگ" — دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"جمی اور اس کے ساتھی پہنچ گئے ہیں" — ؟ نوجوان نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"یس سر! — وہ پہنچ گئے ہیں — صرف جمی ہوش میں ہے۔ باقی دونوں بیہوش ہیں — ان کا مشن ناکام رہا ہے" — نمبر ٹو نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے — یہ تینوں ناکارہ آدمی ہیں — انہیں برقی بھٹی میں ڈلوا دو — میں ایسے آدمیوں کا وجود ایک لمحے کے لئے بھی برداشت نہیں



کر سکتا" — نوجوان نے انتہائی کرخت لہجے میں ان تینوں کی موت کا حکم صادر کرتے ہوئے کہا۔

"بب — بہتر جناب" — نمبر ٹو نے لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ شاید اس قدر ظالمانہ اقدام کا تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ زندہ افراد کو برقی بھٹی میں ڈال دیا جائے۔ مگر مجبور تھا۔

"اور سنو! — اڈے کو فوری طور پر کیموفلاج کر دو — یہ لوگ اس آدمی کو کار کی ڈگی میں ساتھ لے آئے ہیں — اور وہ جھیل پر موجود ہے" — نوجوان نے کہا۔

"اوہ! — تو پھر سر" — نمبر ٹو اور زیادہ بوکھلا گیا۔

"بوکھلانے کی ضرورت نہیں — میں چاہوں تو اس نوجوان کو جھیل پر ہی ختم کر سکتا ہوں — مگر اسے ایک آدمی کا انتظار ہے اور میں چاہتا ہوں کہ وہ آدمی پہنچ جائے تو دونوں کو اکٹھا ہی ختم کروں — تم صرف اڈے کو کیموفلاج کر دو تاکہ وہ کسی طور پر بھی اڈے کو تلاش نہ کر سکیں" — نوجوان نے سخت لہجے میں کہا۔

"بہتر جناب" — نمبر ٹو نے جواب دیا۔

نوجوان نے انٹر کام کا رسیور رکھ دیا۔ اس کی نظریں دوبارہ سکرین پر جم گئیں۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ایک کار کو ٹائیگر کے قریب رکتے دیکھا اور دوسرے لمحے اس کے چہرے پر مسرت کی لہر ابھر آئی۔ وہ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر موجود عمران کو پہچان گیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ عمران اب اڈے میں داخل ہونے کی کوشش کرے گا۔ اس لئے وہ خاموشی سے بیٹھا سکرین پر دیکھتا رہا۔

ٹائیگر اور عمران کی گفتگو اس ڈبے سے صاف سنائی دے رہی تھی اور نوجوان

نے عمران کا ارادہ سُن کر کہ وہ پہاڑی کی پچھلی طرف سے آنا چاہتا ہے سر ہلایا
اور پھر تیزی سے اٹھ کر پچھلی دیوار پر موجود ایک الماری کے پٹ کھولے اور
اس الماری کے نچلے خانے کو کھول کر اندر ہاتھ ڈال کر ایک خفیہ بٹن آن کر دیا
اور پھر الماری بند کر کے وہ واپس کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔ اس نے پہاڑی کے
پچھلے حصے کی طرف ایک مخصوص سرنگ کا دھانہ کھول دیا تھا تاکہ وہ دونوں
آسانی سے اس میں داخل ہو کر اس کے قابو چڑھ سکیں۔

مگر کرسی پر بیٹھتے ہی جیسے ہی نوجوان کی نظریں سکرین پر پڑیں وہ یوں
کرسی پر سے اچھلا جیسے کرسی کے گدے میں اچانک سپرنگ نکل آئے ہوں۔
سکرین پر عمران کے ہاتھ میں ٹائیگر کا جوتا نظر آ رہا تھا اور عمران خنجر کی
مدد سے ایڑی کو کھول رہا تھا۔

"اوہ! ــــ یہ کم بخت کچھ ضرورت سے زیادہ ہی ہوشیار ہے ــــ کاش میں
عمران کے آنے سے پہلے ہی ٹائیگر کو ختم کر دیتا" ــــ نوجوان نے انتہائی پریشانی
کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اور پھر اسی لمحے ایک جھماکے سے سکرین تاریک ہو گئی اور نوجوان نے بے اختیار
کرسی کی پشت سے ٹیک لگا دی۔ اب ان دونوں کا ہاتھ آنا ناممکن ہو چکا تھا اور
یہ خفیہ اڈہ بھی ان کی نظروں میں آ چکا تھا۔

نوجوان نے تیزی سے میز کی ایک دراز کھینچی اور اس میں سے ایک مخصوص وائرلیس
ٹیلیفون سیٹ نکال کر میز پر رکھا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے
چند لمحوں بعد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"چیکو سپیکنگ" ــــ دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"ریڈ باس سپیکنگ" ــــ نوجوان نے لہجے کو دانستہ بگاڑتے ہوئے کہا۔





"یس باس" ــــ دوسری طرف سے چیکو کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو مشن کا کیا ہوا چیکو" ــــ؟ نوجوان نے پوچھا۔

"جناب راجو مشن پر کام کر رہا ہے ــــ ایوان صدر میں ایکسٹو پر حملہ ناکام
ہو گیا تھا ــــ اب راجو اس کے تعاقب میں ہے۔ وہ اس ملک کا سب سے
خطرناک آدمی ہے جناب ــــ وہ جب تک مشن مکمل نہ کر لے گا سانس نہیں لے گا
اس لئے آپ بے فکر رہیں ــــ کام ہو جائے گا" ــــ چیکو نے بڑے پُراعتماد
لہجے میں جواب دیا۔

"اچھا ــــ جیسے ہی اس کی طرف سے رپورٹ ملے ــــ مجھے کال کر دینا۔
اور سنو ــــ مجھے ناکامی کی خبر نہیں چاہیئے ــــ سمجھے" ــــ نوجوان نے انتہائی
سرد لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب! ــــ راجو آج تک کسی بھی کام میں ناکام نہیں
ہوا" ــــ چیکو نے جواب دیا۔

"اوکے ــــ میں تمہاری کال کا انتظار کر رہا ہوں" ــــ نوجوان نے کہا
اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور پھر اٹھ کر الماری کی طرف
بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر اس کے اوپر والے خانے میں موجود ایک چھوٹا
سا مگر جدید ترین ٹرانسمیٹر اٹھا کر میز پر رکھا اور اس پر مخصوص فریکوئنسی سیٹ
کرنے لگا۔ فریکوئنسی سیٹ کر کے اس نے اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ریڈ باس سپیکنگ ــــ ریڈ باس سپیکنگ" ــــ نوجوان نے بدلے
ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس کنگ سپیکنگ۔ اوور" ــــ دوسری طرف سے ایک انتہائی کرخت آواز
سنائی دی۔

"کیا رپورٹ ہے اوور" ـــــ ؟ نوجوان کا لہجہ پہلے سے بھی زیادہ کرخت ہوگیا۔

"باس! ـــ کام تیزی سے ہو رہا ہے ـــ ایٹمک ریسرچ لیبارٹری کا اندرونی تفصیلی نقشہ ہمیں موصول ہوگیا ہے اور میرا آدمی سائنسدان بھاجا سے تعلقات پیدا کرنے میں کامیاب ہوگیا ہے۔ اوور" ـــــ کنگ نے جواب دیا۔

"او کے! ـــ ٹرانسمیٹر کے ذریعے وہ نقشہ مجھے بھجوا دو ـــ اس کے بعد میں تمہیں مزید ہدایات دونگا۔ اوور" ـــــ نوجوان نے قدرے مطمئن لہجے میں کہا

"بہتر سر! ـــ مگر ایک اور بات سامنے آئی ہے ـــ ہوٹل شوبرا میں کوئی پرنس ڈاسکل نام کا بدمعاش قابض ہوگیا ہے ـــ انہوں نے ہمارے اڈوں پر بڑا ادھم مچا رکھا ہے ـــ کئی اڈوں کی طرف سے شکایات آئی ہیں ـــ اگر آپ اجازت دیں تو اسے سیٹ کیا جائے۔ اوور" ـــ کنگ نے کہا۔

"نہیں! ـــ اس سے کوئی رابطہ قائم نہ کیا جائے ـــ وہ پرنس ڈاسکل دراصل عمران ہے اور اس نے یہ سارا ڈھونگ تمہیں ٹریس کرنے کے لئے رچایا ہے تم اسے بالکل نظرانداز کر دو ـــ وہ جلد ہی تنگ آکر ہٹ جائے گا البتہ مخصوص لوگوں کے ذریعے ان کی مکمل نگرانی کراؤ تاکہ ان کی حرکات ہماری نظروں میں رہیں اوور" ـــ ریڈ باس نے کہا۔

"اوہ! ـــ تو یہ بات ہے ـــ اسی لئے وہ ضرورت سے زیادہ فعال ہیں۔ ٹھیک ہے۔ میں ان کی نگرانی شروع کرا دیتا ہوں۔ اوور" ـــ کنگ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے جواب دیا۔



"او کے ـــ نقشہ مجھے فوراً بھجواؤ تاکہ اصل مشن پر کام شروع ہو سکے۔ مجھے کچھ حالات بگڑتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔ اوور" ـــ ریڈ باس نے کہا۔

"وہ کیسے جناب! اوور" ـــ ؟ کنگ نے پریشان لہجے میں کہا۔

"ابھی تفصیل نہیں بتا سکتا ـــ بہرحال میں سب ٹھیک کر دونگا۔ تم اپنا کام کرو۔ اوور" ـــ ریڈ باس نے کرخت لہجے میں کہا۔

"او کے سر! اوور" ـــ کنگ نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ـــ نوجوان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

پھر ٹرانسمیٹر اس نے واپس پچھلی سمت میں موجود الماری میں رکھا اور پھر اسی الماری سے ایک سرخ رنگ کا نقاب نکال کر جھٹکے سے چہرے پر چڑھا لیا اور تیزی سے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

**ملیک زیرو** راجو کے میک اپ میں اس کی کار چلاتا ہوا تیزی سے سوزی بار کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔ جیکو کے متعلق اس نے فائل کو اچھی طرح دیکھ لیا تھا اس لئے وہ مطمئن تھا کہ جیکو سے بآسانی نپٹ لے گا۔

سوزی بار شہر کی شمالی سمت ہائی وے پر تھا چنانچہ تھوڑی دیر بعد بلیک زیرو

سوزی بار کے سامنے پہنچ گیا۔ اس نے کار بار کے سامنے روکی اور پھر دروازہ کھول کر نیچے آیا۔

جیسے ہی بلیک زیرو نیچے اترا۔ ایک طرف سے ایک غنڈہ نما شخص تیر کی طرح اس کی طرف بڑھا۔

"راجو تم آ گئے ——— باس ابھی تمہارے متعلق پوچھ رہا تھا" ——— آنے والے نے قدرے تیز لہجے میں کہا۔

"کیوں پوچھ رہا تھا" ——— بلیک زیرو نے چونک پڑنے کی اداکاری کرتے ہوئے پوچھا۔

"ارے پوچھے کیوں نا ——— وہ ریڈ باس کی کال آئی تھی ——— باس کو اسے رپورٹ دینی تھی ——— تم سناؤ" ——— آنے والے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں باس کو ہی سناؤں گا ——— آؤ میرے ساتھ ——— وہیں سن لینا" ——— بلیک زیرو نے بات کو گول کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں آؤ ——— باس تمہاری طرف سے بڑا بے چین ہے" ——— آنے والے نے کہا اور پھر وہ تیزی سے مڑ کر بجائے بار کے اندر داخل ہونے کے اس کے بائیں سمت جانے والی راہداری کی طرف مڑ گیا۔ بلیک زیرو خاموشی سے اس کے پیچھے چلتا گیا۔

کیفے کی سائیڈ سے ہوتے ہوئے وہ پچھلی سمت آئے تو آگے چلنے والے غنڈے نے ایک جگہ رک کر دیوار کے ایک مخصوص حصے کو تھپتھپایا۔ دوسرے لمحے وہاں دیوار میں ایک دروازہ نمودار ہو گیا۔ غنڈے نے دروازے پر تین بار مخصوص انداز میں دستک دی۔ بلیک زیرو حیرت بھرے انداز میں یہ سسٹم دیکھ رہا تھا۔ اور اس



کے ساتھ ساتھ وہ سوچ رہا تھا کہ یہ مقامی غنڈے بھی اب خاصے جدید ہو گئے ہیں۔

تیسری بار دستک مکمل ہوتے ہی دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اب نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں صاف نظر آ رہی تھیں۔ وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔ تقریباً بیس سیڑھیوں کے بعد اسی قسم کا ایک دروازہ اور آیا اور یہاں بھی اسی طرح دستک دیتے ہی دروازہ کھل گیا۔ اب وہ ایک چھوٹی سی راہداری میں داخل ہوئے۔ یہاں مشین گنوں سے مسلح دو آدمی کھڑے پہرہ دے رہے تھے۔

راہداری کے آخر میں لوہے کا ایک دروازہ تھا جس کے اوپر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ وہ دونوں تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھے۔ دروازے کے قریب رک کر غنڈے نے پیر سے دہلیز کے کونے کو دبایا اور ساتھ ہی منہ اٹھا کر کہنے لگا۔

"باس! ——— راجو آ گیا ہے ——— یہ جیسے ہی کار سے اترا میں اسے ہمراہ لے آیا ہوں۔"

"ٹھیک ہے ——— میں اس کا انتظار کر رہا ہوں" ——— دروازے کے اوپر لگی ہوئی جالی سے بھرائی ہوئی مگر کرخت آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی سرخ رنگ کا جلتا ہوا بلب بجھ گیا۔ اور پھر دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔

"آؤ راجو" ——— غنڈے نے کہا اور پھر اس نے کمرے میں داخل ہونے کے لئے قدم بڑھا دیئے۔ بلیک زیرو نے بھی اس کی پیروی کی۔ اور پھر ان کے اندر پہنچتے ہی ان کے پیچھے دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔

کمرہ بالکل تاریک تھا حتیٰ کہ کسی کا ہیولہ تک نظر نہ آ رہا تھا۔ دروازہ بند

ہوتے ہی ہلکی سی چٹ کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کمرے میں ملگجی سی دھندلی روشنی پھیل گئی۔ یہ روشنی اتنی نہ تھی کہ کوئی چیز واضح طور پر نظر آسکے۔ بس اتنا ضرور ہوگیا تھا کہ مکمل تاریکی کی بجائے وہاں موجود چیزیں ہیولوں کی صورت میں نظر آنے لگ گئی تھیں۔

کمرے کے درمیان میں ایک بڑی سی میز موجود تھی جس کے پیچھے کسی بھاری اور قد آور انسان کا ہیولہ کرسی پر بیٹھا نظر آرہا تھا۔ میز کے سامنے دو کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ میز پر رکھے ہوئے فون کے دو سیٹ بھی نظر آرہے تھے۔

" آؤ بیٹھو راجو ۔۔۔ اور تم بھی بیٹھو ٹیڈ" ۔۔۔ وہی بھرائی ہوئی مگر کرخت آواز دوبارہ سنائی دی۔ اور بلیک زیرو کرسی کی طرف بڑھتے ہوئے قدرے حیران رہ گیا۔ کیونکہ پہلی بار اس نے آواز پر غور کیا تھا۔ یہ چیکو کی آواز معلوم نہ ہو رہی تھی۔ چیکو سے وہ کئی بار ملا تھا۔ گو ہیولے کا قد و قامت چیکو جیسا تھا مگر آواز ۔۔۔ اور پھر اس نے سوچا کہ شاید چیکو آواز بدل کر بات کر رہا ہو۔

" سناؤ کیا رپورٹ ہے راجو" ۔۔۔ چیکو نے قدرے آگے کی طرف جھکتے ہوتے پر جوش لہجے میں پوچھا۔

" کامیابی ۔۔۔ میں نے نہ صرف الیکٹو کو قتل کر دیا ہے بلکہ وہاں سے ایک ایسی فائل بھی لے آیا ہوں جو شاید اس ملک کے لئے سب سے اہم ہو" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کرسی پر بیٹھتے ہوتے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیا کہہ رہے ہو ۔۔۔ ؟ کیا واقعی تم نے الیکٹو کو ختم کر دیا ہے" ۔۔۔ ؟ چیکو کے لہجے میں اب جوش کے ساتھ ساتھ بے چینی اور حیرت کا عنصر بھی شامل ہو گیا تھا۔





" ہاں ۔۔۔ میں اس کا تعاقب کرتے ہوئے اس عمارت میں پہنچ گیا جہاں وہ داخل ہوا تھا ۔۔۔ یہ ایک بہت بڑی اور عظیم الشان عمارت تھی۔ مگر ساری عمارت میں وہ اکیلا ہی تھا۔ چنانچہ میں دبے پاؤں اندر داخل ہوا اور جب وہ منہ سے نقاب اتار کر الماری میں رکھ رہا تھا کہ میں نے اس کی کمر پر فائر کر دیا۔ میرا نشانہ ٹھیک لگا اور گولی اس کی پشت سے ہوتی ہوئی اس کے دل میں داخل ہو گئی۔ اور وہ منہ سے اُف تک نکالے بغیر ڈھیر ہو گیا۔ اس کی موت کے بعد میں نے تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر پوری عمارت کی تلاشی لی اور پھر ایک خفیہ الماری کا انکشاف ہوا۔ اس الماری کو جب میں نے کھولا تو اس میں سے ایک فائل ملی۔ جب میں نے اس فائل کو پڑھا تو میرا دل خوشی سے اچھلنے لگا یہ انتہائی قیمتی فائل ہے۔ اس میں ایک ایسی لیبارٹری کے متعلق تفصیلی معلومات موجود ہیں۔ جس میں ایک جدید ترین مگر انتہائی خفیہ ایٹمی ہتھیار تیار کیا جا رہا ہے اور اس فائل میں اس ہتھیار کا فارمولا بھی موجود ہے۔ چنانچہ میں نے وہ فائل اٹھائی اور پھر اطمینان سے اس عمارت سے باہر آگیا" ۔۔۔ بلیک زیرو نے بڑے اطمینان بھرے انداز میں سب کچھ بتاتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے آواز اور لہجہ تو راجو کا ہی ہوگا۔

" تو کیا وہ فائل اب تمہارے پاس ہے" ۔۔۔ ؟ چیکو نے انتہائی پر جوش لہجے میں آگے کی طرف جھکتے ہوئے پوچھا۔

" کیا تم نے راجو کو احمق سمجھ رکھا ہے کہ میں اس قدر قیمتی فائل لیکر یہاں تمہارے پاس آجاتا" ۔۔۔ بلیک زیرو نے تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تو اس کا مطلب ہے کہ تم فائل فروخت کرو گے" ۔۔۔ چیکو کے لہجے میں سختی آگئی۔

"تو اور کیا کروں گا ـــــ؟ اُسے شہد لگا کر چاٹوں گا" ـــــ بلیک زیرو نے
جھنجلائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"لیکن جب تک فائل نہ دیکھی جاتے اس کی قیمت کا اندازہ کیسے لگایا جا سکتا
ہے" ـــــ چیکو نے کچھ لمحے سوچنے کے بعد کہا۔
"یہ تمہارا دردِ سر نہیں ہے ـــــ اور نہ ہی تم اس قابل ہو کہ اتنی قیمتی فائل
خرید سکو۔ اس لئے اس موضوع کو چھوڑو اور باقی معاوضہ مجھے ادا کرو" ـــــ
بلیک زیرو نے بات کاٹتے ہوئے کہا۔
"مگر اس بات کا یقین کیسے آئے گا کہ واقعی تم نے الجسٹو کو قتل کر دیا ہے"
چیکو نے کہا۔
"سنو چیکو! ـــــ راجو سے گڑبڑ نہیں چل سکے گی اور تمہیں اچھی طرح معلوم
ہے کہ راجو کبھی غلط بات نہیں کہتا" ـــــ بلیک زیرو نے مطمئن لہجے میں کہا۔
اور اسی لمحے چیکو نے اپنے ہاتھ کو اندھیرے میں ہلکی سی حرکت دی اور پھر
کسی بٹن کے دبنے کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے کمرے میں
تیز روشنی پھیل گئی اور روشنی ہوتے ہی بلیک زیرو حیرت کے مارے چونک پڑا
کیونکہ میز کے پیچھے چیکو نہ تھا بلکہ چیکو کی قد و قامت کا ایک اور شخص بیٹھا
ہوا تھا جس کی چھوٹی مگر کینہ توز نظریں بلیک زیرو پر جمی ہوئی تھیں۔
بلیک زیرو نے تیزی سے کرسی سے اٹھنے کی کوشش کی مگر دوسرے لمحے
اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گئی۔ اس کا جسم کرسی سے چپک گیا تھا۔
کرسی کے ہتھوں پر موجود دونوں ہاتھ اب حرکت کرنے سے معذور ہو گئے
تھے۔
"ہوں تو تم راجو نہیں ہو ـــ بولو کون ہو تم" ـــــ؟ میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے



گوریلے نما آدمی نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ سامنے والی کرسی پر بیٹھا ہوا
غنڈہ بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا اور اس کے ہاتھ میں اب ایک ریوالور چمک
رہا تھا۔
"یہ کیا بدمعاشی ہے ـــــ؟ چیکو کہاں ہے" ـــــ؟ بلیک زیرو نے
اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔
"یہی تو سارا چکر ہے تمہیں چیک کرنے کے لئے یہ سارا کھیل کھیلا گیا تھا
تاکہ کوئی غلط آدمی راجو بن کر ہمارے پاس نہ پہنچ جائے ـــــ اگر تم اصلی راجو
ہوتے تو میری آواز سنتے ہی پہچان جاتے کہ میں چیکو نہیں ہوں" ـــــ
گوریلے نے کرخت لہجے میں کہا
"میں سمجھا تھا کہ تم آواز بدل کر بات کر رہے ہو" ـــــ بلیک زیرو نے بات
بنانے کی کوشش کرتے ہوئے جواب دیا۔
"بہرحال تم اتنے ہوشیار ہو کہ جیسے ہی تمہیں شبہ ہوتا ـــــ تم تفصیل بتلانے
سے پہلے اپنا شبہ دور کرتے۔ اس لئے یہ بات تو طے ہے کہ تم راجو نہیں ہو۔ اس
لئے اب سیدھے طریقے سے بتا دو کہ تم کون ہو ـــــ؟ اور راجو کہاں ہے"؟
گوریلے نے کرسی سے اٹھ کر میز کی سائیڈ سے گھوم کر بلیک زیرو کی طرف
بڑھتے ہوئے کہا۔
"بتا تو دیا کہ میں راجو ہوں ـــــ اور سنو! اگر تم میرا معاوضہ بچانے
کے لئے یہ چکر کھیل رہے ہو تو کان کھول کر سن لو کہ راجو تم لوگوں کو پاتال
تک نہ چھوڑے گا" ـــــ بلیک زیرو نے بھی اس بار کرخت لہجے میں جواب
دیتے ہوئے کہا۔
مگر اسی لمحے ٹیڈ کا ہاتھ فضا میں لہرایا اور کمرے میں چٹاخ کی آواز گونجی۔

اور بلیک زیرو کا منہ پھر گیا۔ ٹیڈ کا تھپڑ پوری قوت سے اس کے گال پر پڑا تھا۔

" میں تمہاری کھال اتار دوں گا ــــ بتاؤ راجو کہاں ہے ــــ ؟ اور تم کون ہو" ــــ ؟ ٹیڈ نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

" ٹھہرو ٹیڈ! ــــ باس کو بلا لیں پھر اس کے سامنے ہی سب باتیں ہو جائیں تو بہتر ہے" ــــ گوریلے نے ٹیڈ کو روکتے ہوئے کہا جو دوسرا تھپڑ مارنے کے لئے ہاتھ اٹھا رہا تھا اور پھر ٹیڈ نے ایک جھٹکے سے ہاتھ نیچے کر لیا۔

گوریلے نے میز پر پڑا ہوا ایک فون کا رسیور اٹھایا اور پھر تیزی سے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

" ہیکو جیکسن سپیکنگ ــــ باس! ایک شخص راجو بن کر یہاں آیا ہے اور اس وقت وہ میگنٹ کرسی سے بندھا ہوا ہے" ــــ رابطہ قائم ہوتے ہی گوریلے نے کہا۔ پھر وہ چند لمحے دوسری طرف سے آنے والی آواز سنتا رہا۔

" او۔کے باس" ــــ اس نے جواب دیا اور ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔

" تم غلطی کر رہے ہو جیکسن! ــــ میں راجو ہوں ــــ اور یاد رکھو ٹیڈ! انہیں یہ تھپڑ انتہائی مہنگا پڑے گا" ــــ بلیک زیرو نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" شٹ اپ! ــــ میں کوئی غلطی نہیں کر رہا ــــ باس آنے دو۔ پھر دیکھنا کہ تم کس طرح ریکارڈ کی طرح بج اٹھو گے ــــ میں پتھروں کو بھی بولنے پر مجبور کر دینے کے لئے پورے ملک میں مشہور ہوں" ــــ جیکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور پھر کمرے میں ناگوار سی خاموشی پھیل گئی۔ ٹیڈ اور جیکسن اس کے



دائیں بائیں کھڑے ہوئے تھے۔ ان کی تیز نظریں بلیک زیرو پر جمی ہوئی تھیں۔

پھر چند لمحوں بعد ایک ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی اور بلیک زیرو کے سامنے والی دیوار کے کونے میں ایک دروازہ نمودار ہوا۔ اور پھر دوسرے لمحے اس میں سے چیکو برآمد ہوا۔ وہ قد و قامت میں جیکسن سے ملتا جلتا تھا۔ مگر چہرے میں بڑا فرق تھا۔

" ہوں! ــــ تو ہماری ترکیب کامیاب رہی ورنہ ہم اسے راجو ہی سمجھتے رہتے"۔ چیکو نے تیز نظروں سے بلیک زیرو کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" یہ سب بکواس ہے چیکو! ــــ میں راجو ہی ہوں ــــ مجھے شبہ تو ہوا تھا مگر میں سمجھا کہ تم کسی وجہ سے آواز بدل کر بات کر رہے ہو" ــــ بلیک زیرو نے کہا۔

" اچھا یہ بتاؤ کہ تمہارے کام کا کتنا معاوضہ طے ہوا تھا" ــــ ؟ چیکو نے بلیک زیرو کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے پوچھا۔

" ایک لاکھ روپیہ! ــــ جس میں سے تم نے پچاس ہزار روپے پیشگی ادا کئے تھے اور پچاس ہزار بعد میں دینے تھے" ــــ بلیک زیرو نے بغیر کسی جھجک کے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ہوں! ــــ اور یہ پچاس ہزار روپے تمہیں کہاں ادا کئے گئے تھے"؟ چیکو کا لہجہ اس بار قدرے الجھا ہوا تھا۔

" یہیں ــــ اسی کمرے میں" ــــ بلیک زیرو نے اندازے سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" بہت خوب! ــــ اور اب بھی تم یہی کہو گے کہ تم راجو ہو ــــ سنو مسٹر! راجو نے آج تک یہ کمرہ نہیں دیکھا۔ اس لئے اب سیدھی طرح بتا دو کہ تم کون

ہو" ___ ؟ چیکو نے مذاق اڑانے والے لہجے میں جواب دیا۔

" ہاں! ___ میں راجو ہوں ___ مجھے چکر دینے کی کوشش مت کرو۔ مجھے باقی معاوضہ دو ___ میں وعدہ کرتا ہوں کہ سب کچھ بھلا دوں گا" ___ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

" ٹیڈ! ___ میک اَپ صاف کرنے والا محلول لے کر آؤ ___ میں چیک کرنا چاہتا ہوں" ___ چیکو نے اس بار قدرے نرم لہجے میں جواب دیا اور ٹیڈ تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھ گیا جدھر سے چیکو اندر داخل ہوا تھا۔

بلیک زیرو سمجھ گیا کہ اس نے چیکو کو چکر دے دیا ہے۔ مگر اب وہ پریشان تھا کہ میک اَپ صاف ہوتے ہی اس کی پوزیشن خراب ہو جائے گی اس نے جلدی میں بس عارضی میک اَپ کیا تھا۔ اب اُسے کیا معلوم تھا کہ یہاں ایسے حالات پیش آئیں گے ورنہ وہ ایسا میک اَپ کرتا جو امونیا سے صاف نہ ہو سکتا۔

ابھی وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ٹیڈ اچھل کر اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔

چیکو اور جیکسن نے چونک کر دیکھا مگر دوسرے لمحے وہ حیرت سے بُت بن گئے جب انہوں نے کمرے میں چار افراد کو ہاتھوں میں ریوالور پکڑے داخل ہوتے دیکھا۔ وہ چاروں اپنے لباس، چہرے اور چال سے چھٹے ہوئے غنڈے معلوم ہو رہے تھے۔

" کون ہو تم" ___ ؟ چیکو نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالنے کی کوشش کرتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

مگر دوسرے لمحے کمرے میں ایک زوردار دھماکہ ہوا اور آگے آنے والے غنڈے





کے ریوالور کی نال پر شعلہ سا لپکا اور گولی چیکو کے کان کے قریب سے گزرتی چلی گئی۔

" ہاتھ جیب سے دور رکھو چیکو! ___ ورنہ دوسری بار گولی ٹھیک تمہارے دل پر لگے گی ___ میرا نام پرنس راسکل ہے ___ میں نے تمہیں پیغام بھیجا تھا۔ مگر تم نے کوئی پرواہ نہ کی۔ اس لئے مجھے خود آنا پڑا" ___ اس غنڈے نے بگڑے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ مگر بلیک زیرو پہچان گیا کہ وہ صفدر تھا۔ اور اب وہ ٹیم کے باقی ممبران کو بھی پہچان گیا تھا۔

" ہوں! ___ پرنس راسکل! ___ تم نے چیکو کو کوئی چھوٹی مچھلی سمجھ رکھا ہے کہ یوں دندناتے ہوئے آگئے ہو" ___ چیکو نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

" اچھا تو یہ دم خم ہیں" ___ صفدر نے استہزائیہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے تیزی سے چیکو کی طرف قدم بڑھانے شروع کر دیتے۔

مگر جیسے ہی صفدر آگے بڑھا۔ اس کے قریب موجود جیکسن نے تیزی سے اس کے پیروں میں ٹانگ اڑا دی اور صفدر کے لڑکھڑاتے ہی وہ تیزی سے اچھلا اور اس نے صفدر کو اس کے ساتھیوں کی طرف اچھال دیا۔

اُسی لمحے ٹیڈ نے بھی اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی اور وہ صدیقی اور چوہان پر جا پڑا جب کہ چیکو نے بھی جمپ لگایا اور اس نے تنویر کو زوردار دھکا دے کر نیچے گرا دیا۔ ادھر جیکسن نے صفدر کو اچھال کر کیپٹن شکیل پر پھینک دیا۔ اور وہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گر پڑے تھے۔

بلیک زیرو کرسی پر جما ہوا بیٹھا تھا جب کہ کمرے میں ٹیڈ، جیکسن، چیکو اور ٹیم کے پانچ ممبروں کے درمیان خوفناک لڑائی شروع ہو گئی۔

اچانک دھکا لگنے سے ریوالور ٹیم کے ممبروں کے ہاتھوں سے نکل چکے تھے

اس لئے اب دست بدست جنگ جاری تھی۔ چیکو، جیکسن اور ٹیڈ بڑے ماہرانہ انداز میں لڑ رہے تھے۔

جیکسن اور صفدر آپس میں بھڑے ہوئے تھے۔ صفدر نے اچانک جیکسن کو اٹھا کر پوری قوت سے میز پر پھینکا اور پھر خود بھی اس پر چھلانگ لگا دی اور وہ دونوں میز کی دوسری جانب جا گرے۔

ٹیڈ، صدیقی اور چوہان سے بیک وقت لڑ رہا تھا جب کہ چیکو اور کیپٹن شکیل کے درمیان زور دار جنگ جاری تھی۔

پھر اچانک کیپٹن شکیل کا داؤ چل گیا اور چیکو ہوا میں اڑتا ہوا پوری قوت سے کمرے کی دیوار سے ٹکرایا اور پھر سے فرش پر آ گرا۔ اور وہ بری طرح تڑپنے لگا۔ اس کا سر پوری قوت سے دیوار سے ٹکرایا تھا اس لئے شاید اس کے ہوش و حواس اس کا ساتھ نہ دے رہے تھے۔

اسی لمحے میز کی دوسری طرف سے ہڈی چٹخنے کی آواز سنائی دی اور ساتھ ہی جیکسن کے حلق سے نکلی ہوئی تیز چیخ سنائی دی اور دوسرے لمحے صفدر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

چند لمحوں بعد ٹیڈ کا بھی فیصلہ ہو گیا۔ صدیقی اور چوہان نے سنبھلتے ہی اسے گیند کی طرح اچھالنا شروع کر دیا تھا اور پھر وہ بھی کراہتا ہوا فرش پر گرا اور پھر بے حس و حرکت ہو گیا۔

کمرے میں ایک بار پھر ناگوار سی خاموشی چھا گئی۔ صفدر میز کے پیچھے سے نکل کر بلیک زیرو کی طرف بڑھا جو اس ساری جنگ کے دوران کرسی سے چپکا ہوا بیٹھا رہا تھا۔ صفدر بڑی عجیب سی نظروں سے بلیک زیرو کو دیکھ رہا تھا۔

"تم کون ہو" ___ ؟ صفدر نے بگڑے ہوئے لہجے میں بلیک زیرو سے سوال



کیا۔ اب بھلا اسے کیا معلوم تھا کہ وہ اس ایکسٹو سے بات کر رہا ہے جس سے بات کرتے وقت ان کی زبانیں لڑکھڑا جاتی تھیں۔

"میرا نام راجو ہے ___ چیکو نے مجھے اس کرسی سے چپکا رکھا ہے" بلیک زیرو نے جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ صفدر کوئی اور سوال کرتا، چیکو کے جسم میں حرکت ہوئی اور پھر وہ تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"تمہارے دونوں ساتھی ختم ہو چکے ہیں چیکو! ___ اب بولو میرے پیغام کے جواب میں کیا کہتے ہو" ___ ؟ صفدر نے آگے بڑھ کر چیکو کا گریبان پکڑ کر اسے جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔

"م ___ مجھے منظور ہے ___ رقم پہنچ جائے گی" ___ چیکو نے خوفزدہ لہجے میں جواب دیا۔

"ویری گڈ! ___ اب آئے ہو نا سیدھی راہ پر ___ رقم رات تک شوبرا ہ[illegible] پہنچ جانی چاہیئے ورنہ یاد رکھنا، دوسری بار تمہاری گردن ٹوٹنے میں دیر نہیں لگے گی" ___ صفدر نے اس کا گریبان چھوڑتے ہوئے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"آؤ ساتھیو چلیں! ___ کوشش کرنا چیکو کہ ہمیں دوبارہ نہ آنا پڑے" ___ صفدر نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو ___ رقم پہنچ جائے گی" ___ چیکو نے جواب دیا اور صفدر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"سنو پلیز! ___ میری بات سنو" ___ اچانک بلیک زیرو نے کہا اور صفدر ایک جھٹکے سے رک گیا۔

"کیا بات ہے" ——— ؟ صفدر نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں جواب دیتے ہوتے کہا۔

"مجھے چیکو کی گرفت سے رہائی دلاؤ ——— یہ خوامخواہ مجھ پر ظلم کر رہا ہے" ——— یک زیرو نے بڑے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں کسی کے کاروباری معاملات میں دخل نہیں دیا کرتا ——— تم جانو اور چیکو نے" ——— صفدر نے بگڑے ہوتے لہجے میں جواب دیا اور واپس دروازے طرف مڑ گیا۔

"سنو! ——— میں نے ایکسٹو کو قتل کر دیا ہے" ——— اچانک بلیک زیرو نے ا۔

اور صفدر یوں تیزی سے مڑا جیسے اس کے جسم کو بجلی کا جھٹکا لگا ہو۔ یہی حال ٹیم کے ممبروں کا بھی ہوا۔

"کیا کہہ رہے ہو" ——— ؟ صفدر نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں" ——— بلیک زیرو نے جواب دیا۔ وہ دل ہی دل میں چوئشن پر ہنس دیا۔

"کون ایکسٹو" ——— ؟ صفدر نے سنبھلتے ہوئے کہا۔

"سنو پرنس! ——— یہ تمہارا کام نہیں ہے کہ تم ہمارے کاموں میں مداخلت کرو لئے تم جا سکتے ہو ——— تمہاری رقم تمہیں پہنچ جائے گی" ——— چیکو نے لت کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھہرو! ——— مجھے یہ معاملہ پُراسرار لگتا ہے ——— تم اپنی زبان بند رکھو" ——— ر نے اُسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"ایکسٹو یہاں کی سیکرٹ سروس کا چیف ہے ——— چیکو نے مجھے اس کے



قتل کا مشن سونپا تھا ——— میں نے اُسے قتل کر دیا۔ مگر اب یہ چیکو بے ایمانی پر اُتر آیا ہے اور اس نے دھوکہ دے کر مجھے میگنٹ کرسی سے باندھ رکھا ہے" ——— بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تم ایکسٹو کو جانتے ہو" ——— ؟ صفدر نے پُرجوش لہجے میں پوچھا۔

"آج ایوانِ صدر میں میٹنگ تھی ——— ایکسٹو نقاب لگائے اس میں شریک ہوا۔ وہاں سے میں نے اس کی کار کا تعاقب کیا ——— وہ ایک بڑی عمارت میں داخل ہوا ——— وہاں میں نے اُسے مار ڈالا اور عمارت کی تلاشی کے دوران مجھے ایک اہم فائل مل گئی" ——— بلیک زیرو نے اپنے ہی قتل کی روئیداد سناتے ہوئے کہا۔

"وہ فائل کہاں ہے" ——— ؟ صفدر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"میں نے ایک محفوظ جگہ پر رکھی ہوئی ہے ——— میں کسی پارٹی سے سودا کرنا چاہتا ہوں ——— اگر تم سودا کرا دو تو تمہیں کمیشن دوں گا" ——— بلیک زیرو نے صفدر سے کہا۔

صفدر کچھ دیر کھڑا سوچتا رہا۔ اُسے راجو کی بات کا یقین تو نہ آ رہا تھا مگر اس دنیا میں سب کچھ ہو سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں ریوالور چمکنے لگا۔

"اگر یہ بات ہے تو تم سے سودا ہو سکتا ہے" ——— صفدر نے ریوالور کا رخ بلیک زیرو کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

بلیک زیرو کی نظروں میں الجھن کے تاثرات ابھرے مگر دوسرے لمحے وہ چونک پڑا کیونکہ اس نے صفدر کے ریوالور کا رُخ چیکو کی طرف گھومتے دیکھا اور دوسرے لمحے ایک دھماکہ ہوا اور چیکو کے حلق سے چیخ نکل گئی اور وہ

اچھل کر پیچھے دیوار سے جا لگا۔ گولی ٹھیک اس کے دل پر لگی تھی۔ چیکو ایک ہی گولی میں ختم ہو چکا تھا۔

"تم نے اسے کیوں ختم کر دیا" —— اچانک کیپٹن شکیل نے صفدر سے پوچھا۔

"میں راجو کی بات کی تصدیق کرنا چاہتا ہوں اور میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ چیکو میری بات سُنے" —— صفدر نے جواب دیا۔ اور پھر وہ تیزی سے میز پر پڑے ہوئے فون کی طرف بڑھا۔ اس نے رسیور اٹھا کر نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

بلیک زیرو خاموش بیٹھا دیکھ رہا تھا۔ ظاہر ہے اب وہ کچھ کہہ بھی نہ سکتا تھا۔

"ایکسٹو" —— دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی اور بلیک زیرو نے صفدر کے چہرے پر اطمینان کے آثار اُبھرتے صاف دیکھے۔

"میں پرنس راسکل بول رہا ہوں —— اس وقت میں چیکو کے اڈے سوزی بار میں موجود ہوں —— یہاں ایک مقامی غنڈہ راجو بیٹھا ہوا ہے اور وہ کہہ رہا ہے کہ اس نے ایکسٹو کو قتل کر دیا ہے اور وہاں سے ایک فائل بھی اُڑا لی ہے —— میں نے سوچا کہ تصدیق کر لوں" —— صفدر نے قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ! —— ایسا کرو کہ تم اسے دانش منزل پہنچا دو —— میں خود اس سے نمٹ لونگا" —— دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی صفدر نے رسیور رکھ دیا۔

بلیک زیرو مطمئن ہو گیا کہ اب صفدر اُسے کرسی سے آزاد کر کے ساتھ لے



جائیگا۔ مگر دوسرا لمحہ بلیک زیرو پر بھاری ثابت ہوا۔ کیونکہ صفدر نے اچانک اپنا ہاتھ اٹھایا اور اس کا مکہ پوری قوت سے بلیک زیرو کی کنپٹی پر پڑا اور بلیک زیرو کے منہ سے اوہ کی آواز نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس کے دماغ پر اندھیرا چھاتا چلا گیا۔

اب بلیک زیرو کو کیا معلوم تھا کہ صفدر اُسے بیہوش کر کے دانش منزل پہنچانا چاہتا تھا اور اُسے ایسا کرنا بھی چاہیئے تھا۔ ظاہر ہے صفدر کو کیا معلوم کہ وہ راجو کے روپ میں خود ایکسٹو کے ساتھ یہ حرکت کر رہا ہے۔

**ریڈ باس** سُرخ رنگ کا نقاب پہنے اپنے کمرے سے باہر نکلا اور پھر ایک راہداری سے گزر کر وہ ایک کافی بڑے ہال میں آ گیا۔ اس ہال میں چاروں طرف بڑی بڑی مشینیں نصب تھیں جن کے سامنے زرد رنگ کے نقاب اور زرد رنگ کی یونیفارم پہنے ہوئے مکینک بڑی مستعدی اور چابکدستی سے ان مشینوں کو ہینڈل کرنے میں مصروف تھے۔

ہال کے شمالی کونے میں ایک بڑی میز کے پیچھے ایک سفید نقاب پہنے ہوئے نوجوان بیٹھا تھا۔

جیسے ہی ریڈ باس ہال میں داخل ہوا۔ سفید نقاب والا تیزی سے اٹھ کر

کھڑا ہو گیا۔

"کیا رپورٹ ہے وائٹ مین" ____ ؟ ریڈ باس نے تحکمانہ لہجے میں پوچھا۔

"سب کچھ او۔کے ہے جناب! ____ کام تسلی بخش طور پر ہو رہا ہے"۔ وائٹ مین نے جواب دیا۔

"ویری گڈ! ____ آؤ میرے ساتھ" ____ ریڈ باس نے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر مشرق کی طرف موجود دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وائٹ مین اس کے پیچھے تھا۔ یہ دروازہ سٹیل کا بنا ہوا تھا اور اس پر بجلی کی لہریں دائیں بائیں مسلسل چمک رہی تھیں۔

ریڈ باس نے دروازے کے قریب جا کر اپنا دایاں ہاتھ اوپر اٹھایا ہتھیلی کھول کر انگلیوں کو مخصوص انداز میں دروازے کی طرف ذرا سا جھکایا اور پھر انگوٹھے کو گھڑی کے پنڈولم کی طرح دائیں بائیں مسلسل حرکت دینی شروع کر دی تقریباً دس بار مسلسل حرکت دینے کے بعد اس نے انگوٹھے کو گول دائرے کی صورت میں تین بار گھمایا اور اس کے ساتھ ہی دروازے پر چمکنے والی لہریں یکدم کوند کر غائب ہو گئیں۔ اب وہ عام سا دروازہ معلوم ہو رہا تھا۔

ریڈ باس نے دروازے کی دہلیز پر پیر رکھ کر اُسے مخصوص انداز میں دو بار دبایا تو دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ دروازے کی دوسری طرف ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ ریڈ باس نے دروازے کو عبور کیا اور وائٹ مین بھی دروازے میں داخل ہو گیا اب ریڈ باس اور وائٹ مین اس چھوٹے کمرے میں کھڑے ہو گئے۔ اور ان کے داخل ہوتے ہی سٹیل والا دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔ ریڈ باس نے دروازہ بند ہوتے ہی ایک دیوار پر لگے ہوئے بہت سے بٹنوں میں سے ایک بٹن دبایا تو کمرہ کسی لفٹ کی طرح نیچے اترتا چلا گیا۔



تقریباً دو منٹ تک نیچے اترنے کے بعد کمرہ رک گیا اور اس کے ساتھ ہی شمالی سمت میں ایک دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ وہ دونوں اس دروازے سے گزر کر ایک راہداری میں آئے۔ اس مختصر سی راہداری کے آخر میں ایک اور دروازہ تھا۔ اس دروازے پر بھی اسی طرح بجلی کی لہریں چمک رہی تھیں۔ ریڈ باس نے وہی پہلے والا عمل دوبارہ دوہرایا تو یہ دروازہ کھلتا چلا گیا اور وہ دونوں اندر داخل ہو گئے۔

یہ ایک کافی بڑا ہال تھا جس کے عین درمیان میں ایک دیو ہیکل مشین موجود تھی۔ اس مشین کے ساتھ ایک کافی بڑا شیشے جیسا کمرہ منسلک تھا۔ اس کمرے کے اندر ہلکے نیلے رنگ کا سفوف آدھے سے زیادہ بھرا ہوا تھا۔ مشین کے گرد بارہ سے زیادہ افراد موجود تھے اور مشین بڑی تیزی سے کام کر رہی تھی۔

ریڈ باس اور وائٹ مین کو دیکھتے ہی ایک آدمی تیزی سے ان کی طرف بڑھا اس کے سر کے بال بالکل سفید تھے۔ مگر چہرہ جوانوں جیسا تھا۔

"کیا پوزیشن ہے پروفیسر" ____ ؟ ریڈ باس نے پوچھا۔

"توقع سے زیادہ کامیابی ہوئی ہے باس! ____ ہم نے کافی مقدار میں ایکو اکٹھا کر لیا ہے اور میرا خیال ہے کہ اب اس پہاڑی میں مزید ایکو موجود نہیں ہے"۔ پروفیسر نے جواب دیا۔

"کیا تمہارے خیال میں اس پہاڑی کے ارد گرد کی زمین میں ایکو موجود ہو سکتا ہے" ____ ؟ ریڈ باس نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے تجزیہ کیا ہے جناب! ____ مگر کہیں ایسے آثار نہیں ملے" ____ پروفیسر نے جواب دیا۔

"پھر اب کیا پروگرام ہے" ____ ؟ ریڈ باس نے پوچھا

"جیسے آپ حکم کریں ____ ویسے اتنا ایکو ہمارے ملک کے لئے سینکڑوں سال

کے لئے کافی ہے" ___ پروفیسر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" تو پھر ہمیں فوری طور پر سائنسدان بھابھا کا تیار کردہ وہ فارمولا چاہیئے جس کو کام میں لاکر ہم اس ایکو کو اس ملک سے نکال لے جائیں" ___ ریڈ باس نے کہا۔

" اس فارمولے کے ساتھ ساتھ یہاں کی ایٹمک ریسرچ لیبارٹری میں موجود زیرو الیکس مقرتی کو بھی تباہ کرنا ہوگا۔ اس کی موجودگی میں ایکو ملک سے باہر نہیں جا سکتا" ___ پروفیسر نے جواب دیا۔

" ظاہر ہے ___ اور ایسا تبھی ہو سکتا ہے جب پوری لیبارٹری ہی اڑا دی جائے" ___ ریڈ باس نے جواب دیا۔

" ظاہر ہے" ___ پروفیسر نے کندھے اچکاتے ہوئے جواب دیا۔

" اوکے ___ آپ ایکو کو باہر لے جانے کے لئے فائنل تیاریاں شروع کر دیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے کے اندر بھابھا کا فارمولا بھی آپ کے پاس پہنچ جائے گا ___ اور لیبارٹری بھی تباہ ہو جائے گی" ___ ریڈ باس نے کہا۔

" صرف ایک ہفتے میں" ___ پروفیسر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں پروفیسر ___ ریڈ باس اسی طرح کام کرتا ہے ___ میں اب تک صرف اس لئے ڈھیل دیتا جا رہا ہوں کہ شاید یہاں سے اور ایکو مل جائے ___ مگر اب جب کہ اور ایکو یہاں موجود نہیں ہے تو ہمیں فوری طور پر مشن کا آخری حصہ مکمل کر لینا چاہیئے" ___ ریڈ باس نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے ___ میں ایک ہفتے میں تیاریاں مکمل کر لونگا ___ بس فارمولا ملتے ہی میں ایکو کی پیکنگ شروع کر دونگا" ___ پروفیسر نے جواب دیا۔

" اوکے" ___ ریڈ باس نے کہا اور واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں واپس ہال میں پہنچ گئے جہاں سے وائٹ مین ساتھ ہوا تھا۔

جیسے ہی وہ ہال میں پہنچے۔ ایک مشین کے پیچھے بیٹھے ہوئے آپریٹر نے ہاتھ اٹھا کر انہیں اشارہ کیا اور وہ دونوں تیزی سے اس کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

" سر ___ ٹرمین کے ذریعے یہ نقشہ موصول ہوا ہے" ___ آپریٹر نے مشین کے ایک خانے سے فلم کا ایک چھوٹا سا رول نکالتے ہوئے کہا۔

ریڈ باس نے وہ فلم آپریٹر سے لی اور سر ہلاتا ہوا تیزی سے ہال سے باہر آ گیا۔ وہاں سے وہ سیدھا اپنے کمرے میں آیا۔ اس نے دروازہ بند کیا۔ پھر تیزی سے دیوار کے ساتھ نصب ایک جدید ترین پروجیکٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے فلم کو پروجیکٹر پر فٹ کیا اور پھر پروجیکٹر آن کر دیا۔

پروجیکٹر آن ہوتے ہی کمرہ تاریک ہو گیا اور سامنے دیوار پر چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی۔ چند لمحوں تک سکرین پر ٹیڑھی میڑھی لکیریں بنتی اور مٹتی رہیں پھر سکرین پر ایک نقشہ اُبھر آیا۔ پروجیکٹر کے قریب موجود ریڈ باس نے پھرتی سے پروجیکٹر کا ایک بٹن دبا دیا اور پھر غور سے نقشے کو دیکھنے لگا۔

یہ نقشہ ایٹمک لیبارٹری کا تھا اور پوری تفصیل سے بنایا گیا تھا۔ کافی دیر تک وہ اس نقشے کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ایک اور بٹن دبایا تو نقشہ سکرین سے غائب ہو گیا اب وہاں ایک اور نقشہ اُبھر آیا جو پہلے سے کافی مختلف تھا۔ ریڈ باس نے بٹن دبا کر اس نقشے کو روکا اور پھر اُسے غور سے دیکھنے لگا۔

کافی دیر تک نقشہ دیکھنے کے بعد اس نے ایک طویل سانس لی اور پروجیکٹر آف کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی کمرہ روشن ہو گیا۔ پروجیکٹر سے فلم نکال کر ریڈ باس نے اپنی جیب میں ڈالی اور الماری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے الماری کھولی اور ٹرانسمیٹر نکال

کراس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو! ریڈ باس سپیکنگ ـــ ریڈ باس سپیکنگ اوور" ـــ ریڈ باس نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یس کنگ سپیکنگ اوور" ـــ دوسری طرف سے ایک کرخت آواز سنائی دی۔

"راسکلز کنگ! ـــ آپریشن کا وقت آن پہنچا ہے ـــ نقشہ مجھے مل گیا ہم نے ایک ہفتے کے اندر تمام کام نپٹانا ہے ـــ سپلائی گینگ کو تیار کر لو۔ سائنسدان بھابھا کو فوری طور پر اغوا کر کے اس سے فارمولا حاصل کرنا ہے۔ ا اٹمک ریسرچ لیبارٹری کو تباہ کرنا ہے اوور" ـــ ریڈ باس نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جناب! ـــ آپ تفصیلی ہدایات دیدیں ـــ میں کام شروع کر دیتا ہوں۔ اوور" ـــ راسکلز کنگ نے پُرجوش لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم سپلائی گینگ کے ساتھ ساتھ جس قدر جلد ممکن ہو سکے سائنسدان بھابھا کو اغوا کر کے زیرو پوائنٹ پر بھجوا دو ـــ میں اس سے فارمولا حاصل کرنے کے بعد لیبارٹری کی تباہی کا پروگرام بناؤں گا۔ اوور" ـــ ریڈ باس نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جناب! ـــ سائنسدان بھابھا اغوا ہو کر زیرو پوائنٹ پہنچ جائے اور سپلائی گینگ کے لئے میں تمام ممبرز کو الرٹ کر دیتا ہوں کہ وہ اپنے آدم تیار کر لیں۔ اوور" ـــ راسکلز کنگ نے جواب دیا۔

"او کے! ـــ میں سائنسدان بھابھا کا انتظار کروں گا ـــ مگر سنو! اس معاملے میں کوئی کوتاہی نہیں ہونی چاہیئے ورنہ تمام مشن فیل ہو جائے گا۔ اوور" ـــ ریڈ باس نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں ـــ راسکلز کنگ کچے کام نہیں کرتا۔ اوور" ـــ راسکلز کنگ



جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوور اینڈ آل" ـــ ریڈ باس نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر انٹر کام کا را اٹھا کر اس کا بٹن دبا دیا۔

"یس ـــ نمبر ٹو سپیکنگ" ـــ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"نمبر ٹو! ـــ کنگ ایک آدمی کو جب بھی یہاں بھیجے۔ اسے وصول کر کے فوری بریں روم میں بھجوا کر مجھے اطلاع دینا" ـــ ریڈ باس نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"بہتر باس" ـــ دوسری طرف سے نمبر ٹو نے جواب دیا۔

اور پھر ریڈ باس نے بٹن آف کر کے ایک اور بٹن دبا دیا۔

"یس وائٹ مین سپیکنگ" ـــ فوراً ہی دوسری طرف سے وائٹ مین کی آواز ائی دی۔

"وائٹ مین! ـــ نمبر ٹو پروفیسر بھابھا کو وصول کر کے برین روم میں بھجوائے گا کے وہاں پہنچنے سے پہلے برین چیکنگ مشین چیک کر لو ـــ اسے بالکل درست میں ہونا چاہیئے" ـــ ریڈ باس نے کہا۔

"بہتر جناب" ـــ وائٹ مین نے جواب دیا۔

ر جیسے ہی پروفیسر بھابھا برین روم میں پہنچے، پروفیسر شٹکام کو بھی برین روم لینا ـــ میں اس کی موجودگی میں پروفیسر بھابھا سے وہ فارمولا حاصل کرنا وں تاکہ اگر کوئی مزید بات پوچھنی ہو تو وہ اسی وقت پوچھ لے" ـــ ریڈ باس

ر ہے" ـــ وائٹ مین نے جواب دیا اور ریڈ باس نے انٹر کام کا ریسور رکھ کر ے انداز میں کرسی کی پشت سے ٹیک لگا لی۔

**عمران** دانش منزل میں داخل ہوتے ہی سیدھا مخصوص کمرے میں آیا او
لمحے وہ چونک پڑا. کیونکہ دیوار پر لگے ہوتے مختلف رنگوں کے بلبوں میں سے ایک
بلب مسلسل جل بجھ رہا تھا. یہ بلب اس بات کی نشاندہی کر رہا تھا کہ چکر دار تہہ خا
میں کوئی شخص موجود ہے.

عمران نے تیزی سے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبایا تو سامنے دیوار پر نص
چھوٹی سی سکرین روشن ہوگئی. اور سکرین پر کمرے کا منظر ابھر آیا. جس میں راجو
سے پشت لگائے خاموش بیٹھا تھا. اس کی آنکھیں بند تھیں. عمران غور سے
دیکھتا رہا. پھر وہ تیزی سے اٹھا اور تقریباً بھاگتا ہوا ملحقہ لائبریری میں گھس گیا.
نے ایک الماری کھول کر اس میں سے ایک ضخیم فائل اٹھائی اور اسے لیکر واپس
کمرے میں آگیا. فائل میز پر رکھ کر اسے کھولا اور تیزی سے اس کے ورق الٹانے
تھوڑی دیر بعد اس کی نظریں ایک صفحے پر جم گئیں. اس صفحے پر ایک فوٹو چسپاں
فوٹو راجو کا تھا.

عمران فوٹو کے نیچے لکھی ہوئی تفصیل کو پڑھنے لگا. اور پھر اس نے ایک طوی



لیتے ہوئے فائل بند کر دی.

اب اس کی نظریں ایک بار پھر سکرین پر جم گئیں. اسی لمحے راجو نے آنکھیں کھولیں اور ادھر ادھر دیکھنے کے بعد اس نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر ایک چھوٹا سا سگریٹ لائٹر نکال لیا. اس نے سگریٹ لائٹر کی پشت پر انگوٹھا رکھ کر زور سے دبایا. اسی لمحے عمران نے میز کے کنارے پر ایک اور بٹن دبا دیا. اب راجو کے سانس لینے کی آواز کمرے میں سنائی دینے لگی.

راجو کا سگریٹ لائٹر اب درمیان میں سے دو حصوں میں تقسیم ہو چکا تھا. پھر راجو نے لائٹر کے کھلے حصے سے منہ لگایا اور اس کی آواز کمرے میں گونجنے لگی.

"ہیلو شارک سپیکنگ اوور" ــــ راجو بار بار یہی فقرہ دہرا رہا تھا.

"یس وائٹ سپیکنگ۔ اوور" ــــ دوسری طرف سے ایک مدھم سی آواز سنائی دی.

"کیا رپورٹ ہے. اوور" ــــ ؟ راجو نے تحکمانہ لہجے میں پوچھا.

"باس! ــ اب معاملات فائنل ہونے کے قریب ہیں ــ ایٹمک لیبارٹری کا نقشہ یہاں پہنچ چکا ہے ــــ ریڈ باس نے پروفیسر بھابھا کے اغوا کا حکم دے دیا ہے اور پروفیسر بھابھا جیسے ہی یہاں پہنچے گا ریڈ باس برین چیکنگ مشین کے ذریعے اس سے فارمولا حاصل کر کے پروفیسر شنتکام کو دے دیگا اور پروفیسر شنتکام اس فارمولے کی مدد سے ایکو کو چھوٹے ڈبوں میں پیک کر دے گا ــــ ایکو کو باہر سمگل کرنے کے لئے راسکلز کنگ تمام اڈوں کے آدمیوں کو تیار کر چکا ہو گا ــــ مال زیرو پوائنٹ سے ان اڈوں پر پہنچ جائے گا اور پھر وہاں سے ریڈ باس کے ملک سمگل ہو جائے گا. اس دوران ریڈ باس ایٹمک ریسرچ لیبارٹری کو تباہ کر دے گا جس میں زیرو الیکس تھرٹی مشین موجود ہے جو ایکو کی نشاندہی کر سکتی ہے ــــ اس طرح ریڈ باس کا مشن مکمل ہو جائے گا جس پر وہ گزشتہ چار سال سے کام کر رہا ہے ــــ آخری ڈرامے کے لئے

" ریڈ باس نے ایک ہفتے کا وقت مقرر کیا ہے۔ اوور" ـــ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

" اوہ! ـــ اس کا مطلب ہے کہ اختتامی کھیل کے لئے سٹیج تیار ہو چکا ہے اوور" ـ راجو نے پُرجوش لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اچھا سنو وائٹ! ـــ جب مال سپلائی کے لئے تیار ہو جائے تو تم مجھے اطلاع کر دینا ـ میں اسے راسکلز گنگ کے اڈوں پر پہنچنے سے پہلے ہی حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اوور" ـــ راجو نے کہا۔

" ٹھیک ہے باس! ـــ میں اطلاع کر دونگا ـــ مگر یہ مال ہم رکھیں گے کہاں؟ کیونکہ اس کی سپلائی یکدم تو نہیں ہو سکتی۔ اوور" ـــ وائٹ نے جواب دیا۔

" تم اس کی فکر نہ کرو ـــ میں نے اس کے لئے ایک ایسی جگہ تلاش کر لی ہے جہاں سالوں اسے اطمینان سے رکھا جا سکتا ہے۔ اوور" ـــ راجو نے جواب دیا۔

" اوکے باس! ـــ مگر پھر بھی مجھے معلوم تو ہو کیونکہ اس موقع پر ہماری ذرا سی غفلت سے سارا کھیل بگڑ سکتا ہے ـــ اگر یہاں کی حکومت کو ایکو کے متعلق بھنک بھی مل گئی تو ایک طوفان آ جائے گا۔ اوور" ـــ وائٹ نے جھجکتے ہوئے پوچھا۔

" اوہو! ـــ تمہارا وہم دُور نہیں ہوگا ـــ سنو وائٹ! ـــ میں نے یہاں کی سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر کو گودام کے طور پر استعمال کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور اس وقت میں وہیں سے بول رہا ہوں ـــ اس ملک میں ہر جگہ کی چیکنگ ہو سکتی ہے مگر سوائے اس جگہ کے۔ اوور" ـــ راجو نے جواب دیا۔

" اوہ! ـــ مگر سیکرٹ سروس کا ہیڈکوارٹر تو ـــ اوور" ـــ وائٹ بات کرتے کرتے خاموش ہو گیا۔

" میں سمجھ گیا تم کیا کہنا چاہتے ہو ـــ اس کا بندوبست کر دیا ہے۔ مجھے معلومات



مل گئی ہیں کہ عمارت میں سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو اکیلا رہتا ہے۔ چنانچہ میں ایک مقامی قاتل کے روپ میں اندر داخل ہوا۔ چیف نے اپنی طرف سے مجھے قید کر کے ایک تہہ خانے میں بند کر دیا ہے مگر میں نے اُسے چیکو اور اس کے اڈے کے متعلق بتا دیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ چیف میری باتوں کو چیک کرنے کے لئے چیکو کے اڈے پر جائے گا اور وہاں چیکو اسے گرفتار کر لے گا ـــ میں نے اس بات کا بندوبست کر دیا ہے کہ اگر میرے میک اپ میں کوئی وہاں پہنچے تو پہلے اُسے چیک کیا جائے۔ چنانچہ چیف وہاں پہنچے گا تو چیکو اُسے گرفتار کر کے تمہارے ریڈ باس کے پاس بھیج دے گا اور میں اس عمارت پر قبضہ کر کے چیف بن جاؤں گا۔ اس طرح سیکرٹ سروس میرے قبضے میں آ جائے گی اور پھر میں ایکو کو اس عمارت میں رکھ کر سیکرٹ سروس کے ذریعے ہی اپنے ملک سمگل کر دونگا ـــ ظاہر ہے اب یہاں کی سیکرٹ سروس کے آدمیوں کو تو یہاں کی حکومت چیک نہیں کر سکتی۔ اوور" ـــ راجو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" مگر ہو سکتا ہے کہ چیف چیکو کے پاس خود جانے کی بجائے سیکرٹ سروس کے کسی ممبر کو بھیجے۔ اوور" ـــ وائٹ نے جرح کرتے ہوئے کہا۔

" نہیں ـــ سیکرٹ سروس کے باقی ممبر بدمعاشوں کے روپ میں شوبرا ہوٹل میں مقیم ہیں۔ وہ راسکلز گنگ کو ٹریس کرنے کے چکر میں الجھے ہوئے ہیں، اسی لئے تو میں نے یہ سارا ڈرامہ اسٹیج کیا ہے کہ اس وقت چیف عمارت میں اکیلا ہوگا اور ممبرز کے الجھے ہونے کی وجہ سے وہ خود جا کر چیکو کو چیک کرے گا اور مجھے یقین ہے کہ وہ اب جا چکا ہوگا کیونکہ کافی دیر سے اس نے رابطہ قائم نہیں کیا ـــ میں نے سوچا کہ حرکت میں آنے سے پہلے میں تم سے بات کر لوں۔ اوور" ـــ راجو نے کہا۔

" بہت اچھا پلان ہے ـــ اگر یہ کامیاب ہو جائے تو یقین کریں کہ ایکو بڑی

آسانی سے ہمارے ملک پہنچ جائے گا۔ اوور" ___ وائٹ نے پُرجوش لہجے میں کہا۔

" او۔ کے! ___ تم ہوشیار رہو اور مجھے ٹرانسمیٹر پر مطلع کر دینا۔ اوور اینڈ آل۔" راجو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لائٹر کو دوبارہ برابر کر کے جیب میں ڈال لیا۔

عمران نے سر ہلا دیا۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی۔ وہ خاموش بیٹھا سکرین پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔

راجو لائٹر جیب میں ڈالتے ہی تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر ہاتھ میں بندھی ہوئی گھڑی کے ونڈ بٹن کو مخصوص انداز میں گھمایا۔ دوسرے لمحے گھڑی کا ونڈ بٹن کسی ایریل کی طرح باہر نکلتا چلا آیا۔ ایریل کے باہر نکلتے ہی ایریل کے سرے پر موجود ونڈ بٹن سے سرخ رنگ کی ایک تیز شعاع نکلی اور سیدھی کمرے کی دیوار پر پڑی۔ ایک چھاکا سا ہوا اور کمرے کی دیوار کا درمیانی حصہ یوں غائب ہو گیا جیسے وہ سرے سے بنایا ہی نہ گیا ہو۔ اب وہاں خلا سا موجود تھا۔ راجو بڑے اطمینان سے چلتا ہوا اس خلا کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران جو سکرین پر بڑے غور سے راجو کی حرکات کو دیکھ رہا تھا۔ دیوار کو درمیان سے غائب ہوتے دیکھ کر چونک پڑا۔ دوسرے لمحے وہ تیزی سے اٹھا۔ اس نے سکرین بند کی اور انتہائی پھرتی سے ایک الماری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں سے ایک چھوٹا سا پستول باہر نکال لیا اور پھر خود کمرے کے ایک کونے میں رکھی ہوئی سٹیل کی بڑی سی الماری کے پیچھے چھپ گیا۔ اس کی نظریں کمرے کی شمالی دیوار پر لگی ہوئی تھیں۔ اسے معلوم تھا کہ راجو جس راہداری میں داخل ہوا ہے اس کا اختتام اسی کمرے کی شمالی دیوار پر ہوتا ہے جہاں ایک خفیہ دروازہ ہے گو خفیہ دروازے کا علم تو راجو کو نہ ہو سکے گا مگر عمران جانتا تھا کہ جس طرح راجو نے



چکردار تہہ خانے کی دیوار توڑ دی ہے اسی طرح وہ اس دیوار کو بھی توڑ سکتا ہے۔ اور سرخ رنگ کی شعاع کو بھی وہ پہچان گیا تھا۔ یہ لیزر شعاع تھی جو سخت سے سخت چیز کو اس طرح جلا دیتی تھی جیسے آگ کاغذ کو جلا دیتی ہے اور کلائی گھڑی میں اس کا استعمال عمران کو خاصا پسند آیا تھا۔

عمران اب پستول ہاتھ میں پکڑے راجو کی اس کمرے میں آمد کا منتظر تھا اور پھر چند لمحوں بعد اس نے شمالی دیوار کو یکدم تیزی سے سرخ ہوتے اور دوسرے لمحے راکھ کی طرح زمین پر ڈھیر ہوتے دیکھا اور اس کے ساتھ ہی راجو اچھل کر اس کمرے میں آ گیا۔ وہ حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔

عمران نے بڑی پھرتی سے الماری کی آڑ میں سے پستول کا رُخ راجو کی طرف کیا اور اس کے ساتھ ہی ٹریگر دبا دیا۔ پستول میں سے بے رنگ گیس کی دھار نکلی اور ایک سیکنڈ بعد عمران نے راجو کو فرش پر مُردہ چھپکلی کی طرح ڈھیر ہوتے دیکھا۔ گیس اتنی زوردار تھی کہ راجو ایک لمحے کے لئے بھی نہ سنبھل سکا۔

عمران نے تیزی سے پستول جیب میں ڈالا اور پھر الماری کی آڑ سے نکل کر راجو کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سب سے پہلے اس کی کلائی سے گھڑی اتاری۔ اسے چند لمحے غور سے دیکھنے کے بعد وہ اس کا سسٹم سمجھ گیا۔ گھڑی کی ایک سائیڈ پر ایک چھوٹا سا بٹن موجود تھا۔

عمران نے پہلے تو زمین پر مُردہ پڑے ہوئے راجو کی مکمل تلاشی لی۔ اس کی جیب سے لائٹر کے ساتھ ساتھ چند دوسری عجیب و غریب چیزیں ملیں۔ عمران نے وہ تمام چیزیں میز پر رکھیں اور پھر گھڑی کے ایریل کا رُخ راجو کے جسم کی طرف کر کے مخالف سمت میں موجود بٹن دبا دیا۔ ایریل سے سرخ رنگ کی شعاع نکل کر راجو کے جسم پر پڑی اور ایک لمحے کے لئے راجو کا جسم گہرے سرخ رنگ میں تبدیل ہوا اور دوسرے لمحے

وہ ہلکی سرخ رنگ کی راکھ میں تبدیل ہوگیا۔

عمران نے پیر سے وہ راکھ چھیڑی تو وہ اکٹھی ہوتی چلی گئی اور جہاں چند لمحے پہلے ایک انسانی جسم موجود تھا۔ اب وہاں ایک مٹھی بھر راکھ پڑی ہوئی تھی۔ لیزر شعاعوں نے ہر چیز کو پلک جھپکنے میں راکھ میں تبدیل کر دیا تھا۔

عمران نے ونڈ بٹن کو مخالف سمت میں گھمایا تو وہ تیزی سے اندر گھس گیا اب وہ گھڑی کا عام ونڈ بٹن ہی معلوم ہو رہا تھا۔

"بہت خوب! ___ اچھی ایجاد ہے۔ کام آئے گی" ___ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور گھڑی کو جیب میں ڈال لیا۔

اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی۔ عمران نے پھرتی سے رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ___ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"میں پرنس راسکل بول رہا ہوں ___ اس وقت میں جیکر کے اڈے سوزی بار میں موجود ہوں ___ وہاں ایک مقامی غنڈہ راجو بیٹھا ہوا ہے اور وہ کہہ رہا ہے کہ اس نے ایکسٹو کو قتل کر دیا ہے اور وہاں سے ایک فائل اڑا لی ہے۔ میں نے سوچا کہ تصدیق کر لوں" ___ دوسری طرف سے صفدر کی آواز آ رہی تھی اور عمران سمجھ گیا کہ راجو کے میک اپ میں بلیک زیرو وہاں موجود ہوگا۔

"اوہ! ___ ایسا کرو کہ تم اسے دانش منزل پہنچا دو ___ میں خود اس سے نمٹ لونگا" ___ عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوگیا۔

عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اسے اندازہ ہوگیا تھا کہ بلیک زیرو وہاں پھنس گیا ہوگا اور اب یہ اتفاق تھا کہ صفدر اپنے ساتھیوں سمیت جگا ٹیکس وصول کرنے بھی اسی وقت وہاں جا پہنچا۔ اس طرح بلیک زیرو ریڈ باس کے



اڈے میں پہنچنے سے بچ گیا۔

عمران نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے جلد ہی رابطہ قائم ہوگیا۔

"اٹامک ریسرچ لیبارٹری" ___ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز ابھری۔

"پروفیسر مجاہجا موجود ہیں" ___؟ عمران نے بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"نہیں سر ___ وہ تھوڑی دیر پہلے اپنی کوٹھی پر گئے ہیں" ___ دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں جواب دیا گیا۔

اور عمران نے پھرتی سے کریڈل دبا کر دوبارہ نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

"مجاہجا سپیکنگ" ___ دوسری طرف سے ایک باوقار آواز سنائی دی۔

"پروفیسر مجاہجا! ___ میں علی عمران بول رہا ہوں" ___ عمران نے اپنی اصل آواز میں کہا۔

پروفیسر مجاہجا عمران سے اچھی طرح واقف تھا اس لئے عمران نے جان بوجھ کر ایسا کہا تھا۔

"اوہ عمران بیٹے! ___ بڑے دنوں بعد یاد کیا ہے ___ کیا کوئی الجھن پیش آگئی ہے" ___؟ پروفیسر مجاہجا نے ہنستے ہوئے جواب دیا اور ان کا ایسا کہنا اپنی جگہ بجا تھا کیونکہ عمران ان سے بات اس وقت کرتا تھا جب کسی سائنسی مسئلے پر اسے کوئی الجھن پیش آتی تھی۔

"ہاں پروفیسر! ___ ایک بہت بڑی الجھن ہے ___ لیکن فی الحال تفصیل کا وقت نہیں ___ میرا ایک آدمی آپ کے پاس پہنچے گا ___ اس کا نام ٹائیگر ہے۔ آپ اس کے ساتھ بلا توقف چل پڑیں ___ وہ آپ کو مجھ تک پہنچا دیگا۔ باقی باتیں ملاقات

پر — خدا حافظ" — عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر پروفیسر کا جواب سُنے بغیر ہی رسیور رکھ دیا۔ اُسے معلوم تھا کہ وقت بہت تھوڑا ہے اور پروفیسر تفصیل سُنے بغیر نہ رہے گا۔ اور پھر اس نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور فریکوئنسی سیٹ کر کے بٹن دبا دیا چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر سپیکنگ اوور"

"عمران بول رہا ہوں — تم فوراً کار لیکر آفیسرز کالونی کی کوٹھی نمبر ۱۴ پر پہنچو۔ یہ پروفیسر بھاجا کی رہائش گاہ ہے — وہاں پروفیسر سے مل کر اُسے اپنا نام ٹائیگر بتاؤ — وہ تمہارے ساتھ چل پڑے گا — میں نے اُسے فون کر دیا ہے۔ اُسے اپنے ہمراہ لیکر فوراً دانش منزل پہنچو۔ اور سنو! اگر راستے میں کوئی پروفیسر کو اغوا کرنا چاہے تو تم نے ہر قیمت پر انہیں ناکام بنانا ہے اور جب دانش منزل کے قریب پہنچو تو خیال رکھنا کہ کسی قیمت پر تمہارا تعاقب نہ ہو رہا ہو۔ اوور اینڈ آل"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بٹن آف کر دیا اور پھر ٹرانسمیٹر کو اٹھا کر جیب میں ڈال لیا۔

اب عمران ذہنی طور پر مطمئن ہو گیا تھا۔ کیونکہ راجو کی کال سننے کے بعد اس نے ایک منصوبہ بنا لیا تھا۔



"راسکلز کنگ نے ابھی تک ہمارے ساتھ کوئی رابطہ قائم نہیں کیا۔ حالانکہ ہم نے اس کے ہر اڈے پر اودھم مچایا ہے" — صفدر نے قدرے پریشان لہجے میں سامنے بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں! — میں بھی اسی لائن پر سوچ رہا ہوں — پلان کے مطابق تو راسکلز کنگ کو ہم سے بات کر لینی چاہیئے تھی — آخر ہم کب تک یوں غنڈہ گردی کرتے رہیں گے" — کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے اس بار ایکسٹو کی پلاننگ بالکل غلط رہی ہے۔ اس کی بجائے کہ ہم یوں اس کے اڈوں پر اودھم مچا کر اس انتظار میں رہیں کہ وہ ہم سے رابطہ قائم کرے۔ ہمیں براہ راست اُسے تلاش کرنا چاہیئے تھا" — تنویر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

وہ سب اس وقت ہوٹل شوربا کے مخصوص تہہ خانے میں آرام کرسیوں پر بڑے اطمینان سے دراز گپیں مارنے میں مصروف تھے۔

"مگر ہم اُسے تلاش کریں کہاں — ؟ اُسے تو کوئی بدمعاش جانتا بھی نہیں۔ بس اس کا فون آجاتا ہے" — جولیا نے اعتراض کرتے ہوئے کہا۔

"توکیا اس سے پہلے مجرم ہمیں اپنے پتے اور ٹیلیفون نمبروں سے آگاہ کر دیتے تھے تب ہم انہیں پکڑتے تھے" ـــ تنویر نے جھلا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تنویر ٹھیک کہہ رہا ہے مس جولیا! ـــ ہمیں یوں ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے نہ رہنا چاہیئے ـــ بلکہ اپنے طور پر راسکل کنگ کی تلاش بھی کرنی چاہیئے" ـــ صفدر نے تنویر کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

"بالکل صفدر بھائی! ـــ میں یہی کہہ رہا تھا" ـــ تنویر نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔ اسے یقیناً صفدر کی حمایت پر خوشی ہوئی تھی۔

"تو پھر تنویر کی صلاحیتوں کو ہی کیوں نہ آزمایا جائے ـــ اس کے ذمہ راسکل کنگ کی تلاش لگا دیتے ہیں" ـــ جولیا نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

"ارے تم حکم تو کرو ـــ راسکل کنگ تو ایک طرف رہا ـــ میں عزرائیل کو کان سے پکڑ کر تمہارے سامنے لا کھڑا کروں" ـــ تنویر نے پُر جوش لہجے میں جنگلی مرغے کی طرح چھاتی پھلاتے ہوئے جواب دیا اور اس کی بات پر سوائے جولیا کے سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"چلو ٹھیک ہے ـــ آج سے تم گینگ سے فارغ ـــ تمہارا کام راسکل کنگ کی تلاش کرنا ہے۔ میں اس کے لئے تمہیں زیادہ سے زیادہ دو دن دے سکتی ہوں" جولیا نے اس بار قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"کاش! ـــ تم نے یہ کہا ہوتا کہ اس کے لئے میں تمہیں دو راتیں دے سکتی ہوں" ـــ تنویر نے بے اختیار ٹھنڈا سانس بھرتے ہوئے کہا۔

"یو شٹ اپ" ـــ اچانک جولیا نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ہینڈ بیگ کو گھما کر پوری قوت سے تنویر کے منہ پر مارتے ہوئے کہا۔





"اوہ! ـــ تم تو کسی کٹکھنی بلی کی طرح جھپٹ پڑتی ہو ـــ خیر ـــ میں تمہارے چیلنج پر پورا اترنے کی کوشش کروں گا ـــ بائی بائی" ـــ تنویر نے ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اسے کچھ کہتا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا تہہ خانے کے دروازے سے باہر نکل آیا۔

اس وقت تنویر کے دماغ میں کھلبلی سی مچی ہوئی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر کسی طرح وہ راسکل کنگ کا پتہ چلا لے تو نہ صرف جولیا ہمیشہ کے لئے اس سے مرعوب ہو جائے گی بلکہ باقی ممبران اور ایکسٹو کی نظروں میں بھی اس کی وقعت بڑھ جائے گی۔ یہی سوچتا ہوا وہ تہہ خانے سے نکل کر ہوٹل میں ریزرو اپنے کمرے میں پہنچ گیا۔ اس نے ڈریسنگ روم کی الماری کھول کر بڑی تیزی سے اپنا میک اپ تبدیل کیا۔ لباس البتہ وہی رہنے دیا۔ میک اپ اس نے اس انداز میں کیا تھا کہ وہ شکل وصورت سے ہی ایک بھیانک غنڈہ لگ رہا تھا۔

جیب میں ریوالور اور راؤنڈز رکھنے کے بعد وہ ڈریسنگ روم سے باہر نکل آیا۔ اس نے میک اپ تو تبدیل کر لیا تھا مگر اس کے ذہن میں راسکل کنگ کو تلاش کرنے کے لئے کوئی لائن آف ایکشن نہیں آ رہی تھی۔ اس لئے وہ کرسی پر دراز ہو گیا اور جیب سے سگریٹ کا پیکٹ نکال کر اس نے لاشعوری انداز میں ایک سگریٹ منہ میں پکڑا اور ماچس کی تیلی جلا کر اسے سلگایا۔ جیسے ہی ماچس کی تیلی سے شعلہ بلند ہوا ویسے ہی تنویر کے دماغ میں بھی بجلی سی کوند گئی۔

"ارے اس بارے میں تو میں نے سوچا بھی نہیں تھا" ـــ تنویر نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اسے بجلی کی طرح یہ خیال آیا تھا کہ وہ کسی اڈے کے سربراہ کو پکڑ کر اسے اس بُری طرح سے پیٹے کہ وہ مر جائے۔ اور پھر وہ دوسرے اڈے پر جائے اور پھر وہاں بھی یہی حرکت کرے۔ یقیناً اپنے خاص آدمیوں کے

مرتے کی خبر راسکلز گنگ تک پہنچ جائے گا اور اس کے آدمی اُسے کسی اڈے پر گھیرنے کی کوشش کریں گے۔ وہ ان میں سے کسی بھی آدمی کو پکڑ کر اس سے راسکلز گنگ کے متعلق معلومات حاصل کر سکتا ہے۔ ایک بار اُسے راسکلز گنگ کے متعلق کلیو مل جاتے پھر وہ اُسے آسانی سے پکڑ لے گا۔

یہ منصوبہ چونکہ تنویر کی فطرت کے عین مطابق تھا اور پھر اس بار اُسے کھُلی چھٹی تھی کہ وہ جس طرح چاہے کام کرے۔ اس لئے اس کے تشدد پسند ذہن میں اس قسم کا منصوبہ آنا بعید از امکان نہ تھا۔ چنانچہ اس نے اسی منصوبے پر کام کرنے کا فیصلہ کیا اور پھر وہ تیزی سے چلتا ہوا کمرے سے باہر نکلا اور ہال میں سے ہوتا ہوا سیدھا ہوٹل کے باہر پارکنگ میں موجود کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کار کا دروازہ کھول کر اس نے سٹیرنگ سنبھالا اور پھر گاڑی چلا کر تیزی سے ہوٹل کے کمپاؤنڈ سے باہر آگیا۔ مین روڈ پر آتے ہی اس نے کار کا رخ ہوٹل المینیر کی طرف کر دیا۔

اس ہوٹل کا مالک تھامسن تھا۔ اپنے علاقے کا مشہور بدمعاش اور غنڈہ تھا۔ گزشتہ دنوں ہی صفدر اور اس کے ساتھیوں نے وہاں دھما چوکڑی مچائی تھی۔ اس وقت تھامسن وہاں موجود نہ تھا۔ اس لئے وہ وہاں کے غنڈوں کو مار پیٹ کر واپس چلے آئے تھے۔ اب تنویر نے اپنے کام کا آغاز تھامسن سے کرنے کا فیصلہ کیا تھا

تھوڑی دیر بعد اس کی کار ہوٹل المینیر کے کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی۔ اس نے کار کو پارکنگ میں روکا اور پھر نیچے اتر کر اس نے دروازہ لاک کئے بغیر بند کیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا سیدھا ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ہوٹل کے گیٹ پر موجود باوردی دربان تنویر کے خوفناک چہرے کو دیکھ کر ٹھٹک گیا۔



"تھامسن کہاں ہے"۔۔۔۔؟ تنویر نے دربان کے قریب رک کر پھاڑ کھانے والے لہجے میں پوچھا۔

"وہ اپنے کمرے میں ہے۔۔۔۔ دائیں طرف والی گیلری کا آخری کمرہ"۔۔۔ دربان نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دینے کے ساتھ ساتھ کمرے کا محل وقوع بھی بتا دیا۔

"ہوں"۔۔۔ تنویر نے کہا اور پھر ایک جھٹکے سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

وہ کاؤنٹر کی طرف جانے کی بجائے سیدھا دائیں طرف جانے والی گیلری کی طرف بڑھا۔ مگر اچانک ایک طرف سے ایک پہلوان نما غنڈہ نکل کر اس کی راہ میں حائل ہو گیا۔

"اے مسٹر۔۔۔ ادھر کہاں اونٹ کی طرح منہ اٹھائے جا رہے ہو"۔۔۔؟ پہلوان نما غنڈے نے اپنی بڑی بڑی مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

مگر دوسرا لمحہ اس پہلوان کے لئے بہت بھاری ثابت ہوا۔ تنویر کا دایاں ہاتھ ایک لمحے کے لئے فضا میں لہرایا اور دوسرے لمحے اس کی کھڑی ہتھیلی کا وار پوری قوت سے اس غنڈے کی کنپٹی پر پڑا اور غنڈہ اچھل کر سائیڈ میں بنے ہوئے دو پبلک فون بوتھز کے درمیان خالی جگہ میں جا گرا۔ یوں لگتا تھا جیسے اُسے کسی طاقتور مقناطیس نے اپنی طرف کھینچ لیا ہو۔

تنویر کو اپنی مخصوص ضرب کا اچھی طرح اندازہ تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ یہ غنڈہ اب کم از کم دو گھنٹے سے پہلے ہوش میں نہ آسکے گا۔ اور جس جگہ وہ گرا تھا وہ جگہ ایسی تھی جہاں اُسے آسانی سے چیک نہ کیا جا سکتا تھا۔

چنانچہ تنویر بڑے اطمینان سے چلتا ہوا گیلری میں آگے بڑھتا چلا گیا۔

گیلری کے آخر میں ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔ تنویر نے دروازے پر دستک دینے کی بجائے پوری قوت سے لات ماری اور ایک دھماکے سے دروازہ کھل گیا۔ تنویر اچھل کر کمرے کے اندر پہنچ گیا۔ دروازہ چونکہ ایک جھٹکے سے کھلا تھا اس لئے اس کے پٹ دیواروں سے ٹکرا کر دوبارہ ملے اور آٹومیٹک لاک کی وجہ سے دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔

کمرے کے درمیان ایک چھوٹی سی میز کے پیچھے گھومنے والی کرسی پر لحیم شحیم تھامسن بہترین تراش خراش کے سوٹ میں ملبوس بیٹھا تھا۔ دروازہ کھلنے کا دھماکا سن کر وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتا۔ تنویر اس کے سر پر جا پہنچا اور دوسرے لمحے تنویر کا مکہ پوری قوت سے تھامسن کے جبڑے پر پڑا اور تھامسن اچھل کر فرش پر جا گرا۔ اس کے منہ سے دانت ٹوٹی ہوئی تسبیح کے دانوں کی طرح یکے بعد دیگرے گرتے چلے گئے۔ تنویر کے ایک ہی بھرپور مکے نے اس کے پانچ دانت نکال دیئے تھے۔

تھامسن نے فرش پر گرتے ہی بڑے پیشہ ورانہ انداز میں تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی۔ مگر تنویر کی لات پوری قوت سے اس کی پسلیوں پر پڑی اور وہ کسی لٹو کی طرح گھومتا ہوا دوبارہ فرش پر گر گیا۔ اور پھر تو تنویر نے اسے سرے سے اٹھنے ہی نہیں دیا۔ اس کی ٹانگیں بڑے مشینی انداز میں چل رہی تھیں اور تھامسن کتے کے پلے کی طرح چیختا ہوا بری طرح مار کھا رہا تھا۔

چند لمحوں بعد جب تھامسن بیہوش ہو گیا تو تنویر نے بھی ٹانگیں چلانا بند کیں۔ تنویر چند لمحے خاموش کھڑا اپنا سانس درست کرتا رہا۔ اور پھر اس نے جھک کر بیہوش پڑے تھامسن کا گریبان پکڑا اور اٹھا کر سامنے پڑی کرسی میں پھینکنا چاہا مگر دوسرے لمحے تھامسن کے جسم میں حرکت ہوئی اور اس کا مکہ پوری قوت سے



تنویر کے جبڑے پر پڑا اور تنویر جو تھامسن کو بیہوش سمجھتے ہوئے مطمئن تھا، اچھل کر دو فٹ دور فرش پر جا گرا۔

اور اب تھامسن کی باری آ گئی۔ تنویر نے اس کے حملوں سے بچنے اور اپنی جیب سے ریوالور نکال کر اس پر فائر کرنے کی بے حد کوشش کی مگر تھامسن نے اسے ایک لمحے کی بھی مہلت نہ دی اور تنویر کی پسلیوں پر اتنی تیزی سے بوٹ مارنے شروع کئے کہ تنویر کا چند لمحوں میں حلیہ ہی بگڑ گیا۔ اور پھر تھامسن کی ایک بھرپور ضرب تنویر کی ناف کے نیچے اتنی قوت سے لگی کہ تنویر حقیقتاً ہی بیہوش ہو گیا۔

تھامسن نے بڑی پھرتی سے فرش پر پڑے ہوئے تنویر کی ٹانگ پکڑی اور پھر گھسیٹتا ہوا کمرے کے ایک کونے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کمرے کے کونے میں جا کر اس نے دیوار کی جڑ میں مخصوص انداز میں پیر مارا تو دیوار درمیان سے کھلتی چلی گئی۔ اب وہاں ایک دروازہ سا بن گیا۔ تھامسن نے پوری قوت سے کھینچ کر تنویر کو خلا کی دوسری طرف پھینک دیا اور دیوار کی جڑ میں دوبارہ پیر مار کر دیوار برابر کر دی۔

دیوار کے برابر ہوتے ہی وہ لنگڑاتا ہوا اور منہ سے نکلنے والی خون کی دھار اپنی آستین سے پونچھتا ہوا دوبارہ ریوالونگ چیئر پر گر گیا۔ تنویر نے اس کی ایک ایک ہڈی ہلا دی تھی۔ اس لئے چند لمحے تو وہ کرسی کی پشت پر سر رکھے اپنا سانس برابر کرتا رہا۔ پھر اس نے دو تین بار سر کو جھٹکا اور میز کی ایک دراز باہر کھینچ لی میز کے خانے میں ایک چھوٹا سا بکس پڑا ہوا تھا۔ اس نے وہ بکس باہر نکالا اور اس کی سائیڈ میں لگے ہوئے بٹن کو دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی بکس کی اوپر والی چمکیلی سطح کسی سکرین کی طرح روشن ہو گئی۔ تھامسن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اسی

بٹن کو دوبارہ دبا دیا۔ دوسرے لمحے سکرین پر ایک چھوٹے سے کمرے کا عکس ابھر آیا۔ کمرے کے فرش پر تنویر بے ہوش پڑا ہوا صاف نظر آ رہا تھا۔

تھامسن چند لمحے زہریلی نظروں سے تنویر کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے میز کی دراز سے ایک مخصوص ساخت کا بال پوائنٹ پین نکالا اور اس کے پچھلے حصے کو دباتے ہی دوسرے سرے پر سوئی جیسی نوک باہر نکل آئی۔ تھامسن نے سوئی جیسی نوک کو اس بکس کے کونے پر بنے ہوئے ایک چھوٹے سے خانے میں ڈالا اور پھر دانت بھینچتے ہوئے بال پوائنٹ کے پچھلے سرے کو انگوٹھے سے دبا دیا۔ اس کی نظریں بکس کے روشن حصے پر جمی ہوئی تھیں۔

جیسے ہی اس نے بال پوائنٹ کے سرے کو دبایا۔ کمرے کے فرش پر بیہوش پڑا ہوا تنویر اس بُری طرح فضا میں اُچھلا جیسے فرش پر اچانک سپرنگ نکل آتے ہوں۔

فضا میں اچھل کر جیسے ہی تنویر نیچے گرا۔ تھامسن نے ایک بار پھر بال پوائنٹ کے کیپ کو دبا دیا اور تنویر کا جسم پہلے سے بھی زیادہ فضا میں اچھلا اور اس کے ساتھ ہی تنویر کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ چیخ کی آواز کمرے میں اس طرح گونجی جیسے تنویر اسی کمرے میں موجود ہو۔

تھامسن دانت بھینچے بار بار بال پوائنٹ کی کیپ کو دباتا چلا گیا اور تنویر کا جسم یوں فضا میں اچھل اچھل کر رقص کرنے لگا جیسے فٹ بال کے میچ میں کھلاڑیوں کی زوردار ککوں سے فٹ بال اچھلتی ہے۔

اب تنویر کے منہ سے چیخوں کے ساتھ ساتھ گالیوں کا ایک سیلاب سا نکل رہا تھا۔ تنویر کا چہرہ بگڑ گیا تھا۔ اس کا جسم جیسے ہی کمرے کے فرش سے ٹکراتا اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل جاتی۔ دراصل تھامسن نے وہ کمرہ خصوصی



انداز میں بنایا تھا۔ اس کمرے کے فرش میں بجلی کی تاریں موجود تھیں اور اس کا کنٹرول اسی بکس میں تھا۔ جیسے ہی تھامسن بال پوائنٹ کی کیپ دباتا۔ کمرے کے فرش میں بجلی کی تیز رو دوڑ جاتی اور تنویر بجلی کا زوردار جھٹکا کھا کر اوپر کو اچھل جاتا۔

تقریباً پانچ منٹ تک تھامسن بڑے مطمئن انداز میں تنویر کو کسی فٹ بال کی طرح اچھالتا رہا۔ پھر اس نے بال پوائنٹ کی کیپ سے اپنا انگوٹھا اٹھا لیا اور تنویر کا جسم دھپ سے فرش پر گر گیا۔ اس کے حلق سے اب کراہیں نکل رہی تھیں۔

"تمہیں صرف ایک منٹ کی مہلت دے رہا ہوں ——— اپنا شجرہ نسب اور حدود اربعہ تفصیل سے بتا دو ——— ورنہ یاد رکھو اسی طرح باقی تمام عمر جھٹکے کھاتے رہو گے ——— یہاں تک کہ تمہاری رُوح جسم سے نہ نکل جائے" ——— تھامسن نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

اور دوسرے لمحے تنویر کے حلق سے ایک بار پھر گالیوں کا سیلاب اُمنڈ پڑا۔ تنویر کے دماغ پر جھٹکے کھا کھا کر جھلاہٹ سوار ہو گئی تھی۔

اور تھامسن نے بھی جھلا کر ایک بار پھر بال پوائنٹ کی کیپ جلدی جلدی دبانی شروع کر دی۔ اور تنویر کا جسم پہلے سے بھی زیادہ تیزی سے اچھلنا شروع ہو گیا۔

"اب اس وقت تک ختم نہیں کروں گا جب تک یا تو تم ختم ہو جاؤ یا اسی طرح اچھلتے ہوئے سب کچھ بتا دو" ——— تھامسن نے بڑے زہریلے لہجے میں کہا۔

مگر دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ تنویر اچانک فضا میں تیزی سے اچھلا اور دوسرے لمحے وہ پوری قوت سے اڑتا ہوا عین اُس جگہ ٹکرایا جہاں

دیوار میں وہ خفیہ دروازہ موجود تھا۔ اور پھر تنویر نے بھی حرکت شروع کر دی۔ وہ فرش پر گرتے ہی تیزی سے اچھلا اور اس کا جسم پوری قوت سے عین اس جگہ آکر ٹکراتا جہاں دروازہ موجود تھا۔

دروازہ چونکہ لکڑی کا بنا ہوا تھا اس لئے دوسرے ہی زوردار دھکے سے ایک زبردست دھماکا ہوا اور تنویر اس بار اچھل کر دروازہ توڑتا ہوا تھامسن کے کمرے میں آگرا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ فرش سے اٹھتا۔ تھامسن نے پھرتی سے بال پوائنٹ بکس میں سے کھینچا اور سوئی کی نوک تنویر کی طرف کر کے بال پوائنٹ کی کیپ کو مخصوص انداز میں دبا دیا۔ سوئی کی نوک سے بجلی کی رو کی طرح ایک لہر نکلی اور جیسے ہی وہ لہر اٹھتے ہوئے تنویر کے جسم سے ٹکرائی۔ تنویر چیخ مار کر فرش پر گرا اور بری طرح تڑپنے لگا۔ وہ فرش پر پڑا یوں تڑپ رہا تھا جیسے پانی سے باہر مچھلی تڑپتی ہے۔

تھامسن نے پھرتی سے بال پوائنٹ پین جیب میں ڈالا اور پھر جیب سے ریوالور نکال لیا۔ مگر دوسرا لمحہ اس پر کافی بھاری پڑا۔ کیونکہ فرش پر تڑپتا ہوا تنویر کسی گیند کی طرح اچھلا اور پوری قوت سے تھامسن سے آٹکرایا۔ اور پھر تھامسن کو ساتھ لئے فرش پر جا گرا۔

نیچے گرتے ہی تنویر نے پوری قوت سے سر کی ٹکر اس کی ناک پر ماری اور تھامسن ایک چیخ مار کر بے ہوش ہو گیا۔ اس کی ناک کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی اور ناک میں سے خون کی دھار فوارے کی طرح اچھلنے لگی تھی۔

تنویر چند لمحے بیہوش تھامسن کے جسم پر پڑا رہا۔ اس کا سانس انتہائی تیز رفتاری سے چل رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ دس بارہ میل کی دوڑ لگا کر آیا ہو۔ پھر وہ آہستہ آہستہ اوپر اٹھا۔ اس کا چہرہ تھامسن کے لہو سے لتھڑ گیا تھا۔ اس نے آستین سے چہرے پر موجود لہو پونچھا اور پھر وہ تھامسن والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور اس نے میز کی



درازیں کھولنا شروع کر دیں۔ درازیں کسی بھوکے کے پیٹ کی طرح خالی تھیں۔ تنویر خالی درازوں کو دیکھ کر مشکوک ہو گیا اور اس نے تمام درازیں نکال کر باہر پھینکنی شروع کر دیں۔

جیسے ہی تنویر نے آخری دراز کھولی۔ اسے اندر ایک خفیہ خانہ نظر آگیا۔ اس نے خانے میں ہاتھ ڈالا تو وہاں ایک سرخ رنگ کی فائل نظر آگئی۔ اس نے تیزی سے وہ فائل باہر نکالی اور اسے کھول کر دیکھنے لگا۔ دوسرے لمحے اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ اس نے پھرتی سے فائل بند کر کے اسے موڑ کر جیب میں ڈالا اور پھر فرش پر پڑے ہوئے تھامسن کا ریوالور اٹھا کر اس نے اس کی نال تھامسن کی کنپٹی سے لگا کر بڑے اطمینان سے ٹریگر دبا دیا۔ ایک ٹھس کی آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی تھامسن کی کھوپڑی پرزوں میں تبدیل ہو کر کمرے میں بکھر گئی۔

تنویر نے میز پوش کھینچ کر اس سے ریوالور کے دستے پر موجود انگلیوں کے نشان مٹائے اور پھر ریوالور کا دستہ مردہ تھامسن کے ہاتھ میں جما دیا۔ تنویر نے دوسرے لمحے اپنا کوٹ اتار کر اسے الٹایا اور پھر پہن لیا۔ یہ ڈبل کوٹ تھا جس کی دوسری طرف دوسرا ڈیزائن تھا۔ اس طرح آستین پر لگا ہوا خون چھپ گیا۔ میز پوش سے ہی اس نے اپنا چہرہ اچھی طرح صاف کیا اور پھر باقی کپڑے جھاڑے اور ہاتھوں سے ہی الجھے ہوئے بالوں کو سنوارتا وہ اطمینان سے دروازہ کھول کر کمرے سے باہر نکل آیا۔

اب تنویر پھر راہداری میں آگیا تھا۔ ابھی تک تھامسن کے کمرے میں کوئی نہ آیا تھا شائد یہ تھامسن کی ہی ہدایت تھی کہ بغیر بلائے اس کے پاس کوئی نہ آئے۔ اس لئے تنویر کی راہ میں کوئی رکاوٹ پیش نہ آئی اور وہ تیز تیز قدم اٹھاتا راہداری سے گزرتا ہوا ہال میں آگیا۔ ٹیلیفون بوتھ کے درمیان پہلوان نما غنڈہ ابھی تک بیہوش پڑا ہوا

تھا اس لئے تنویر کو کوئی مشکل پیش نہ آئی اور وہ ہال کے کونے سے گزر کر ہوٹل سے باہر آگیا۔

اب اس کا رخ سیدھا اپنی کار کی طرف تھا اور چند لمحوں بعد اس کی کار ایک جھٹکا کھا کر آگے بڑھی اور خاصی تیز رفتاری سے بھاگتی ہوئی مین روڈ پر آگئی۔

تنویر نے کار کا رخ دانش منزل کی طرف کیا اور خاصی تیز رفتاری سے دانش منزل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ تھامسن کے خفیہ خانے سے نکلنے والی فائل کو جلد از جلد ایکسٹو تک پہنچانا چاہتا تھا۔ اس کا دل خوشی سے اچھل رہا تھا کیونکہ فائل پر ایک نظر ڈالتے ہی اُسے فائل کی اہمیت کا احساس ہو گیا تھا اور ملک کے خلاف ہونے والی ایک بھیانک سازش معہ ثبوت کے اس کے سامنے آگئی تھی۔ مگر شاید تقدیر کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ کیونکہ جیسے ہی تنویر نے پوری تیز رفتاری سے وکٹری روڈ کا موڑ کاٹا ایک بھاری ٹرک اچانک سامنے آگیا۔ تنویر نے پوری قوت سے بریک لگانے کے ساتھ ساتھ سٹیرنگ کو پھرتی سے ایک طرف موڑا تاکہ حادثے سے بچا جا سکے۔ مگر اسی لمحے بدقسمتی سے ٹرک ڈرائیور نے بھی حادثے سے بچنے کے لئے ٹرک کو اُسی طرف ہی موڑ دیا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ کار ایک زوردار دھماکے سے سیدھی ٹرک سے جا ٹکرائی اور اتنی لمبی چوڑی کار کسی کھلونے کی طرح ہوا میں اُڑتی ہوئی سڑک سے دُور ایک کھائی میں جا گری۔ اور دوسرے لمحے اس کی ٹینکی میں زبردست آگ بھڑک اٹھی۔



پروفیسر بھابھا نے ریسیور کریڈل پر رکھا اور مسکراتے ہوئے اپنی مخصوص آرام کرسی کی طرف بڑھ گئے۔ جہاں بیٹھ کر وہ پیچیدہ سائنسی مسائل کے بارے میں سوچ بچار کرتے تھے۔

وہ عمران کو اچھی طرح جانتے تھے اور ہمیشہ اس سے مل کر خوش ہوتے تھے اس لئے تھکے ہونے کے باوجود وہ اس کے پاس جانے سے انکار نہ کر سکے۔ اور اب وہ اس کے آدمی کے انتظار میں بیٹھے تھے کہ اچانک کال بیل بج اٹھی۔ اور پروفیسر بھابھا خود ہی اٹھ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھے۔ وہ جس قدر جلد ہو سکے عمران کے کام سے فارغ ہونا چاہتے تھے تاکہ بعد میں اطمینان سے آرام کر سکیں۔ جیسے ہی پروفیسر بھابھا نے دروازہ کھولا، ایک لمبے تڑنگے نوجوان نے ایک جھٹکے سے انہیں اندر کی طرف دھکیل دیا۔ اس کے ہاتھ میں سیاہ رنگ کا ایک خوفناک سا پستول تھا۔

"خبردار! اگر کوئی آواز نکالی تو" —— نوجوان نے بڑے کرخت لہجے میں کہا۔

"ارے یہ کیا بدمعاشی ہے —— یہ ٹھیک ہے کہ عمران جاسوسی ماسوسی کرتا ہے مگر میں تو خود چلنے کے لئے تیار بیٹھا ہوں —— پھر اس قسم کی حرکت کرنے کی کیا

ضرورت ہے" ـــ پروفیسر مجاہد نے بڑے غصیلے لہجے میں کہا۔

آنے والے نوجوان نے ایک لمحے کے لئے سوچا اور دوسرے لمحے اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"معاف کیجئے پروفیسر! ـــ بس عادت ہی ایسی پڑ گئی ہے" ـــ نوجوان کا لہجہ بھی اب خوشگوار ہو گیا تھا

"ہر جگہ ایک ہی عادت نہیں چلتی ـــ تمہارا نام ٹائیگر ہے نا ـــ عمران نے مجھے فون کیا تھا" ـــ پروفیسر نے بھی جواب میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں! ـــ میرا نام ٹائیگر ہے ـــ آپ چلنے کے لئے تیار ہیں" ـــ؟ نوجوان نے پوچھا۔

"ہاں بھئی! ـــ میں تو فون ملتے ہی تیار ہو گیا تھا ـــ چلو" ـــ پروفیسر نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر وہ نوجوان کے ساتھ چلتے ہوئے کوٹھی کے پورچ میں آ گئے۔

"میری کار گیٹ سے باہر موجود ہے ـــ آیئے" ـــ نوجوان نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے قدرے بے چین لہجے میں کہا۔

"چلو بھئی! ـــ مگر کار باہر کھڑی کرنے کی کیا ضرورت تھی" ـــ پروفیسر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بس ویسے ہی" ـــ نوجوان نے مبہم سا جواب دیا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتے کوٹھی کے گیٹ کی طرف چل پڑے۔

گیٹ پر کھڑے ہوئے چوکیدار نے بڑے حیرت بھرے انداز میں نوجوان کو دیکھا مگر پھر دوڑ کر پھاٹک کھول دیا۔ اور وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے کوٹھی سے باہر آ گئے۔

"کوٹھی کی پشت پر میں نے کار پارک کی ہے ـــ ادھر آیئے" ـــ نوجوان نے



بے چین انداز میں کہا۔

"کوٹھی کی پشت پر ـــ مگر وہ کیوں" ـــ؟ پروفیسر نے ٹھٹھک کر رکتے ہوئے کہا۔ ان کی آنکھوں میں شکوک کے سائے تیرنے لگے تھے۔

"عمران صاحب نے ایسا ہی حکم دیا تھا" ـــ نوجوان نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا! ـــ وہ واقعی ایسی ہی الٹی سیدھی حرکتیں کرتا رہتا ہے ـــ آؤ" ـــ پروفیسر نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا اور نوجوان ان کو ساتھ لئے سائیڈ والی گلی سے ہوتا ہوا کوٹھی کے عقب میں آ گیا۔

یہاں ایک سرخ رنگ کی بڑی سی کار موجود تھی۔ نوجوان نے بڑے مودبانہ انداز میں دروازہ کھولا اور پروفیسر کو بٹھا کر خود تیزی سے مڑ کر ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا دوسرے لمحے کار نے ایک جھٹکا کھایا اور پھر جنگلی بلی کی طرح غراتی ہوئی تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔

نوجوان نے ڈیش بورڈ کے نیچے ہاتھ ڈال کر ایک بٹن دبا دیا اور پھر مطمئن ہو کر کار چلانے لگا۔ سائیڈ روڈ سے نکل کر وہ دوبارہ کوٹھی کے سامنے والی سڑک پر آ گئے۔ نوجوان نے پھرتی سے کار موڑی اور کوٹھی کے گیٹ کے سامنے سے گزرتا چلا گیا۔

اسی لمحے کوٹھی کے گیٹ پر سیاہ رنگ کی ایک کار آ کر رکی اور اس نے ہارن دینا شروع کر دیا۔

"اس سیاہ کار میں نجانے کون آیا ہے" ـــ پروفیسر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"کوئی ہو گا" ـــ نوجوان نے مختصر سا جواب دیا اور کار کی رفتار اور زیادہ بڑھا دی۔

"عمران کہاں ملے گا ---؟" پروفیسر نے نوجوان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"مصنوعی جھیل کے پاس ویران پہاڑی میں انہوں نے ایک خفیہ اڈہ بنایا ہوا ہے --- آپ کو انہوں نے وہاں بلایا ہے" --- نوجوان نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا --- حیرت ہے --- مجھے تو اس نے آج تک اس قسم کے اڈے کے متعلق کبھی نہیں بتایا" --- پروفیسر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

نوجوان خاموشی سے کار چلاتا چلا گیا۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ مصنوعی جھیل کے پاس پہنچ گئے۔ مصنوعی جھیل کے پاس سے نوجوان نے کار کا رخ شمال کی طرف کیا اور جھیل کو دائیں ہاتھ پر رکھتے ہوئے وہ تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ یہ کچا سا راستہ تھا جس میں جگہ جگہ گڑھے تھے مگر کار اتنی عمدہ تھی کہ ذرا سا بھی دھچکا نہ لگ رہا تھا۔

چند لمحوں بعد کار پہاڑی کے دامن میں پہنچ کر رک گئی۔ نوجوان نے ڈیش بورڈ کے قریب ایک بٹن دبایا تو ایک خانہ کھل گیا۔ اور اس میں سے ایک چھوٹا سا مائیک باہر آگیا۔ جس کے ساتھ لچھے کی طرح تار منسلک تھی۔ نوجوان نے مائیک کھینچ کر منہ سے لگا لیا۔

"ہیلو --- ہیلو --- نمبر ٹو کنگ سپیکنگ اوور" --- نوجوان نے بڑے گھمبیر لہجے میں کہا۔

"یس نمبر ٹو سپیکنگ اوور" --- چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک کرخت آواز ابھری۔

"میں پروفیسر مجاہد کو لے آیا ہوں --- اندر آنے کے لئے کاشن دیں۔ اوور" نوجوان نے کہا۔

"اوہ اچھا! --- آجاؤ اور انہیں سیدھے برین روم میں پہنچا دو۔ اوور" --- دوسری



طرف سے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" --- نوجوان نے کہا اور مائیک دوبارہ خانے میں ڈال دیا۔

"یہ کیا چکر ہے" --- ؟ پروفیسر نے حیران ہو کر کہا۔

"اس اڈے کے لئے عمران صاحب نے مخصوص کوڈ بنائے ہوئے ہیں" --- نوجوان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر یہ برین روم" --- ؟ پروفیسر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب نے ایک خاص کمرہ بنایا ہے --- جہاں بیٹھ کر وہ سائنسی مسائل پر سوچ بچار کرتے ہیں --- اس کمرے کو وہ برین روم کہتے ہیں" --- نوجوان نے پہلے سے زیادہ خوشگوار انداز میں مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ سمجھا --- اچھا نام ہے --- برین روم یعنی دماغی کام کا کمرہ --- ایسا نام عمران ہی سوچ سکتا ہے" --- پروفیسر نے بھی اس بار مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اسی لمحے پروفیسر ایک بار پھر چونک پڑا۔ کیونکہ سامنے پہاڑی کی ایک بڑی سی چٹان کسی ڈھکن کی طرح اٹھتی چلی گئی۔ نوجوان نے کار آگے بڑھائی اور ڈھکن کے اندر جاتے ہوئے راستے پر کار بڑھا دی۔

جیسے ہی کار اس راستے میں داخل ہوئی چٹان دوبارہ برابر ہو گئی۔ راستہ کافی بڑا --- روشن --- اور ہوا دار تھا۔ نوجوان کار آگے بڑھاتے چلا گیا اور پھر راہداری آگے جا کر بند ہو گئی۔ نوجوان نے کار روک دی اور ڈیش بورڈ کے نیچے لگا ہوا بٹن آف کر دیا جو اس نے پروفیسر کے کار میں بیٹھنے کے بعد آن کیا تھا۔ اس بٹن کے آن ہوتے ہی کار کے دروازے جام ہو جاتے تھے اور کار کے شیشوں پر ایک مخصوص بے رنگ کیمیکل کی تہہ چڑھ جاتی تھی جس کی وجہ سے باہر سے اندر

کچھ نظر نہ آتا تھا جب کہ اندر بیٹھے ہوئے کو باہر سب کچھ صاف اور واضح دکھائی دیتا تھا۔

"آیئے پروفیسر!"۔۔۔ نوجوان نے اتر کر چکر کاٹ کر پروفیسر کی سائیڈ والا دروازہ کھولتے ہوئے کہا اور پروفیسر بھاجا نیچے اتر آئے۔

"خوب اڈا بنایا ہے بھئی"۔۔۔ پروفیسر نے تحسین آمیز نظروں سے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

نوجوان نے آگے بڑھ کر دیوار کے ایک اُبھرے ہوئے پتھر کو دبایا تو سامنے کی بند دیوار میں ایک دروازہ نمودار ہو گیا۔ اب وہاں ایک چھوٹی سی راہداری تھی۔ وہ دونوں اس راہداری میں داخل ہوئے۔ راہداری کے آخر میں ایک دروازہ تھا جس کے اوپر پلاسٹک کی ایک چھوٹی سی تختی نصب تھی جس پر "برین روم" کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔

نوجوان نے برین روم کا دروازہ کھولا اور ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

"آپ اندر چلیئے پروفیسر!۔۔۔ میں عمران صاحب کو لے کر ابھی آتا ہوں"۔ نوجوان نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا!۔۔۔ اُسے کہنا کہ ذرا جلدی آئے۔۔۔ میں جلد از جلد فارغ ہو کر واپس جانا چاہتا ہوں"۔۔۔ پروفیسر نے دروازے کے اندر قدم بڑھاتے ہوئے جواب دیا۔

"جی اچھا"۔۔۔ نوجوان نے کہا۔

اور پھر جیسے ہی پروفیسر کمرے میں داخل ہوا۔ نوجوان نے دہلیز کے ساتھ لگے ہوئے ایک بٹن کو دبا دیا اور دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔ اور نوجوان نے بے اختیار ایک قہقہہ لگایا اور واپس مڑ گیا۔ وہ ریڈ باس کو تمام تفصیل بتانا چاہتا تھا کہ کس



طرح پروفیسر بھاجا غلط فہمی کی بنا پر خود بخود چل کر اڈے میں آ گئے ہیں۔

ٹائیگر نے عمران کی کال ملتے ہی تیزی سے سیاہ رنگ کی مخصوص کار نکالی اور پروفیسر بھاجا کی کوٹھی کی طرف چل پڑا۔ اس دوران وہ کار کے متعلق کتابچے کا اچھی طرح مطالعہ کر چکا تھا اور اُسے حیرت ہو رہی تھی کہ عمران نے بظاہر اس عام سی کار میں کیا کیا چکر ڈال رکھے ہیں۔ ایسے کہ ان کا تصور کرنا بھی مشکل تھا۔ اور ٹائیگر کو خوشی تھی کہ اب یہ ونڈر فل کار اس کی تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہ آفیسرز کالونی میں پروفیسر بھاجا کی کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ گیا۔ اس نے گیٹ پر کار روکی اور پھر ہارن بجانا شروع کر دیا۔ اسی لمحے اس کی نظر سڑک پر پڑی اور اس نے ایک سُرخ رنگ کی لمبی سی کار کو تیزی سے گزرتے دیکھا۔ کار کے شیشے سیاہی مائل تھے اور ان میں سے اندر کچھ بھی نظر نہ آ رہا تھا۔ یہی سسٹم اس کی کار میں بھی موجود تھا۔ اس لئے ٹائیگر چونکا تھا کہ دوسری کاروں میں بھی ایسا سسٹم موجود ہے۔

اسی لمحے پھاٹک کی ذیلی کھڑکی کھلی اور چوکیدار باہر نکل آیا۔

"پروفیسر صاحب سے کہو کہ ٹائیگر آیا ہے"۔۔۔ ٹائیگر نے تحکمانہ لہجے میں چوکیدار سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پروفیسر صاحب تو چند لمحے ہوئے چلے گئے ہیں" ـــــ چوکیدار نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چلے گئے! ـــ مگر کہاں" ـــــ؟ ٹائیگر نے چونک کر پوچھا۔ اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات ابھر آتے تھے۔

"معلوم نہیں جناب! ـــ وہ ایک لمبے تڑنگے نوجوان کے ساتھ اندر سے نکلے اور پھر یکدم ہی باہر چلے گئے" ـــ چوکیدار نے کہا۔

"لمبے تڑنگے نوجوان کے ساتھ ـــ پیدل ہی" ـــ؟ ٹائیگر نے مزید الجھے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں جناب! ـــ پہلی بار ایسا ہوا ہے ـــ پھر مجھے یہ بھی حیرت ہے کہ وہ نوجوان آیا کہاں سے ـــ کیونکہ میں نے اسے اندر جاتے نہ دیکھا تھا۔ بہرحال صاحب ساتھ تھے اس لئے میں کچھ نہ کہہ سکا" ـــ چوکیدار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کتنی دیر ہوئی ہے" ـــ؟ ٹائیگر نے پوچھا۔

"زیادہ سے زیادہ تین چار منٹ ہوتے ہوں گے ـــ جب وہ پیدل باہر نکلے تو میں نے حیرت سے باہر جھانکا مگر باہر بھی کار موجود نہ تھی۔ ـــ وہ دونوں ساتھ والی گلی میں مڑ گئے تھے" ـــ چوکیدار نے قریبی گلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ! ـــ کیا وہ اپنی مرضی سے جا رہے تھے یا انہیں زبردستی لے جایا جا رہا تھا" ـــ؟ ٹائیگر نے پوچھا۔

"نہیں جناب! ـــ وہ اپنی مرضی سے جا رہے تھے ـــ اگر زبردستی ہوتی تو ظاہر ہے مجھے احساس ہو جاتا ـــ پھاٹک سے باہر نکلتے وقت وہ نوجوان



پہلے گیا تھا اور پروفیسر بعد میں ـــ اس سے ظاہر ہے کہ وہ اپنی مرضی سے ہی جا رہے تھے" ـــ چوکیدار نے جواب دیا۔

"ہوں! ـــ ٹھیک ہے" ـــ ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے تیزی سے کار آگے بڑھا کر اس کا رخ اس قریبی گلی کی طرف موڑ دیا۔

گلی سے ہوتا ہوا وہ کوٹھی کے عقب میں آ گیا۔ یہاں اس نے جیسے ہی کار روکی۔ ایک بڑی بڑی مونچھوں والا آدمی سامنے والی کوٹھی کے گیٹ سے تیر کی طرح اڑتا ہوا ٹائیگر کے قریب آیا۔

"یہ کوئی پارکنگ نہیں ہے کہ جو آتا ہے یہیں کار روک دیتا ہے ـــ ابھی سرخ رنگ کی کار گئی ہے اور اب تم آ کر رک گئے ہو" ـــ مونچھوں والے نے کرخت لہجے میں کہا۔

"سرخ رنگ کی کار ـــ کیا اس میں پروفیسر صاحب بھی موجود تھے" ـــ؟ ٹائیگر نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں! ـــ وہ بھی آ کر بیٹھے تھے ـــ بھلا اپنی کوٹھی چھوڑ کر ہماری کوٹھی کے سامنے آ کر کار روکتے ہیں ـــ ہمارا صاحب ناراض ہوتا ہے ـــ آپ مہربانی کر کے آگے چلے جائیں" ـــ مونچھوں والے نے کہا۔

اور ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔ وہ اب سب پوزیشن سمجھ گیا تھا۔ جو سرخ رنگ کی کار اس نے دیکھی تھی یہ وہی کار تھی جس میں پروفیسر کو اغوا کر کے لے جایا گیا تھا۔ مگر وہ حیران تھا کہ پروفیسر صاحب کو مجرموں نے کیا چکر دیا کہ وہ خود ہی ان کے ساتھ چلے گئے۔

سرخ رنگ کی کار کو گئے ہوئے اب کافی دیر گزر گئی تھی۔ اس لئے ظاہر ہے کہ اب اس کے تعاقب میں جانا تو فضول تھا اس لئے اس نے فوری طور پر دانش منزل

میں عمران کو اس کی اطلاع پہنچانے کی ٹھانی۔ اور پھر وہ تیزی سے کار چلاتا ہوا مین روڈ پر آیا اور اعظم روڈ سے ہوتا ہوا وکٹری روڈ کی طرف بڑھا کیونکہ ادھر سے شارٹ کٹ پڑتا تھا۔

مگر جیسے ہی وہ وکٹری روڈ کی طرف گھوما۔ اس نے چونک کر پوری قوت سے بریک لگا دیئے۔ کیونکہ سڑک کے دائیں طرف ایک کار پڑی ہوئی بڑی تیزی سے جل رہی تھی۔ یوں لگتا تھا کہ چند لمحے پہلے ہی حادثہ ہوا ہو۔ اس نے ایک ٹرک کو سیدھا بڑی تیز رفتاری سے جاتے دیکھا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ کار کو اسی ٹرک نے ٹکر ماری ہوگی۔

کار روک کر ٹائیگر تیزی سے اترا اور پھر جلتی ہوئی کار کی طرف بھاگتا چلا گیا۔ دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ کیونکہ جلتی ہوئی کار کے قریب ہی تنویر رسی کے گچھے کی طرح ٹیڑھا میڑھا ہو کر پڑھا ہوا تھا۔ اور ایک فائل اس کے ہاتھ میں تھمی ہوئی تھی اور فائل والا ہاتھ کار کی مخالف سمت کو پھیلا ہوا تھا۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے تنویر نے آخری لمحے میں یہی کوشش کی ہو کہ اس فائل کو آگ سے بچا سکے۔ آگ اب تنویر کے جسم کے قریب پہنچ چکی تھی اور کسی بھی لمحے وہ آگ کی لپیٹ میں آسکتا تھا۔

ٹائیگر نے جھپٹ کر تنویر کو آگ سے دور کھینچا۔ تنویر بیہوش تھا اور خاصا زخمی تھا۔ ٹائیگر نے محسوس کیا کہ اگر تنویر کو فوری طور پر طبی امداد نہ ملی تو شاید تنویر جانبر نہ ہو سکے۔ اس لئے اس نے فائل اس کے ہاتھ سے جھپٹ کر جیب میں ٹھونسی اور پھر تنویر کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور تیزی سے اپنی کار کی طرف بھاگتا چلا آیا۔ اس نے تنویر کو پچھلی نشست پر ڈالا اور پھر سٹیرنگ پر بیٹھ کر اس نے انتہائی تیز رفتاری سے کار کا رخ سپیشل ملٹری ہسپتال کی طرف موڑ دیا۔



تھوڑی دیر بعد وہ ہسپتال پہنچ گیا۔

تنویر کو فوری طور پر آپریشن ہال میں لے جایا گیا۔ اور اس کی جان بچانے کی کوششیں شروع ہو گئیں۔

ٹائیگر بے چینی کے عالم میں ایمرجنسی کے باہر ٹہل رہا تھا کہ اچانک اسے عمران کا خیال آیا اور وہ تیزی سے ریسپشن کی طرف بھاگا۔ جہاں فون موجود تھا اس نے وہاں موجود لڑکی سے فون کرنے کی رسمی اجازت مانگی جو اس نے سر ہلا کر دے دی اور ٹائیگر نے پھرتی سے عمران کے مخصوص نمبر گھمانے شروع کر دیئے جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں جناب۔ سپیشل ملٹری ہسپتال سے"۔۔۔ ٹائیگر نے دوسری طرف سے عمران کی آواز سنتے ہی کہا۔

"ہسپتال سے۔۔۔ مگر کیوں"۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"پروفیسر بھاجا کو۔۔۔"! ٹائیگر نے تفصیل بتانی چاہی۔

"کہاں سے فون کر رہے ہو"۔۔۔ عمران نے اس کی بات کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"ہسپتال کے ریسپشن سے"۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"گدھے ہو تم۔۔۔ کار میں جا کر وائرلیس فون پر بات کرو"۔۔۔ دوسری طرف سے عمران نے غصیلے لہجے میں کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔

ٹائیگر نے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر تیزی سے پارکنگ کی طرف بھاگتا چلا گیا۔ اسے اپنی حماقت پر واقعی غصہ آ رہا تھا کہ وہ اتنی اہم بات چیت عام فون پر کرنے جا رہا تھا جب کہ کار میں وائرلیس فون سسٹم موجود تھا۔ اس نے کار کے قریب پہنچ کر پھرتی سے اس کا دروازہ کھولا اور

پھر سٹیرنگ سیٹ پر بیٹھ کر دروازہ بند کر دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ڈیش بورڈ پر لگا ہوا ایک چھوٹا سا بٹن دبا دیا۔ اس بٹن کے دبتے ہی کار مکمل طور پر ساؤنڈ پروف ہو گئی تھی۔ اب اندر کی آواز باہر سے نہ سنی جا سکتی تھی۔ ٹائیگر نے وائرلیس فون ڈیش بورڈ کے خفیہ خانے سے نکالا اور پھر عمران کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس — عمران بول رہا ہوں" —— دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر سپیکنگ —— میں اپنی حماقت پر نادم ہوں جناب!" —— ٹائیگر نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

"فضولیات چھوڑو — تفصیل بتاؤ —— پروفیسر بھابھا کہاں ہیں —— اور تم ہسپتال کیسے پہنچ گئے" —— ؟ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور ٹائیگر نے پروفیسر کی کوٹھی پر پہنچنے سے لیکر اب تک کے تمام حالات تفصیل سے بتا دیئے۔

"اوہ! —— اس کا مطلب ہے کہ وہ فائل بہت زیادہ اہم ہوگی۔ اسی لئے تنویر نے اتنے شدید زخمی ہونے کے باوجود اُسے آگ سے بچانے کی کوشش کی" عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس سر" —— ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تم ایسا کرو کہ فائل کو فوراً دانش منزل پہنچا دو اور خود اپنے ہوٹل چلے جاؤ اور وہاں الرٹ رہنا —— کسی بھی وقت تمہیں کال کیا جا سکتا ہے" —— عمران نے کہا

"بہتر جناب" —— ٹائیگر نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رابطہ ختم





کیا اور وائرلیس فون واپس خانے میں ڈال کر اس نے کار اسٹارٹ کی اور ہسپتال کے گیٹ سے باہر نکل آیا۔

اب وہ انتہائی تیز رفتاری سے دانش منزل کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

عمران نے فائل پڑھ کر ایک جھٹکے سے اُسے بند کیا۔ اس کے چہرے پر جوش کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔

"حالات اب آخری موڑ پر آ پہنچے ہیں بلیک زیرو! —— اب تمام کام انتہائی محتاط انداز میں ہونا چاہیے —— پروفیسر بھابھا کے اغوا ہو جانے سے میرا پہلے والا منصوبہ تو ختم ہو گیا ہے" —— عمران نے فائل سامنے بیٹھے ہوئے بلیک زیرو کی طرف کھسکاتے ہوئے کہا۔

"کونسا منصوبہ عمران صاحب!" —— ؟ بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"میں نے منصوبہ بنایا تھا کہ پروفیسر بھابھا کو یہاں دانش منزل میں روک کر خود اس کے میک اپ میں مجرموں کے پاس پہنچ جاتا اور اس طرح ان کو تباہ کر دیا جاتا —— مگر ظاہر ہے اب یہ منصوبہ ختم ہو گیا ہے —— مجرم ہم سے زیادہ تیز نکلے اور وہ پروفیسر کو لے اڑے —— مگر اب میں نے ایک اور پروگرام بنایا ہے تم ایسا کرو کہ تمام ممبرز کو شوبرا ہوٹل سے واپس بلوا لو اور انہیں فائل میں دیئے گئے

پوائنٹس کی نگرانی سونپ دو ـــــ اپنی مدد کے لیے تم ملٹری انٹیلی جنس کو بھی کال کر لینا ـــــ میں ان پوائنٹس کی مکمل اور بھرپور نگرانی چاہتا ہوں تاکہ اگر میرا مشن فیل ہو جائے تو یہ لوگ ایکو ملک سے نہ نکال لے جاسکیں ـــــ اور سنو! ـــــ ملٹری انٹیلی جنس کے سائنسی شعبہ کے سربراہ کرنل حمیدی کو کہو کہ وہ اٹامک ریسرچ لیبارٹری کی نگرانی کرے ـــــ مجرم اُسے تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اس لڑکی کو جس کے ذریعے انہوں نے نقشہ حاصل کیا ہے، استعمال کریں گے ـــــ یوں تو اتنی جلد اس لڑکی کا پتہ نہیں چل سکتا۔ مگر میں اڈے میں پہنچ گیا تو کوشش کروں گا کہ اس لڑکی کا پتہ چلا کر تمہیں مطلع کر دوں" ـــــ عمران نے تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ یہ سب کچھ ہو جائے گا ـــــ مگر آپ مجرموں کے اڈے میں کیسے جائیں گے" ـــــ؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"دیکھو کیسے جاتا ہوں ـــــ خود چل کر ـــــ یا ـــــ اغوا ہو کر" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر راجو کا لائٹر نکال لیا اور پھر اس کی پشت پر انگوٹھا رکھ کر اُسے زور سے دبایا۔ سگریٹ لائٹر درمیان میں سے دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ عمران نے لائٹر کے کھلے حصے سے منہ لگایا اور دوسرے لمحے اس کے منہ سے ہُوبہُو راجو کی آواز نکلی۔

"ہیلو شارک سپیکنگ اوور" ـــــ وہ بار بار یہی فقرہ دوہرا رہا تھا۔ چند لمحوں بعد لائٹر کے دوسرے حصے سے ایک مدھم سی آواز نکلی۔

"یس وائٹ سپیکنگ اوور" ـــــ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ بے حد محتاط تھا۔

"تازہ ترین رپورٹ کیا ہے۔ اوور" ـــــ؟ عمران نے راجو کی آواز میں پوچھا۔

"ریڈ باس کو خاصی کامیابی ہوئی ہے ـــــ راسکلز گنگ پروفیسر بھابھا کو اغوا



کر کے لے آیا ہے ـــــ وہ کسی عمران کے بلاتے جانے کی غلط فہمی میں خود ہی چلا آیا ہے ـــــ ریڈ باس نے برین چیکنگ مشین کے ذریعے پروفیسر سے ایکو کو پیک کرنے کا مخصوص فارمولا حاصل کر لیا ہے اور اب پروفیسر شنکام اس فارمولے کی مدد سے ایکو کی چھوٹی پیکنگ میں مصروف ہے اوور" ـــــ وائٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے جواب دیا۔

"پروفیسر بھابھا کہاں ہے اوور" ـــــ؟ عمران نے پوچھا۔

"ابھی وہ زندہ ہے ـــــ ریڈ باس نے اُسے قید کر لیا ہے تاکہ اگر پیکنگ کے دوران کوئی الجھن درپیش ہو تو پروفیسر کی مدد سے وہ الجھن دور کی جاسکے۔ اوور"۔ وائٹ نے جواب دیا۔

"اٹامک ریسرچ لیبارٹری کے متعلق ریڈ باس کا کیا پروگرام ہے۔ اوور" ـــــ؟ عمران نے پوچھا۔

"پیکنگ مکمل ہونے کے بعد وہ اس لیبارٹری کو اڑا دے گا ـــــ اس کے لئے اس نے پلان بنایا ہے کہ اس لڑکی کو جس سے نقشہ حاصل کیا گیا ہے ایک مخصوص لاکٹ بھجوایا جائے گا ـــــ اس لاکٹ کے اندر انتہائی خفیہ طور پر ایک طاقتور مگر انتہائی چھوٹی وائرلیس بم فٹ کیا گیا ہے ـــــ ایسا بم جسے آلات کی مدد سے چیک نہ کیا جاسکے ـــــ وہ لڑکی لاکٹ پہن کر لیبارٹری جائے گی اور ریڈ باس جس وقت بلے گا یہیں سے بٹن دبا کر اس بم کو پھاڑ دے گا اور اس طرح پوری لیبارٹری تباہ ہو جائے گی۔ اوور" ـــــ وائٹ نے جواب دیا۔

"اس لڑکی کے متعلق تفصیلات بتا سکتے ہو۔ اوور" ـــــ؟ عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں! ـــــ اتفاقاً ہی مجھے گنگ سے پتہ چل گیا تھا ـــــ یہ مقامی لڑکی ہے اس کا نام شاہین ہے اور یہاں کی لیبارٹری کے مین شعبے میں سیکرٹری ہے اوور"

وائٹ مین نے بتایا۔

اور عمران کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔ وائٹ مین نے انتہائی اہم مسئلہ حل کر دیا تھا۔

" اچھا وائٹ اب سنو! ___ میں نے یہاں کی سیکرٹ سروس کے چیف کو ختم کر دیا ہے اور اب ہیڈ کوارٹر پر بطور چیف قابض ہوں ___ تمام ممبرز کو میں نے ہینڈل کر لیا ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ ایکریمیکنگ کو خود اپنی نظروں سے دیکھ لوں تاکہ بعد میں کوئی غلط فہمی نہ ہو جائے ___ تم ایسا کرو کہ اڈے سے نکل کر یہاں میرے پاس پہنچ جاؤ ___ میں تمہارے میک اپ میں ایک گھنٹہ اڈے میں گزارنا چاہتا ہوں۔ اوور" ۔ عمران نے اصل مسئلے کی طرف آتے ہوئے کہا۔

" یہ ناممکن ہے باس! ___ ریڈ باس کسی قیمت پر ایسے موقع پر کسی کو اڈے سے نہ ہی باہر نکلنے دیتا ہے اور نہ ہی اندر آنے دیتا ہے ___ صرف ایک شخص راسکلز کنگ ایسا ہے جو آسانی سے اندر آ جاتا ہے اوور" ___ وائٹ نے جواب دیا۔

" راسکلز کنگ! ___ مگر وہ کہاں ملے گا۔ اوور" ___ ؟ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں پوچھا۔

" راسکلز کنگ کا پتہ ایک خصوصی فائل میں موجود ہے ___ میں ابھی آپ کو بتاتا ہوں۔ اوور" ___ وائٹ نے جواب دیا اور پھر چند لمحوں تک خاموشی چھا گئی۔ عمران کی آنکھیں خوشی سے چمک رہی تھیں۔ راجو بن کر اس نے وائٹ سے بیحد اہم معلومات حاصل کر لی تھیں جو شاید عام حالات میں حاصل ہونی ناممکن تھیں۔

" ہیلو شارک! ___ راسکلز کنگ کا پتہ نوٹ کر لیں۔ اوور" ___ چند لمحوں کے توقف کے بعد وائٹ کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

" نوٹ کراؤ۔ اوور" ___ عمران نے کہا۔



" کوٹھی نمبر ۲۵ شالیمار کالونی ___ وہ وہاں ڈاکٹر یاسچر کے نام سے رہ رہا ہے اوور" وائٹ نے جواب دیا۔

" او کے! ___ بس ٹھیک ہے ___ اوور اینڈ آل" ___ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لائٹر بند کر دیا۔

" لو پیارے کالے زیرو! ___ مسئلہ ہی حل ہو گیا ___ تم راسکلز کنگ کے اڈوں کی نگرانی کراؤ اور اب ملٹری انٹیلی جنس کے کرنل حمیدی کو بھی کہنے کی ضرورت نہیں ہے تم اس لڑکی شاہین کو اغوا کر کے جولیا کو اس کے میک اپ میں وہاں بھیج دو ___ میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتا ___ اور میں ذرا راسکلز کنگ سے دو دو چار ہاتھ کر لوں" ___ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

اور بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے ٹیلیفون اپنی طرف کھسکا لیا۔

" اور ہاں تنویر کا بھی پتہ کراؤ کہ اب اس کا کیا حال ہے ___ اس کی حالت تو خطرے سے باہر نکل آئی تھی مگر پھر بھی ___ اس بار تنویر نے یہ فائل حاصل کر کے بڑا اہم کام سرانجام دیا ہے ___ ہو سکتا ہے کہ میں انعام کے طور پر اس کی جولیا سے شادی کرا دوں ___ اچھا بائی بائی" ___ عمران نے ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

ٹرانسمیٹر کی ٹوں ٹوں جیسے ہی کمرے میں گونجی ۔ کرسی پر بیٹھے ہوئے نوجوان نے چونک کر ایک فائل پر جھکا ہوا سر اٹھایا اور پھر میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا دوسرے لمحے میز کا ایک کونہ درمیان سے کسی خانہ کی طرح کھل گیا اور وہاں سے خود بخود ایک جدید قسم کا ٹرانسمیٹر ابھر آیا ۔ ٹوں ٹوں کی آوازیں اسی میں سے ابھر رہی تھیں نوجوان نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن دبا دیا ۔

بٹن دبتے ہی ایک مردانہ آواز برآمد ہوئی ۔

" پوائنٹ نمبر تھری سے رالف بول رہا ہوں جناب اوور " ۔

" یس راسکلز کنگ سپیکنگ ! ـــــ اس وقت کال کرنے کی کیا ضرورت آپڑی ہے اوور " ـــــ ؟ راسکلز کنگ نے انتہائی تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" باس ! ـــــ تھامسن کو انتہائی بے دردی سے قتل کر دیا گیا ہے اور ریڈ فائل بھی گم ہے ۔ اوور " ـــــ دوسری طرف سے پریشان لہجے میں کہا گیا ۔

" تھامسن کو قتل کر دیا گیا ـــــ ؟ اور ریڈ فائل گم ہے ـــــ ؟ کیا کہہ رہے ہو ؟ کیا تم ہوش میں ہو ۔ اوور " ـــــ ؟ راسکلز کنگ نے غصے کے مارے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا ۔



" یس باس ! ـــــ میں درست کہہ رہا ہوں ـــــ تھامسن آجکل اسی فائل پر کام کر رہا تھا ۔ اس لئے اس کا حکم تھا کہ اسے کسی قیمت پر ڈسٹرب نہ کیا جائے ۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے قتل کا فوری پتہ نہ چلایا جا سکا ـــــ اسے مرے ہوئے کئی گھنٹے گزر چکے ہیں اور فائل بھی اپنی جگہ پر موجود نہیں ہے اوور " ـــــ رالف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا ۔

" اوہ ویری بیڈ ـــــ وہ فائل تو انتہائی اہم تھی ـــــ کون لے گیا ہے ـــــ ! اسے ہر قیمت پر تلاش کرو اور مجھے رپورٹ دو ۔ اوور " ـــــ راسکلز کنگ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا ۔

" بہتر باس ! ـــــ میں مزید تلاش کرتا ہوں ۔ اوور " ـــــ دوسری طرف سے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا گیا ۔

" اوور اینڈ آل " ـــــ راسکلز کنگ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا ۔ اس کا چہرہ غصے اور جھنجلاہٹ کی وجہ سے بگڑ گیا تھا ۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اتنے اہم موقع پر جب کہ آپریشن اپنے آخری مرحلے پر ہے ۔ فائل کی گمشدگی کہیں سب کئے کرائے پر پانی نہ پھیر دے ۔

" آخر فائل کہاں جا سکتی ہے " ـــــ ؟ راسکلز کنگ نے آنکھیں بند کر کے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔

" کیا میں اندر آسکتا ہوں جناب ! ـــــ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ آپ کی فائل کہاں ہے " ـــــ اچانک کمرے میں عمران کی آواز گونجی اور راسکلز کنگ نے چونک کر آنکھیں کھول دیں ۔

دوسرے لمحے میز کے سامنے عمران کو بڑے مؤدبانہ انداز میں کھڑے دیکھ کر وہ چند لمحے حیرت سے بت بنا بیٹھا رہا ۔ اس کی سمجھ میں نہ آرہا تھا کہ آخر یہ

شخص اچانک اس بند کمرے میں کیسے ٹپک پڑا۔

"کون ہو تم" ___ ؟ اچانک راسکلز کنگ نے سنبھلتے ہوئے کہا۔ اس کا ہاتھ تیزی سے میز کے کنارے کی طرف بڑھا تھا۔

"ارے ارے ___ یہ ہاتھ مت ہلاؤ ___ صرف زبان ہلانے کی اجازت ہے ___ ورنہ" ___ عمران نے ہاتھ میں بندھی ہوئی گھڑی جس کا ونڈ بٹن ایریل کی طرح باہر کو نکلا ہوا تھا، کے بٹن کو دباتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے ایریل سے سرخ رنگ کی شعاع نکل کر راسکلز کنگ کے سامنے رکھی ہوئی میز پر پڑی اور میز یکلخت پگھلے ہوئے لوہے کی طرح سرخ ہوتی چلی گئی اور پھر پلک جھپکنے میں وہ راکھ کا ڈھیر ہو کر فرش پر بکھر گئی۔

راسکلز کنگ کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اس کا تمام کنٹرول پینل اسی میز میں تھا اور ظاہر ہے کہ میز کے ساتھ ساتھ وہ تمام بھی ختم ہو گیا۔

"اب اپنے سوال کا جواب بھی سن لو ___ میرا نام علی عمران ہے ___ علی عمران ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس (آکسن)" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"م ___ مگر تم یہاں پہنچے کیسے" ___ ؟ راسکلز کنگ نے بے اختیار کرسی سے کھڑے ہوتے ہوئے پوچھا۔

"اپنے پیچھے دیکھو! ___ تمہیں خود ہی پتہ چل جائے گا" ___ عمران نے جواب دیا۔

اور راسکلز کنگ نہ چاہنے کے باوجود بھی پیچھے کی طرف مڑ گیا۔ دوسرے لمحے اس کی آنکھیں پہلے سے بھی زیادہ پھٹی ہو گئیں۔ کیونکہ دیوار کا درمیانی حصہ سرے سے غائب تھا اور بیرونی راہداری صاف نظر آ رہی تھی۔

"اب پتہ چلا کہ میں کیسے آیا ہوں" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

راسکلز کنگ تیزی سے مڑا اور پھر دوسرے لمحے وہ اچانک اپنی جگہ سے یوں اچھلا جیسے اس کے پیروں میں سپرنگ نکل آتے ہوں اور وہ کسی گیند کی طرح سیدھا عمران کے جسم سے آ ٹکرایا۔

عمران کو خواب میں بھی خیال نہ تھا کہ راسکلز کنگ اس طرح اچانک حملہ کر دے گا اس لئے وہ بڑے ڈھیلے انداز میں کھڑا تھا۔ راسکلز کنگ اسے اپنے ہمراہ لیتا ہوا فرش پر جا گرا۔

نیچے گرتے ہی راسکلز کنگ نے دونوں ہاتھ عمران کی گردن پر جما دیئے اور پھر پوری قوت سے اس کا گلا دبانے لگا۔ مگر اب عمران سنبھل گیا تھا۔ اس لئے اس نے دونوں ٹانگیں اٹھائیں اور دونوں پیر جوڑ کر پوری قوت سے راسکلز کنگ کے کولہوں پر بھرپور ضرب لگائی اور وہ الٹ کر دور دیوار کے قریب جا گرا۔ پھر دونوں بیک وقت ہی اٹھے۔

مگر اس سے پہلے کہ راسکلز کنگ اپنی جگہ سے حرکت کرتا۔ عمران نے اچانک اسے دائیں طرف جھکائی دی اور جیسے ہی راسکلز کنگ ردعمل کے طور پر بائیں طرف جھکا، عمران نے اچانک بائیں ہاتھ کو حرکت دی اور اس کا زوردار مکہ پوری قوت سے راسکلز کنگ کی دائیں کنپٹی پر پڑا اور راسکلز کنگ بائیں طرف الٹ کر جا گرا۔ دوسرے لمحے عمران نے بھرپور لات اس کی ناف کے نیچے ماری اور راسکلز کنگ ایک ہی ضرب کھا کر ڈھیر ہو گیا۔ اس کے ہاتھ پیر ایک لمحے کے لئے اکڑے اور پھر ڈھیلے پڑ گئے۔ وہ بیہوش ہو چکا تھا۔

عمران نے اس کے بیہوش ہوتے ہی تیزی سے اس کے کپڑے اتارنے شروع کر دیئے اور پھر اس نے اپنے کپڑوں سے سارا سامان نکال لیا۔ اور اس کے کپڑے

خود پہن لئے اور اُسے اپنے کپڑے پہنا دیئے۔ دوسرے لمحے اس نے ہاتھ میں بندھی ہوئی گھڑی کے ایریل کا رخ بیہوش پڑے راسکلز کنگ کی طرف کیا اور گھڑی کا بٹن دبا دیا۔ ایریل سے سرخ رنگ کی شعاع نکل کر راسکلز کنگ پر پڑی اور دوسرے لمحے وہاں کنگ کی بجائے اس کی راکھ پڑی ہوئی تھی۔

عمران نے بڑی تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چپٹا سا بکس نکالا اور اُسے کھول کر اس میں موجود مختلف شیشیوں کو باہر نکال لیا۔ بکس کے اندر کی طرف ایک چھوٹا سا آئینہ لگا ہوا تھا۔ اس نے آئینے کی مدد سے اپنے چہرے پر راسکلز کنگ کا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ اس کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے چل رہے تھے اور تھوڑی دیر بعد وہ راسکلز کنگ کے میک اپ میں آگیا۔

راسکلز کنگ اور عمران ایک جیسے جسم کے مالک تھے اس لئے چہرے اور کپڑے بدلنے کے بعد اب اُسے کوئی نہ پہچان سکتا تھا کہ وہ راسکلز کنگ نہیں ہے۔ پھر راسکلز کنگ کی آواز بھی اس نے سُن لی تھی۔ اس لئے اب وہ آسانی سے اس کی آواز اور لہجے کی نقل کر سکتا تھا۔

پھر اطمینان سے عمران چلتا ہوا اُسی دیوار کے خالی حصے سے نکل کر راہداری میں آگیا۔ راسکلز کنگ اس کوٹھی میں ایک ملازم کے ساتھ اکیلا ہی رہتا تھا تاکہ زیادہ بھیڑ بھاڑ اس کی حیثیت کو مشکوک نہ کر دے۔ سارا کنٹرول وہ اپنی میز میں لگے ہوئے سسٹم سے کرتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ عمران نے دروازے کی بجائے دیوار میں راجہ کی گھڑی کی مدد سے سوراخ کر کے اندر آنے کو ترجیح دی تھی اور اب راسکلز کنگ کی بدقسمتی تھی کہ وہ دیوار اس کی پشت پر تھی اور فائل کی گمشدگی کے سلسلے میں الف سے بات چیت کرتے ہوئے وہ ذہنی طور پر اتنا پریشان ہو رہا تھا کہ اُسے عمران کے اندر آنے کا احساس تک نہ ہوا تھا۔ عمران کوٹھی کے اکلوتے ملازم کا خاتمہ پہلے ہی کر چکا تھا۔ اس لئے وہ اطمینان سے چلتا ہوا کوٹھی کے پورچ میں آیا جہاں سرخ رنگ کی ایک بڑی سی کار موجود تھی۔ راسکلز کنگ کے کپڑوں میں اُسے کار کی چابیاں مل گئی تھیں۔ چنانچہ اس نے کار کا دروازہ کھولا اور پھر سٹیرنگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ کار مخصوص انداز میں بنی ہوئی تھی مگر چونکہ عمران ایسی کاروں کا سسٹم اچھی طرح سمجھتا تھا اس لئے اُسے کوئی حیرت نہ ہوئی اور وہ کار سٹارٹ کر کے کوٹھی کے گیٹ سے باہر آگیا۔

اب عمران کا رُخ مصنوعی جھیل کی طرف تھا۔ وہ جلد از جلد ریڈ باس کے اڈے میں داخل ہونا چاہتا تھا تاکہ ایک تو پروفیسر بھابھا کو بچا سکے اور دوسرا اس ایکٹ کو حاصل کر سکے۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار مصنوعی جھیل کے قریب سے گزرتی ہوئی پہاڑی کے دامن میں پہنچ گئی۔ عمران نے کار جیسے ہی روکی، اچانک ڈیش بورڈ سے ایک چھوٹا سا مائیک ابھر کر باہر آگیا۔ اور کار میں ایک کرخت آواز گونج اٹھی۔

"ہیلو کنگ! ـــ تم اچانک یہاں کیوں آئے ہو۔ اوور" ؟

"باس! ـــ میں ایک اہم بات کرنے کے لئے آیا ہوں ـــ اگر ہم نے فوری طور پر اس بات کا تدارک نہ کیا تو ہمارا تمام مشن فیل ہو جائے گا۔ اوور" ـــ عمران نے راسکلز کنگ کے لہجے اور آواز کی نقل اتارتے ہوئے کہا۔

"ایسی کونسی بات ہو گئی ہے۔ اوور" ـــ ؟ دوسری طرف سے پہلے سے زیادہ کرخت لہجے میں پوچھا گیا۔

"باس! ـــ دراصل جس پروفیسر بھابھا کو میں اپنے ساتھ لے آیا تھا وہ نقلی ہے ـــ اصل پروفیسر یہاں کی سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں موجود ہے۔ اوور" عمران نے جواب دیا۔ سُرخ رنگ کی کار دیکھتے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ اسی کار میں

پروفیسر بھاجا کو اغوا کیا گیا تھا۔ کیونکہ ٹائیگر نے اس کار کے متعلق تفصیلات بھی اپنی رپورٹ میں بتائی تھیں۔

" اوہ! ـــ یہ کیسے ہو سکتا ہے ـــ؟ اس نے صحیح فارمولا بتایا ہے اوور"۔ دوسری طرف سے الجھے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

" باس! ـ یہی تو چکر ہے ـــ یہ سب کچھ ہمارے مشن کو فیل کرنے کے لئے کیا گیا ہے ـــ اگر واقعی یہ پروفیسر میری رپورٹ کے مطابق نقلی ہے تو ہمیں فوراً اس کے بتائے ہوئے فارمولے پر عمل بند کرنا پڑے گا ـــ ورنہ سب کچھ تباہ ہو جائے گا ـــ اور میں نے ایک ایسی بات معلوم کر لی ہے جس سے پروفیسر کے اصلی یا نقلی ہونے کا ثبوت مل جائے گا ـــ یہی وجہ ہے کہ میں فوری طور پر یہاں آ گیا ہوں۔ اوور" ـــ عمران نے اڈے کے اندر اپنی موجودگی کا جواز بتلاتے ہوئے کہا۔

" اس کا مطلب ہے کہ تمہاری رپورٹ شکی ہے ـــ بہرحال تم اندر آ جاؤ ـــ اوور اینڈ آل" ـــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی آواز آنی بند ہو گئی اور ڈلیش بورڈ سے برآمد ہونے والا چھوٹا سا مائیک خود بخود واپس اندر ہوتا چلا گیا۔

اسی لمحے عمران نے سامنے پہاڑی کی ایک بڑی چٹان کو دروازے کی طرح کھلتے دیکھا۔ اس کے اندر ایک راستہ جا رہا تھا۔ عمران کار کو لئے تیزی سے اندر چلا گیا۔

کار کے اندر جاتے ہی پہاڑی کا ڈھکن دوبارہ بند ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد راستہ ایک دیوار کے سامنے جا کر ختم ہو گیا اور عمران نے کار روک دی۔

پھر جیسے ہی عمران کار سے باہر نکلا، اچانک سامنے کی دیوار میں ایک ہلکا سا



کھٹکا ہوا اور وہاں ایک دروازہ نمودار ہو گیا۔ جس میں سے ایک قوی ہیکل نوجوان منہ پر سرخ نقاب اوڑھے بڑے بے چین انداز میں کھڑا تھا۔

" جلدی آ ڈکنگ! ـ تم نے مجھے بڑی الجھن میں ڈال دیا ہے ـ میں نے پروفیسر شتکام کو بھی بلا لیا ہے" ـــ نقاب پوش نے جو یقیناً ریڈ باس تھا سخت لہجے میں کہا۔

عمران سر ہلاتا ہوا اس کی طرف بڑھا۔ مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ دونوں ایک کمرے میں داخل ہوئے۔ کمرے میں ایک آدمی پہلے سے موجود تھا جس کے بال برف کی طرح سفید تھے مگر چہرہ جوانوں کی طرح تھا۔

" باس! ـ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ پروفیسر بھاجا نقلی ہو ـ؟ جب کہ اس کا بتایا ہوا فارمولا بالکل صحیح ہے ـــ ہم آدھا ایکو تو پیک کر چکے ہیں" ـــ اس آدمی نے بے چین لہجے میں کہا۔

" ابھی معلوم ہو جاتا ہے" ـــ ریڈ باس نے کہا اور پھر اس نے جیب سے ایک ٹرانسمیٹر نکال کر ایک بٹن دبا دیا۔ جیسے ہی ٹرانسمیٹر کا بلب سبز ہوا۔ اس نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" وائٹ مین! ـ ریڈ باس سپیکنگ اوور"۔

" یس باس، اوور" ـــ دوسری طرف سے وہی آواز ابھری جس سے عمران نے راجو بن کر باتیں کی تھیں۔

" پروفیسر بھاجا کو لے کر فوراً روم نمبر الیون میں پہنچ جاؤ ـ جلدی۔ اوور"۔ ریڈ باس نے سخت لہجے میں کہا۔

" بہتر باس اوور" ـــ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

" اوور اینڈ آل" ـــ ریڈ باس نے کہا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر بند کر کے جیب

میں ڈال لیا۔

"ہاں! — اب بتاؤ کہ تمہیں کس نے رپورٹ دی ہے — اور کیا رپورٹ دی ہے" — ؟ ریڈ باس نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ شارک کو جانتے ہیں" — ؟ عمران نے جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔

"شارک! — کیا تمہارا مطلب اس بین الاقوامی مجرم شارک سے تو نہیں جو سائنسی چور کے نام سے بھی مشہور ہے" — ؟ ریڈ باس نے اچانک چونکتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں! — میری مراد اسی شارک سے ہے — وہ نہ صرف اس ملک میں موجود ہے بلکہ اس نے ایکمو چرانے کے لئے زبردست پلان بنا رکھا ہے — میں نے اتفاق سے اس کی ایک ٹرانسمیٹر کال سن لی تھی — اس نے یہاں کی سیکرٹ سروس کے چیف کو قتل کر کے اس کا روپ دھار رکھا ہے — اس کا ایک ایجنٹ شروع سے ہی ہمارے اڈے میں موجود ہے — اس کا پروگرام یہ ہے کہ جب ایکمو پیک ہو کر اڈے سے باہر پوائنٹس پر پہنچے تو وہ انہیں اڑا لے اور پھر یہ تمام ایکمو سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں اکٹھا ہو جاتے اور وہاں سے سیکرٹ سروس کے ممبران کے ذریعے ملک سے باہر چلا جاتے — ظاہر ہے سیکرٹ سروس کے ممبران کی سامان کی تلاشی ہونی ناممکن ہے" — عمران نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! — بڑا خطرناک مگر جامع پروگرام ہے — مگر اُسے ہمارا کیسے پتہ چلا" — ؟ ریڈ باس نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

"بتا تو رہا ہوں کہ اس کا ایک ایجنٹ شروع سے ہی اس اڈے میں موجود



ہے۔ اس لئے اُسے پل پل کی خبریں مل رہی تھیں — اور آپ جانتے ہیں کہ وہ ہر کام کتنے صبر و تحمل سے کرتا ہے — وہ پہلے تو صبر سے بیٹھا رہتا ہے۔ بس ایک آخری داؤ لگاتا ہے اور تمام بازی اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے" — عمران نے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ ریڈ باس کچھ کہتا، دروازہ کھلا اور ایک نوجوان منہ پر سفید نقاب لگائے اندر داخل ہوا۔ اس کے ساتھ پروفیسر بھابھا تھے جو بے حد کمزور اور نڈھال معلوم ہو رہے تھے۔

"وہ ایجنٹ کون ہے — جلدی بتاؤ" — ؟ ریڈ باس نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"وہ ایجنٹ یہ وائٹ مین ہے — اور شارک آپ کا یہ خادم" — عمران نے سفید نقاب پوش کی طرف اشارہ کرنے کے بعد خود جھک کر سلام کرتے ہوئے کہا۔

"تت — تم شارک ہو" — ؟ ریڈ باس نے بوکھلا کر ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ تیزی سے جیب کی طرف رینگا۔ مگر عمران نے انتہائی پھرتی سے ہاتھ میں بندھی ہوئی گھڑی کا ونڈ بٹن دبایا اور پھر جیسے ہی ونڈ بٹن ایریل میں تبدیل ہوا۔ اس نے گھڑی کی سائیڈ میں موجود دوسرا بٹن دبا دیا۔

اسی لمحے ریڈ باس اپنا ریوالور نکال چکا تھا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ اس کا رخ عمران کی طرف کرتا۔ عمران کی گھڑی کا ایریل کا رخ اس کی طرف ہو چکا تھا اور دوسرے لمحے ایریل سے سرخ رنگ کی شعاع نکلی اور پھر ریڈ باس کا جسم نقاب کی طرح ہی سرخ ہوتا چلا گیا۔ اور پلک جھپکنے میں وہ راکھ کے ڈھیر میں تبدیل ہو چکا تھا۔

پروفیسر بھابھا اور پروفیسر شتنکام دونوں حیرت سے آنکھیں پھاڑے یہ تماشہ دیکھ رہے تھے ۔

" باس آپ " ___ وائٹ مین کے منہ سے بے اختیار نکلا

" ہاں ! ___ میں نے سوچا کہ کھیل ہی ختم کر دوں اور یہیں سے ایکو کو سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر سپلائی کر دوں " ___ عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" مگر باس ! ___ وہ ایٹمک لیبارٹری تو ابھی تباہ ہونی تھی ___ اگر وہ تباہ نہ ہوئی تو اس میں موجود مشین زیرو الیکس فوراً ایکو کو اس اڈے سے باہر نکلتے ہی چیک کر لے گی " ___ وائٹ مین نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا ۔

" اس کی تم فکر نہ کرو ___ اس کا بندوبست میں نے کر لیا ہے ___ بس تم ایسا کرو کہ مجھے اس جگہ لے چلو جہاں ایکو موجود ہے " ___ عمران نے مطمئن لہجے میں کہا ۔

" ایکو ! ___ یہاں ایکو موجود ہے ___ ؟ دنیا کی سب سے قیمتی اور نایاب دھات " ___ پروفیسر بھابھا نے پہلی بار بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا ۔

" ہاں پروفیسر ! ___ یہاں ایکو موجود ہے ___ اسی لئے تو تمہیں یہاں اغوا کر کے تم سے اس کی مخصوص پیکنگ کا فارمولا حاصل کیا گیا تھا " ___ عمران نے جواب دیا ۔

" اوہ ! ___ کاش مجھے پہلے علم ہوتا ___ اگر ایکو ہمارے ملک کو مل جاتا تو دنیا کی کوئی طاقت ہمیں شکست نہ دے سکتی ___ ایکو سے بننے والا جنگی ہتھیار ہمیں ناقابل تسخیر بنا دیتا ___ دنیا کے بڑے سے بڑے اور ہائیڈروجن ۔ کاربن ۔ جراثیمی اور ایٹم بم اور دوسرا بارودی اسلحہ اس ہتھیار سے ایک لمحے میں بیکار کیا جا سکتا ہے "



پروفیسر بھابھا نے بے چینی سے ہاتھ ملتے ہوئے کہا ۔

" تم ایکو حاصل نہیں کر سکتے ___ میں اسے تباہ کر دوں گا اور اس کے ساتھ ساتھ یہ پورا شہر بھی تباہ ہو جائے گا " ___ اچانک پروفیسر شتنکام نے بلند آواز سے کہا ۔

" تمہاری اب ضرورت نہیں رہی پروفیسر ! ___ ہمارے پاس پروفیسر بھابھا موجود ہیں ___ تم سے بڑا سائنسدان ۔ اس لئے تم چھٹی کرو " ___ عمران نے بڑے سرد لہجے میں کہا ۔

اور پھر اس سے پہلے کہ پروفیسر شتنکام کچھ سمجھتا ۔ عمران نے بڑی تیزی سے جیب سے ریوالور نکالا اور دوسرے لمحے اس کے ریوالور سے ایک شعلہ نکلا اور پروفیسر شتنکام کی پیشانی پر خون کے پھول کھلتے چلے گئے ۔ وہ الٹ کر فرش پر ڈھیر ہو گیا ۔ اس کی کھوپڑی کے چیتھڑے اڑ گئے تھے ۔

" باس ! ___ آپ نے یہ کیا کیا ___ پروفیسر شتنکام کے بغیر تو ہم بے دست و پا ہو جائیں گے " ___ وائٹ مین نے پریشان لہجے میں کہا ۔

" میں نے جو کچھ کیا ہے ___ ٹھیک کیا ہے ___ تم میرے ساتھ چلو اور پہلے مجھے اس سارے اڈے کا کنٹرول سمجھاؤ ۔ پھر ہم ایکو لیبارٹری میں جائیں گے " ۔ عمران نے بڑے سرد لہجے میں کہا ۔

" چلو پروفیسر تم بھی ! ___ خبردار اگر کوئی حرکت کی تو تمہارا حشر بھی ان دونوں جیسا ہو گا " ___ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں پروفیسر بھابھا سے مخاطب ہو کر کہا ۔

اور پروفیسر بھابھا سہم کر سمٹ سا گیا ۔ ریڈ باس اور پروفیسر شتنکام کا حشر وہ دیکھ چکا تھا ۔ اس لئے سوائے تعمیل کے اسے اور کوئی چارہ نظر نہ آیا ۔

تھوڑی دیر بعد عمران نے اڈے کا تمام کنٹرول سمجھ لیا اور پھر وہ تینوں نچلی لیبارٹری میں پہنچ گئے جہاں ایکو پیک کیا جا رہا تھا۔

اتنی مقدار میں ایکو دیکھ کر پروفیسر بھابھا کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ یہاں خود کار مشینوں کے ذریعے ایکو کی پیکنگ چھوٹے چھوٹے ڈبوں میں ہو رہی تھی۔

"یہاں اور کوئی آدمی کام نہیں کرتا" ـــــ ؟ عمران نے وائٹ مین سے پوچھا۔

"جب تک ایکو نکالا جا رہا تھا یہاں بارہ آدمی کام کرتے تھے ـــــ مگر پروفیسر بھابھا سے فارمولا حاصل کرنے کے بعد پروفیسر شنڈکام نے آٹومیٹک مشین تیار کی اور سارا کام ان سے لینے لگا ـــــ کیونکہ کسی آدمی کی وجہ سے کوئی غلطی ہو سکتی تھی اور ذرا سی غلطی تباہی کا باعث بن سکتی تھی" ـــــ وائٹ مین نے تفصیل سے جواب دیا۔

"اوہ! ـــ ویری گڈ! ـــ بڑا عقلمند آدمی تھا پروفیسر شنڈکام" ـــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اب کیا پروگرام ہے باس" ـــــ ؟ وائٹ مین نے بے چین لہجے میں پوچھا۔

"فی الحال تو شادی کرنے کا پروگرام ہے ـــ کیا کہیں سے مولوی مل جائے گا؟"

اچانک عمران نے اپنے اصل لہجے میں پوچھا اور وائٹ مین یوں دو قدم پیچھے ہٹ گیا جیسے اُسے بجلی کا شاک لگا ہوا۔

"حیران کیوں ہو گئے مسٹر وائٹ مین! ـ تمہارا باس تو کب کا ختم ہو چکا ہے۔ میرا نام علی عمران ہے" ـــــ عمران نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

اور وائٹ مین نے اچھل کر دروازے کی طرف بھاگنا چاہا۔ مگر عمران اُسے کہاں جانے دیتا تھا۔ اس نے اچھل کر اُسے دونوں بازوؤں میں جکڑ لیا اور پھر وائٹ مین



نے عمران کے بازوؤں سے نکل بھاگنے کے لئے جان توڑ جدوجہد کی مگر عمران کے بازو تو اس کے جسم کے گرد کسی آکٹوپس کی طرح جکڑے ہوئے تھے۔ اور پھر عمران نے اپنے بازوؤں کو ایک زوردار جھٹکا دیا اور وائٹ مین کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی اور اس کا سفید نقاب ناک اور منہ کی جگہ سے سرخ ہوتا چلا گیا۔ عمران نے اس کی پسلیاں توڑ دی تھیں۔

عمران اُسے مزید دباتا چلا گیا اور پھر چند لمحوں بعد وائٹ مین کا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔ سانس رک جانے اور اندرونی ٹوٹ پھوٹ کی وجہ سے وہ ختم ہو چکا تھا۔ عمران نے جھٹکا دے کر اُسے ایک طرف پھینک دیا۔

"کیا تم واقعی عمران ہو ـــــ ؟ خدا کی پناہ تمہارے بازوؤں میں کتنی طاقت ہے کہ ایک قوی ہیکل نوجوان کو تم نے بازوؤں میں جکڑ کر مار دیا ہے" ـــــ پروفیسر بھابھا نے حیرت سے منہ پھاڑتے ہوئے کہا۔

"میرے بازوؤں میں ایکو بھرا ہوا ہے پروفیسر!" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پروفیسر بھابھا کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"اب آپ اس ایکو کو سنبھالیں ـــ میں اس اڈے کو سنبھالنے کے ساتھ ساتھ شہر میں موجود ان کے تمام ایجنٹوں کی گرفتاری کا بندوبست کر لوں" ـــــ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر پروفیسر کو وہیں چھوڑ کر وہ دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"خدا کی پناہ اتنا ایکو ـــــ اب ہمارا ملک واقعی ناقابل تسخیر بن چکا ہے ـــــ ایک عظیم ملک" ـــــ پروفیسر بھابھا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"پروفیسر! ـــــ ملک دھاتوں اور اسلحے کی کثرت سے کبھی عظیم نہیں بنا کرتا۔ عظیم افراد ہی کسی ملک کو عظیم بناتے ہیں" ـــــ عمران نے فلسفیانہ انداز میں کہا۔

" تمہاری بات بھی درست ہے ۔۔۔ جس ملک کو تم جیسے عظیم افراد میسر آ جائیں ۔ اُسے بھلا اسلحے اور دھاتوں کی کیا پرواہ ہو سکتی ہے "۔۔۔۔ پروفیسر نے فوراً ہی اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

" آپ کو شائد غلط فہمی ہوئی ہے پروفیسر !۔۔۔۔ میرا نام عظیم نہیں بلکہ علی عمران ہے ۔۔۔ بے چارہ علی عمران ۔۔۔ جس کی پرواہ اُس کا باورچی بھی نہیں کرتا "۔۔۔ عمران نے بڑی مسمسی سی صورت بنا کر جواب دیتے ہوئے کہا اور پروفیسر بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑے ۔

## ختم شُد

عمران سیریز میں فورسٹارز سلسلے کا نیا اور منفرد ناول

# مکروہ جرم

مصنف ——— مظہر کلیم ایم اے

جعلی اور نقلی ادویات جس سے ہزاروں لاکھوں بے گناہ مریض تڑپ تڑپ کر دم توڑ دیتے ہیں۔

جعلی اور نقلی ادویات جو ایسا مکروہ جرم ہے جسے کوئی بھی معاشرہ کسی صورت بھی قبول نہیں کر سکتا۔

جعلی اور نقلی ادویات جس کے خلاف فورسٹارز اپنی پوری قوت سے میدان میں نکل آئے۔

جعلی اور نقلی ادویات جس کا جال پورے ملک میں پھیلا ہوا تھا اور کھلے عام جعلی اور نقلی ادویات فروخت کی جا رہی تھیں۔

مکروہ جرم جس کا پھیلاؤ دیکھ کر عمران اور فورسٹارز بھی حیران رہ گئے۔ کیا یہ سب کچھ حکومتی سرپرستی میں ہو رہا تھا؟

ایسے مجرم جو بظاہر انتہائی معزز تھے لیکن در اصل وہ مکروہ اور انتہائی قابل نفرت مجرم تھے

وہ لمحہ جب سب سے بڑے مجرم کے خلاف قدرت کا قانون مکافات عمل حرکت میں آ گیا۔ پھر کیا ہوا؟ انتہائی حیرت انگیز اور عبرت ناک نتیجہ

وہ لمحہ جب فورسٹارز نے سوپر فیاض کو بھی ان مکروہ مجرموں کے ساتھ اغوا کر لیا اور پھر موت کے بے رحم پنجے سوپر فیاض کی طرف بڑھنے لگے۔

کیا سوپر فیاض بھی اس جرم میں شریک تھا۔ کیا وہ بھی ہلاک ہو گیا۔ یا؟

سماجی برائی کے اس قابل نفرت جال کو فورسٹارز نے کس طرح توڑا۔ توڑ بھی سکے ——— یا ——— نہیں؟

انتہائی خونریز اور اعصاب شکن جدوجہد پر مشتمل ایک ایسی کہانی جس کا ہر لمحہ موت اور قیامت کے لمحے میں تبدیل ہو گیا۔

عمران سیریز میں انتہائی دلچسپ اور منفرد انداز کی شاہکار کہانی

# ڈیتھ کوئیک

مصنف ........ مظہر کلیم ایم اے

**ڈیتھ کوئیک**

کافرستان کا ایک ایسا بھیانک سائنسی منصوبہ کہ جس کی تکمیل کے بعد پاکیشیا کے کروڑوں بے گناہ افراد ایک لمحے میں موت کے گھاٹ اتار دیئے جاتے۔ لیکن پوری دنیا اسے قدرتی آفت ہی سمجھتی رہتی۔

**ڈیتھ کوئیک**

جس کا تجربہ پاکیشیا کے ایک پہاڑی علاقے میں کیا گیا اور ہزاروں افراد یکلخت لقمہ اجل بن گئے۔ مگر پاکیشیا اور پوری دنیا کے ماہرین نے اسے قدرتی آفت قرار دے دیا۔ کیوں؟

**ڈیتھ کوئیک**

جس کے خلاف عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس جب میدان میں اتری تو کافرستان کی چاروں ایجنسیاں عمران کے مقابل آگئیں اور پھر ایک نہ رکنے والے خوفناک ہنگامے کا آغاز ہو گیا۔

ایک ایسا مشن جس میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو زبردست جدوجہد کے باوجود ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ کیوں؟

**وہ لمحہ**

جب عمران اور سیکرٹ سروس کو باوجود سرتوڑ کوششوں کے ناکام پاکیشیا لوٹنا پڑا؟

**وہ لمحہ**

جب شاگل نے کافرستان کی طرف سے کام کرنے سے انکار کر دیا۔ کیوں؟

کیا شاگل نے کافرستان سے غداری کر دی ـــــ یا ـــــ ؟

کیا واقعی اس مشن میں عمران اور اس کے ساتھیوں کے مقدر میں ناکامی لکھ دی گئی تھی ـــــ یا ـــــ ؟

کیا کافرستان اپنے اس بھیانک سائنسی منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں کامیاب ہو گیا؟